گوجرانولہ کے ایک درمیانے سے علاقے کی ایک عام سی گلی کے آخر میں بنے تین عام سے مکان، جن میں دو مکان ایک ساتھ تھے۔اور تیسرا مکان ان کے بالکل سامنے تھا۔اس کے آگے گلی بند ہے۔ان تین گھروں کے بسنے والے تین مختلف خاندان اپنی جگہ پہ بہت اہم اور مختلف تھے۔یہاں کے مکین اکثراوقات گلی میں ہی پائے جاتے ہیں۔خاص کر ساتھ ساتھ جُڑے دو گھروں کے بچے ہر شام اور ہر چھٹی کے دن گلی میں کرکٹ کھیلتے، آپس میں کبھی لڑتے کبھی صلح کرتے، کبھی اپنی اپنی ماؤں سے مار کھا کر اونچے سپیکر کے ساتھ روتے پائے جاتے۔

اس وقت لمبی سی صاف ستھری بالکونی میں بچھے تخت پہ بیٹھی سعدیہ جی اپنے سامنے فرش پہ رکھے فون سٹینڈ پہ لگا اپنا موبائل سیٹ کر کے ٹک ٹاک پہ لائیو کر رہی تھیں۔

ہیلو گائز۔ آپ کی پیاری "بہت عاجز سعدیہ کوثر آپ کے سامنے حاضر ہے،"

آپ سب کو السلام علیکم، تم لوگ ٹھیک ہو گے۔ اگر کوئی مسئلہ ہے تو اللہ سے دعا کرو۔ وہی سب کے مسئلے حل کرنے والا ہے۔

دیکھتے ہی دیکھتے منٹوں میں ایک ہزار سے زیادہ لوگوں نے سعدیہ کی لائیو کو دیکھنا شروع کر دیا۔ ایک منٹ میں پچاس کمنٹ ہو گئے،

سعدیہ اپنے بالوں کو دوپٹے میں چھپاتے ہوئے بولیں۔

گائز آج میں آپ کو بہت دلچسپ لوگوں سے "غائبانہ ملواؤں گی۔ جلدی سے" لائیو کو شیئر کرو جیسے ہی ایک سو لوگ لائیو شیئر کریں گے اور میری ٹیم جوائن کریں گے، تو ہم بات شروع کریں گے۔ اور ہاں میں یہ بات بتاتی چلوں یہ کسی ڈرامے یا فلم کی کہانی نہیں ہے۔ بلکہ اصل کہانی ہے۔ اچھا میں پنکھا لگا لوں تب تک تم لوگ ٹیپ ٹیپ کرو۔

سعدیہ کیمرہ ویسے ہی آن چھوڑ کر کونے میں رکھا فرشی پنکھا چلا کر واپس آ گئی۔

نیچے لوگ کمنٹ میں پوچھ رہے تھے کہ سعدیہ جی صبا کہاں ہے۔

سعدیہ جل کر بولی۔

تم لوگ صبو کو پوچھ رہے ہو۔ وہ اس وقت میرے باپ کی کمائی لٹا رہی ہے۔''

تم لوگ غلط مطلب نہ لے لینا۔ میرا اشارہ اس کے میک اپ کے خرچے کی جانب ہے۔ ہمارے مرحوم ابا نے یہ مکان ہم دونوں بہنوں کے لیے چھوڑا ہے ۔ آدھے گھر میں ہم رہتی ہیں۔ اور آدھے کو بنا کر وہاں کرائے دار رکھے ہوئے ہیں جس سے ہمارا خرچہ چلتا ہے۔ مگر یہ جو میری فضول خرچ بہن ہے پورے پانچ ہزار کا یہ مویا فاؤنڈیشن لے کر آئی ہے، اب اس کو منہ پہ تھونپ رہی ہے،۔ ساتھ ساتھ تم لوگوں کے لئے ویلاگ بنا رہی ہے۔ اب ہر کوئی آپ کی بہن سعدیہ جیسا حسین ''تو نہیں ہو سکتا ہے جو بغیر میک اپ کے آپ کے سامنے آجاتی ہے۔

کمرے سے صبا کی آواز آئی جو سعدیہ سے صرف دو سال ہی تو چھوٹی تھیں۔

توبہ یا اللہ سعدو ''ایسی تم حسین و جمیل رہتی نہیں ہو۔ زرا یہ فلٹر ہٹا کر بات کرو۔

سعدیہ کے اعتماد میں رتی بھر فرق نہ پڑا۔اسی مزے سے بولی۔

ہاں تو یہ فلٹر بنے ہی ہم خواتین کی آسانی کے لیے ہیں۔ہر کسی کے ابا ''اس کے ''
لیے مکان تو نہیں نا چھوڑ گئے ہیں جو وہ کرائے کے پیسوں سے اور ابا جی کی
پینشن سے میک اپ خرید سکے۔میرے جیسے سمجھدار لوگ فلٹر لگا کر بھی کام
چلا لیتے ہیں۔

سعدو پلیز میرا منہ نہ کھلواو۔میں اپنے ویلاگ کے پیسوں سے میک اپ لیتی ''
ہوں،اور تم جو دس دس ہزار کے جوڑے لے کر پیسہ پانی کی طرح بہاتی ہو۔اس
''کے بارے میں کیا خیال ہے۔

سعدیہ نے مکھی اڑا کر کہا،

اگر تمہارے ویلاگ سے پیسے آتے ہیں تو میرے ''ویوز تمہارے سے زیادہ ''
ہی ہوتے ہیں۔گائز میں آپ لوگوں کو مزے کی بات بتاوں۔صبا کے اتنا میک
اپ کر کے رکھنے کے باوجود کوئی ہے جو اس کو آنٹی کہتا ہے۔

صبا نے جل کر ہانک لگائی۔

اس کمینے کا نام مت لینا"۔

سعدیہ نے دوپٹے کے پلو میں منہ چھپا کر ہنستے ہوئے موضوع بدل کر بولی۔

"اس کو چھوڑو دوستو میں اپنی کہانی شروع کرتی ہوں۔"

اگلا آدھا گھنٹہ لگا کر سعدیہ نے اپنے دور دراز کے رشتے داروں کا قصہ بیان کیا۔

صبا کا میک اپ مکمل ہو چکا تھا، تب ہی وہ آکر بہن کے برابر بیٹھتے ہوئے بولی۔

گائز میری جھلی بہن آپ لوگوں کے ساتھ سب کے نام لے لے کر باتیں بتا" رہی اپنی اس حرکت کی وجہ سے پہلے بھی دو دفعہ ذلیل ہو چکی ہے۔ ہے پچھلی دفعہ یہ اس نے آپ کو کرائے دار کی فون کالز کے بارے میں بتایا تھا جو وہ اپنی بیوی سے چھپ کر چھت پہ کسی دوشیزہ کو کرتا تھا تب کسی فضول آدمی نے ہماری لائیو ریکارڈ کر کے اس کلپ کو "ٹک ٹاک پہ اپ لوڈ کر دیا تھا۔ اور کسی طرح ایک ہفتے بعد وہ کلپ ہمارے کرائے دار کی بیوی کے ہاتھ لگ گیا۔ پھر وہ تماشہ ہوا کہ پوچھو مت۔ اب بھی ہمارا کوئی برا وقت یہ لائیو ریکارڈ کر رہا ہوا نا تو اللہ

کرے اس کا فون ٹوٹ جائے۔ کیونکہ مجھے لڑائیوں سے بہت ڈر لگتا ہے۔ جبکہ سعدو کو تو ہر روز کوئی نئی گوسپ چاہیئے ہوتی ہے۔اس کو ڈر بھی نہیں لگتا ہے۔

سعدیہ کو بھی اپنی بہت بڑی غلطی کو احساس ہو گیا مگر الٹا بہن پہ رعب ڈالتے ہوئے بولی۔

"تم نے اب بکواس کی ہے۔مجھے پہلے بتا دیتی کہ نام مت لو۔ویسے بھی میں نے غلط نام بتائے ہیں۔سب فرضی نام ہیں۔"

جواب میں صبا نے اس کو ملامتی نظروں سے دیکھا۔

ایسے کیوں بھینس جیسے کجرارے ڈیلے نکال کر مجھے دیکھ رہی ہو۔میں نے کون سا ان کی ذاتی زندگی کی کوئی بات کی ہے۔

سعدیہ مکھی اڑاتے ہوئے بولی۔

"گائز اس کہانی کو یہیں بھول جائیں۔ ابھی مجھے یہ بتائیں میرا میک اپ کیسا لگ رہا ہے۔آج میں نے تھوڑے الگ انداز میں اپنی آنکھوں کی شیپ بنائی ہے۔

گائڑاس عورت نے پہلے مجھے خوش کیا پھر اس خوشی پہ پانی پھیر کر اب اپنا میک ‘‘

اپ نامہ لے کر بیٹھ گئی ہے۔ میرا موڈ خراب ہو گیا ہے۔ میں اپنے لئے اچھی سی

کافی بنانے جا رہی ہوں ساتھ میں ’’چیری کیک کھاوں گی، کیونکہ مجھے علم ہے

اب آپ نے اس کا لپ کمبینیشن پوچھنا ہے۔ لپ اسٹک کی شیڈ پوچھنی ہے۔

فاؤنڈیشن کی کمپنی پوچھنی ہے۔ جس سے میں مزید بور ہو جاوں گی اس لیے آپ

صبو سے گفتگو کریں۔ میری طرف سے اللہ حافظ۔

سعدیہ تخت سے اُٹھ کر جالی کا دروازہ کھول کر گھر کے اندرونی حصے میں چلی آئی۔

پیچھے سے صبا کی آواز آرہی تھی جو لوگوں سے باتیں کرنے میں مصروف ہو گئی۔

جالی کے دروازے کے اندر کی جانب ان کا سٹنگ روم شروع ہو جاتا تھا۔ جالی

کے دروازے کے آگے بھاری پردے لٹک رہے تھے۔ جالی کا دروازہ وہ لوگ

زیادہ تر بند ہی رکھتی تھیں تا کہ مکھیاں اندر نہ آئیں۔ اور گرمی بھی کم محسوس ہوتی

تھی۔ سٹنگ روم کے اندر تین چار دروازے کھلتے تھے، جن میں ایک ان کا بیڈ

روم۔ایک ڈرائنگ روم اور باقی ایک کچن اور واش روم۔ سٹور روم کے ساتھ گیلری تھی جس کا دروازہ بھی باہر بالکونی میں کھلتا تھا۔

دنوں بہنوں کو صفائی کا اتنا جنون تھا کہ پورے گھر میں کہیں کسی قسم کا گند نہیں تھا۔ایسا معلوم ہوتا جیسے یہاں کوئی رہتا ہی نہ ہو۔ابھی بھی سعدیہ نے اپنے باہر کے پہننے والے سلیپر بالکنی میں ہی اتار دیے تھے اور اندر آتے ہی اندر والا جوتا پہن لیا۔اس کا مقصد یہ تھا کہ بالکونی کیونکہ کھلا صحن سا ہے تو وہاں پہ ہوا سے آنے والی گرد پیروں سے لگ کر گھر کے اندر نہ آسکے۔

اسی وقت سامنے والے گھر کی چھت پہ ایک لڑکی گیلے کپڑوں کی ٹوکری اٹھائے نمودار ہوئی۔ جیسے ہی اس کی نگاہ صبا پہ پڑی۔ وہ بے ساختہ بڑبڑائی۔

اصل مزے تو صبا باجی اور سعدیہ باجی کے ہیں۔نہ شادی کروانے کا پریشر" ہے۔نہ کسی کے اوپر بوجھ بن کر رہنے کا دکھ ہے۔نہ اپنے گھر سے دور ہونے کا

غم ہے۔نہ پیپروں میں سپلی آنے جیسی بے عزتی کا سامنا ہے۔ کاش میں بھی بھائی سے کہہ سکتی کہ مجھے نہ پڑھائی کرنی ہے، نہ شادی کرنی ہے۔نہ باجی کے اوپر بوجھ بن کر رہنا ہے۔ میرے بس میں ہوتا جائیداد میں سے اپنا حصہ لے کر کوئی کاروبار کر لیتی یا کسی دوسرے ملک کا ویزا خرید کر یہاں سے ہمیشہ کے لیے چلی جاتی۔پر اپنے ایسے اچھے نصیب کہاں۔"

اس نے نم آنکھوں سے جلدی جلدی ٹوکری میں موجود تمام کپڑے لائن پہ ڈالے۔اور واپس نیچے جانے سے پہلے وہ ہمسایوں کی چھت کے قریب آئی۔ان کے باغ میں لگے امرود کی شاخیں چھت تک آرہی تھیں۔اس نے منڈھیر پہ آگے کو جھک کر ایک ٹہنی پہ اپنی گرفت مضبوط کی پھر اس کو اپنی جانب کھینچ کر اس پہ لگے دو موٹے تنگڑے امرود اتار کر ٹوکری میں رکھے اور نیچے آ گئی۔

اس کو سیڑھیوں سے اترتے دیکھ کر مریم نے کچن سے سر نکال کر مخاطب کیا۔

"خولہ تمہارے بھائی آنے والے ہیں۔ جلدی سے بچوں کے کپڑے بدلوا کر ان کو کھانا کھلا دو۔ وہ آکر ٹی وی دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ کھانا کھاتے ہوئے شور کریں تو ان کا موڈ خراب ہو جاتا ہے۔"

خولہ نے بہن کو چاہتے ہوئے بھی نہیں ٹوکا ورنہ دل تو چاہ رہا تھا کہ کہے "بھائی صاحب تو ہر وقت ہری مرچیں چبائے پھرتے ہیں۔ نہ جانے ہمارے نصیب میں ایسے زنانہ مرد کیوں لکھے ہیں۔ ایک اپنا بھائی ہے جس کی بیوی نے اپنی حکمرانی رکھنے کے چکر میں شوہر پہ کالا جادو کروا کر اس کی مت ہی مار دی ہوئی ہے۔ اور بہنوئی ہے تو وہ خرچوں کا حساب لگا لگا کر ہی جلے بھنے رہتے ہیں۔ ان دو مردوں کے رویے کے اثرات ان کی زندگیوں پہ اتنے سخت تھے کہ چاہ کر بھی وہ اس جال سے نہیں نکل سکتی تھی۔"

وہ تو اس بات پہ اللہ کی شکر گزار تھی کہ اللہ نے اس کی بہن کے دل میں اس کے لیے رحم ڈال دیا اور وہ بھائی بھابھی کی دھمکیوں کی پرواہ کیے بغیر اس کو اپنے گھر

لے آئی۔ ورنہ اس وقت وہ بھابھی کے ایک نمبر عیار کزن کی بیوی بنی ہوتی۔ اب تک تو ایک دو بچے بھی ہو چکے ہوتے۔

تصور کر کے ہی اس کو جھرجھری آ گئی۔ فوراً سے اللہ سے توبہ بھی کی اور اللہ کا شکریہ بھی ادا کیا کہ اللہ نے بھابھی کو اس کے ارادوں میں کامیاب نہیں کیا۔

اگلے آدھے گھنٹے میں اس نے بخوشی بھانجے بھانجی کو منہ دھلا کر کپڑے بدلوانے کے بعد کھانا دے دیا، جیسے ہی وہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے وہ ان کو لے کر چھت پہ آ گئی۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی، دن کب کا ڈھل گیا اب اندھیرے کی چادر ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ جب وہ بچوں کو لے کر اوپر آ رہی تھی تب باہر دروازے کی بیل ہوئی تھی، اور موٹر سائیکل کی آواز سے صاف واضح تھا کہ فواد بھائی واپس آ گئے ہیں۔ اب گھر میں مکمل خاموشی کا راج ہو گا سوائے ٹی وی کی آواز کے باقی خاموشی ہو گی اور کوئی انسان اونچی سانس بھی نہیں لے سکتا ہے۔

اسی لیے خولہ جب سے یہاں تھی وہ ہر رات سونے سے پہلے چھت پہ آ جاتی۔

پہلے اس نے بچوں کی مدد سے سارے سوکھے کپڑے اکٹھے کر کے ایک ڈھیر کی صورت میں چارپائی پہ رکھے۔ پھر چھت پہ چکر کاٹنے لگی۔ حسب معمول بچوں کے سوالات شروع ہو گئے۔ بڑا بھانجا نوازش بولا۔

"خالہ کیا میں شازمان کو چھت پہ بلا سکتا ہوں؟"

"خولہ نے فوراً نفی کرتے ہوئے کہا،"

بالکل نہیں۔ کیونکہ تم لوگ دو سیکنڈ سکون سے کھیلتے نہیں ہو اور لڑنا شروع "

" کر دیتے ہو۔

"نہیں خالہ آپ کو پتا ہے جب ابو گھر پہ ہوں میں لڑائی نہیں کرتا ہوں۔"

خولہ جل کر بولی۔

ہاں ہاں یہ مشغلہ تو تم نے ماں کا اور خالہ کا خون جلانے کے لیے رکھا ہوا ہے۔"

اپنے ابو کے سامنے تو تم سے شریف انسان کوئی "نہیں ہے۔ اچھا چلو ریس لگاتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کون زیادہ تیز بھاگتا ہے۔

نوازش بری سی شکل بنا کر بولا۔

میں ان لوگوں کے ساتھ ریس نہیں لگا سکتا ہوں۔ میرا پارٹنر صرف شازمان''

''ہے۔ میں بس اس کے ساتھ ہی گیم کھیلتا ہوں۔

خولہ نے سنی ان سنی کر دی، کیونکہ وہ جانتی تھی یہ سب شازمان کو بلانے کے''

بہانے ہیں۔ اگر شازمان اوپر آیا تو اکیلا تھوڑی آئے گا۔ پوری ٹیم وارد ہو گی پھر

اب بچے مل کر یہاں وہ'' دھمال مچائیں گے کہ نیچے سے فواد بھائی کی آواز پڑ جائے

گی۔ اس کے بعد واک کی تفریح وہیں ختم ہو جائے گی۔

ابھی دو چکر ہی مکمل ہوئے تھے کہ شازمان صاحب وہاں پہ نازل ہو گئے اور اونچی

آواز میں اعلان کیا۔

نوازش کسی نے میرے ماموں'' کے امرود چوری کر لئے ہیں۔''

خولہ کے قدم ایک پل کو رک گئے۔ پھر دل میں سوچا اگر مجھ تک بات آئی تو

صاف مکر جانا ہے۔

اس کے ارادے سے بالکل بے خبر نوازش صاحب اپنی جون میں بولے۔

میں نے اپنی خالہ کے کمرے میں ان کے بیڈ والے دراز میں ”تین امرود“

دیکھے تھے۔ تمہارے ماموں کے امرود کس طرح کے تھے؟

خولہ کا تو منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

نوازش کی پیٹھ پہ ایک دھموکا جھڑ کے بولی۔

کم بخت گھر کی خبریں آگے کیوں دیتا ہے۔ کیا ساری دنیا میں بس ان کے گھر پہ“

ہی امرود پائے جاتے ہیں۔ میں نے آج صبح سبزی والے سے چار امرود لئے تھے

”۔ایک کھالیا تین باقی ہیں۔

شازمان کے ساتھ ساتھ اس کی چھوٹی بہن اپنے آنکھوں میں گرتے گھنگریالے

بالوں کو اپنے گولے مولے ہاتھ سے پیچھے کرتے ہوئے دونوں بازو اوپر اٹھا کر

خولہ سے کہنے لگی۔

”مجھے اٹھالو۔۔“

خولہ نے جلے دل سے اس کو اٹھا کر کمر پہ ٹکاتے ہوئے کہا۔''

موٹی ''تم اب چھوٹی بچی نہیں ہو۔ جو ہر کوئی تم کو اٹھا کر گھومے۔ پورے دو سال کی ہو گئی ہو۔

''یا اللہ اس کو اٹھانے کے چکر میں کسی دن میری کمر ٹوٹ جائے گی۔''

اس کی گود میں چڑھی ندا اپنا انگوٹھا چوستے ہوئے اس کو دلچسپ نگاہوں سے دیکھے جا رہی تھی۔ حسب عادت خولہ نے ایک ساتھ اس کے گالوں پہ چھ سات بوسے لے ڈالے۔ کیونکہ اپنے گلابی موٹے موٹے گالوں کے ساتھ بہت آسانی سے وہ سب کی توجہ اپنی جانب مائل کروا لیتی تھی۔

جبکہ شازمان امرود کی چوری پہ مزید روشنی ڈالتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے ماموں نے اپنے پولیس والے دوست کو فون کر کے امرود چوری کی'' رپورٹ لکھوائی ہے۔ ان کا دوست پوچھ رہا تھا کہ آپ کے پاس کیا'' ثبوت ہے کہ امرود چوری ہوئے ہیں۔ ماموں نے کہہ دیا ان کے پاس چور کی سی سی ڈی وی ویڈیو ہے۔

خولہ ”نے سی سی ڈی وی کو ٹھیک کر کے سی سی ٹی وی بنایا۔اور بولی“

کس قدر برا وقت آگیا ہے۔لوگ اپنے سڑے سے امرودوں پہ بھی ”“

کیمرے لگانے لگ گئے ہیں۔

شازمان سب کی معلومات میں مزید اضافہ کرتے ہوئے بولا۔

ماموں نے اپنے امرود پہ نشان لگایا ہوا تھا۔وہ امی سے کہہ رہے تھے ”بھری“

ٹوکری سے بھی وہ اپنے پیارے امرود پہچان سکتے ہیں۔

”خولہ نے آنکھیں گھما کر موضوع بدلتے ہوئے کہا،“

”چلو شاباس مجھے بتاو آسمان پہ آج کتنے ستارے چمک رہے ہیں ؟“

بچے پھر بچے ہی ہوتے ہیں وہ اپنی باتیں بیچ میں چھوڑ کر تارے گننے لگ گئے۔

ایک دوسرے سے سبقت لینے کے چکر میں بڑھ چڑھ کر گنتی گنتے جارہے تھے۔

تارے نظر آئیں یا نہیں۔

خولہ کو اپنی چالاکی پہ ہنسی تو بہت آئی مگر اس کے رزلٹ نے اس کو اتنی ٹینشن دی

ہوئی تھی۔اس وقت ہنسنا اپنے آپ کے ساتھ غداری معلوم ہو رہی تھی۔

دو گھنٹے واک کر کے جب وہ نیچے آئی۔ مریم نے بچوں کو دودھ کا گلاس پلا

کر بیڈ پہ سونے کے لیے بھیج دیا۔

خولہ اپنے لئے چپس فرائی کرنے لگی۔ کیونکہ یہ اس کی پرانی عادت تھی ہر روز

نئے چسکے لگانے کا موڈ ہوتا۔ مریم اس کے پاس آکر بولی۔

میں فاطمہ کو سالن دینے گئی تھی۔ فلک شیر بھی گھر پہ ہی تھا۔، میں نے اس کو''

''تمہارا رول نمبر دیکر آن لائن رزلٹ دیکھنے کا بولا تھا۔

خولہ کے ہاتھ سے چمچ چھوٹ کر نیچے فرش پہ گر گیا۔

خوفناک نگاہوں سے بہن کو بے یقینی سے دیکھتے ہوئے صدمے سے بولی۔

یہ کیا کر آئی ہو؟ ''آپ کو کس نے کہا تھا آپ اس آدمی کو میرا رول نمبر بتاو۔''

مریم نے اس کو حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

لو بھلا کسی سے مدد مانگنے میں کیا برائی ہے؟ تمہیں ''ایک ہفتے سے رزلٹ''

نہیں مل رہا تھا۔ میں نے سوچا ہو سکتا ہے فلک شیر کو مل جائے۔

آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ آپ یوں مجھے لوگوں کے سامنے ذلیل کریں۔

ارے تم رونے کیوں لگ گئی ہو؟

وہ چولہا بند کرتے ہوئے بے بسی سے بولی۔

کیونکہ میری سپلی آئی ہوئی ہے۔اس لیے میں آپ سے رزلٹ چھپا رہی تھی۔

اور آپ نے جا کر سارے محلے میں میرا نمود نکال دیا ہے۔

اوہ تم فیل ہو گئی ہو؟

ہاں مزید اونچی آواز میں بولیں تاکہ آپ کے شوہر کے کان میں بھی بات پڑ''

جائے'' جو کسر رہ گئی ہے وہ بھی پوری ہو جائے گی۔

وہ اپنے آنسو دوپٹے میں جذب کرتے بولی۔

میری زندگی میں کچھ بھی اچھا نہیں ہوتا ہے۔میں تو مر ہی جاؤں تو اچھا ہے،

مگر موت بھی نہیں آتی ہے۔

وہ باہر کو نکل رہی تھی جب مریم نے اس کو بازو سے پکڑ کر روک لیا۔

مانا کہ تمہیں مشکلات کا سامنا ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم اللہ کی ناشکری شروع کر دو۔ میں نے تمہیں پہلے بھی سمجھایا تھا۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے زندگی میں امید کا دامن کبھی نہیں چھوڑتے ہیں۔ اور ایسے کون سے ظلم کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں جو تم استغفر اللہ موت کی خواہش کرو۔ اللہ سے معافی مانگو۔

وہ آنسوؤں کے دوران مزید بولی۔

میرے ماں باپ دنیا سے چلے گئے، بھائی نے "مجھے بے سہارا چھوڑا ہوا ہے،" بہنوئی مجھ سے سیدھے منہ بات نہیں کرتے کیونکہ میں ان کے گھر پہ مفت کی روٹیاں توڑ رہی ہوں۔ دن رات محنت کر کے پڑھائی کی مگر وہاں بھی ناکامی کا سامنا ہے۔ میں کیا کروں؟ اب آپ ایک غیر لڑکے کو یہ بتا آئی ہیں کہ آپ کی بہن کتنی نالائق ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ فواد تمہارے بارے میں ایسا نہیں سوچتے ہیں۔ ان کی طبیعت ہی ایسی ہے۔ وہ اپنی اولاد کے ساتھ بھی زیادہ بات چیت نہیں کرتے ہیں

۔اور سپلی آنا ایسی کوئی معیوب بات نہیں ہے۔تم پھر سے پیپر دے سکتی ہو۔

باقی رہی فلک شیر کی بات تو اس کو کون سا رزلٹ نظر آ گیا تھا۔اپنے فون پہ لگا رہا

پھر اکتا کر بولا باجی مجھے رزلٹ نہیں مل رہا ہے۔

چلو اب رونا بند کرو۔جا کر منہ دھولو میں چپس تمہارے کمرے میں لے آؤں گی

۔

وہ سوں سوں کرتی وہاں سے نکل گئی۔

وہ صوفے پہ نیم دراز ہو کر ٹی وی دیکھ رہا تھا۔باجی کچن کی صفائی مکمل کر کے ہاتھ

میں ندا کا فیڈر لئے وہاں ہی آ گئی۔

فلک شیر۔۔؟

ہوں؟

تمہارا ''بھائی کہہ رہا تھا کہ اکاؤنٹ میں پیسے ڈال دیے ہیں۔ تم کل زرا بینک ''

سے کیش لے آنا۔

وہ ریموٹ ٹھوڑی کے نیچے رکھے بولا۔

''کتنے پیسے ہیں؟''

یہی کوئی ساٹھ ہزار ہے۔

اس نے سیدھا ہو کر اپنی قمیض کی جیب میں ہاتھ ڈال کر نوٹوں کی ایک گڈی نکالی

اور اس میں سے گن کر پچاس ہزار بہن کی جانب بڑھاتے ہوئے بولا۔

یہ لو پچاس ''ہزار کیش ہے۔ اور اپنے پیسے میرے اکاؤنٹ میں ڈال دو۔''

اچھا۔ باقی کا دس ہزار کب دو گے؟

کون سا دس ہزار؟ ابھی تمہاری طرف میرا تیس ہزار مزید نکلتا ہے۔ ''دس''

دس ہزار کر کے قرضہ واپس کر دو۔

ہیں؟۔۔ کون سا تیس ہزار بنائے بیٹھے ہو؟

قربانی کے بکرے میں میرا چالیس ہزا گیا تھا۔ وہی واپس لے رہا ہوں۔

قسم سے فلک تم کتنے کنجوس ہو۔ میں نے بچوں کی فیس وغیرہ کے لیے پیسے "
منگوائے ہیں۔" دینے ہیں تو پورے ساٹھ ہزار دو ورنہ میں خود بینک جا کر کیش
لے آؤں گی۔

وہ افسوس کرتے ہوئے بولا

بھلائی کا زمانہ ہی نہیں " ہے۔ شوہر کو فیس زیادہ بتا کر بیچ میں سے اپنے سوٹ "
کے پیسے نکال لینا۔ مگر بھائی کا قرضہ واپس مت کرنا۔

فاطمہ " رک گئی اور تاسف سے بولی۔ "

لوگ مجھے کہتے ہیں کتنی خوش نصیب ہو تم اپنے میکے میں رہتی ہو۔ سسرال کی "
کھچ کھچ سے بچی ہوئی ہو۔ اب ان کو کون بتائے کہ اتنی لمبی زبان تو میری ساس کی
بھی نہیں ہے جتنی " میرے بھائی کی ہے۔ کون سا وقت ہو گا جب تمہاری بیوی
آئے گی اور میں اپنی ذمہ داری سے آواز ہو کر اپنے گھر جاؤں گی۔

وہ پوری توپوں کا رخ بہن کی جانب موڑتے ہوئے بولا۔

نہیں تم نے میری کون سی ذمہ داری سنبھالی ہوئی ہے؟ کپڑے میرے دھوبی"
دھوتا اور استری کرتا ہے۔ کھانا میں دو وقت کا گھر سے باہر کھاتا ہوں۔ اس کے
باوجود مجھے ہر مہینے بجلی اور گیس کا اتنا بل بھرنا پڑتا ہے۔ اور مجھے کیا پیمپر لگتے ہیں
جس کے لیے میری بیوی درکار ہے؟ کہ وہ میرے پیمپر بدلا کرے گی۔ ویسے ہی
کہو کہ بھائی کو خوش نہیں دیکھ سکتی ہو۔ بھائی کو آزاد چھوڑنے سے ڈرتی ہو اسی
لئے اپنے بچوں سمیت یہاں پہ "رہتی ہو۔

"فاطمہ ماتھا پیٹ کر بولی۔"

میں بہت تھکی ہوئی ہوں۔ اس وقت "میری جان نہ کھاؤ۔"

وہ پیسے واپس بہن کی جانب بڑھاتے ہوئے بولا۔

"اچھا یہ رکھو اور ایک بات سنو۔"

"اب کیا ہے؟"

دکھی آتما کی انگلش میں سپلی آ گئی ہے۔

ہا۔۔! ! بیچاری خولہ۔۔ وہ تو اس بات پہ کڑ کڑ کر اپنا آدھا خون جلا لے گی۔

فلک شیر ہنس کر بولا۔

میں نے ”مریم باجی کو یہی ظاہر کیا ہے کہ مجھے رزلٹ نہیں ملا ہے۔ کیونکہ “

مجھے لگتا ہے اگر دکھی آتما کو پتا چلا کہ ہم لوگ اس کا رزلٹ جانتے ہیں تو وہ

صدمے سے فوت ہو جائے گی۔ یہ کارڈ ہم موقع آنے پہ استعمال کریں گے۔

”فاطمہ نے وہیں اس کو ٹوکتے ہوئے کہا،“

انسان بنو۔۔ ویسے ہی تم اس کو امرود چور کہہ کر کم تنگ نہیں کرتے ہو، جواب “

مریم تمہیں ”نیا ہتھیار دے گئی ہے۔

وہ تڑخ کر بولا۔

کیا مطلب میں اس کو امرود چور شوق سے کہتا ہوں؟، وہ میرے باغ سے میرا “

”فروٹ چوری کر کے بار بار اپنے آپ کو چور ثابت کر چکی ہے۔

”فاطمہ نے کمر پہ ہاتھ رکھ کر پوچھا“

کون سا باغ ہے؟ یہ جو ” باہر دو پودے لگے ہیں ان کو تم باغ کہتے ہو؟ اگر وہ “

بیچاری امرود نہ کھائے تو وہ پودے پہ ہی گل سڑ جائیں۔

ایویں گل سڑ جائیں۔میں خود اپنے باغ کا پھل کھاتا۔ مگر چور ہمیں موقع دے تو

پھر نا۔

”فاطمہ کو غصہ آیا اس لیے جتاتے ہوئے بولی۔“

خولہ کے آنے سے پہلے تم کتنے امرود کھاتے تھے ؟پہلے یا پرندے کھاتے تھے“

یا گلہری ”کھاتی تھی۔اب ایک انسان بھی کھالیتا ہے۔اس سے تمہارے

خزانوں میں کون سی کمی واقع ہوتی ہے۔ہر وقت اس کو ٹو میں نہ لگے رہا کرو۔وہ

بھی تمہاری بہن ہے۔

وہ ہاتھ جوڑ کر بولا۔۔

اوماسی مصیبت۔ہر دوسری لڑکی کو میری بہن نہ بنا دیا کرو۔میری ایک ہی

بہن ہے جو پہلے سے میرے گھر پہ نازل ہے۔مزید کی خواہش نہیں ہے۔

”فاطمہ اپنے کمرے کی جانب جاتے ہوئے اس کو جتانا نہ بھولی۔“

اگر امی آج ”زندہ ہوتیں۔تمہاری یہ زبان دیکھ کر بہت دکھی ہوتی۔“

میں کون سا کوئی گالی گلوچ کر رہا ہوں۔ تم اپنے بھائی کو انڈر ایسٹیمیٹ کرنا چھوڑ دو۔ میری دوستیں مجھ سے کہتی ہیں، فلک شیر آپ کی امی نے آپ کی کتنی اچھی تربیت کی ہوئی ہے۔ آپ ہمیشہ ہم سے عزت سے بات کرتے ہیں۔ اور ایک میری اپنی بہن ہے جس کے مطابق مجھ سے برا کوئی ہے ہی نہیں ہے۔

فاطمہ نے بھی وہیں حساب برابر کر دیا" بولی۔"

ان دوستوں کے ساتھ زبان بھی تو نہیں لڑاتے ہو گے۔ میرے ساتھ تو ہر" بات پہ بحث کے لیے تیار رہتے ہو۔ ان لڑکیوں کے تم دوست ہو۔ مگر میری ساس ہو۔" ویسے میری بات سنو۔

وہ ٹی وی کا آواز اونچا کرتے ہوئے بولا۔

چپ چاپ یہاں" سے چلی جاو۔ خبر دار اس وقت اپنا پسندیدہ موضوع شروع" کیا۔

لو بھلا" کیا تم نے شادی نہیں کرنی ہے۔ کیا سدا بہن کے آسرے پہ رہنا ہے؟"

میں جس حال میں ہوں بہت خوش ہوں۔ تم اپنی اور اپنے بچوں کی فکر کیا''

''کرو۔ اپنے لئے میں کافی ہوں۔

ہاں مجھ سے بہتر کون جانتا ہے کہ کس قدر تم اپنا خیال کرتے ہو۔ اگر تمہاری

نظر میں کوئی لڑکی ہے تو مجھے بتادو،

وہ بیچ میں ہی بہن کی بات اچک کر ہنستے ہوئے بولا۔

ہاں بتادوں تاکہ تم دوسرے دن ہی اس لڑکی کے گھر فون کر کے کچھ ایسا بول''

''دو کہ اس کے بعد وہ شادی سے انکار کر کے مجھے بلاک کر دے،

فاطمہ اس ''کا اشارہ سمجھتے ہوئے اپنے دفاع میں بولی۔''

جس طرف تم بات لگا رہے ہو نا وہ ''لڑکی ایک نمبر کی گولڈ ڈیگر تھی۔ وہ تم''

سے شادی کرنے کی خواہش منداس لیے تھی کہ تم اتنی بڑی جائیداد کے اکلوتے

وارث ہو۔ جب میں نے اس کو بتایا کہ تم تنخواہ پہ نوکری کرتے ہو۔ یہ گھر

میرے نام ہے اور جہاں تم کام کرتے ہو وہ میرے شوہر کا بزنس ہے تو وہ پہلی

فرصت میں بھاگ گئی۔

وہ ماضی یاد کر کے تپے ہوئے انداز میں بولا۔

"شرم تو نہ آئی۔ دو پیار کرنے والے دلوں کو الگ کر کے کس قدر فخر سے قصہ سنا رہی ہو۔"

لو بھلا میں کیوں شرم کروں۔ میں تو بس "تمہیں تمہاری اس فدائی کا سچا رنگ دکھا رہی تھی۔ اگر وہ تم سے اتنا ہی سچا پیار کرتی تھی تو پھر تمہارے کنگلے پن کو دیکھ کر بھاگ کیوں گئی۔

اب وہ بہن کو یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ اس کو کبھی کسی کے ساتھ ایسا ویسا تعلق رہا ہی نہیں نہ پیار و محبت کے عہد و پیماں ہوئے تھے۔ وہ بھی صرف فاطمہ کو تنگ کرنے کے لیے بول دیتا تھا کہ فلاں لڑکی میرا سچا پیار ہے۔ اور اس کی بھولی بہن مان بھی جاتی۔ وہ ہنستے ہوئے بولا۔

اصل لطیفہ تو تب ہوا تھا جب "میری کلاس فیلو نے مجھے کال کر کے کہا کہ" تمہاری بہن نے مجھے تم لوگوں کی جائیداد کی تفصیل سے کیوں آگاہ کیا ہے۔ ایک تو بولی فلک شیر تمہاری غربت کا سن کر مجھے اتنا رحم آیا ہے اب میرا دل کر رہا ہے

تمہارے نام اپنی وہ جائیداد بھی کر دوں جو میرے پاس ہے ہی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری اچھی دوست تھیں۔ ایسا کوئی چکر نہیں تھا جو آپ کو لگتا تھا۔

اتنی لمبی تمہید کے بعد وہ جلے ہوئے انداز میں بولا۔

آپ کے مطابق تو جو کوئی لڑکا لڑکی آپس میں بات کریں ان کا چکر چل رہا ہے"

۔"

ہر روز وہ فون پہ تم سے "گھنٹوں کے حساب سے باتیں کرتی تھی۔"

ہاں تو کیا دوست آپس میں بات نہیں کر سکتے ہیں؟ مجھے کسی ایک لڑکی کا نام" بتائیں جس کے بارے میں نے آپ سے کہا ہو کہ میں اس کو پسند کرتا ہوں۔ بہن یہ جو کالج یونیورسٹی ہوتی ہے نا یہاں لوگ تعلیم حاصل کرنے کے لیے جاتے ہیں۔ جوڑے بنانے کے لیے نہیں۔ میں وہاں ڈگری لینے کے لیے گیا تھا ۔"لڑکی کا انتخاب کرنے نہیں گیا تھا۔

فاطمہ اس کے ساتھ باتیں کرتے کرتے "سٹنگ روم کی بکھری چیزیں سمیٹنے" لگیں۔ کشن واپس صوفے پہ سیٹ کرتے ہوئے بولی۔

"ہمارے کئی جاننے والوں کے بچوں نے اپنی کلاس فیلو سے شادی کی ہے۔"

وہ بوریت سے بولا۔

"کی ہو گی مگر میرا اس طرف دھیان نہیں تھا۔ میری سب لڑکیوں سے ایسی دوستی رہی ہے جس میں وہ مجھ سے بغیر یہ ڈر رکھے بات کر لیا کرتی تھیں کہ میں ان پہ لائن نہیں مارتا ہوں۔ نہ ہی ان سے بات چیت کسی غلط مقصد کے لیے کرتا تھا کہ بعد میں ان کی معصومیت کا ناجائز فائدہ اٹھایا جائے۔ مجھے وہ لڑکے زہر لگتے ہیں جو اپنے گھر بہن ہو تو پھر بھی جا کر کسی اور کی بہن پہ غلط نظر ڈالے۔ کیونکہ امی نے مجھے ایک ہی بات سمجھائی تھی۔ جو تم گھر سے باہر کر کے آو گے۔ وہ وہیں تک نہیں رہے گا۔ جو زہر معاشرے میں پھیلاو گے۔ ایک دن اسی زہر سے ڈسے جانا ہے۔ ویسے بھی عورت بہت عظیم مخلوق ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول نے اس کو کس "قدر عزت سے نوازا ہوا ہے۔ میرے جیسے عام انسان کی کیا مجال کہ وہ اللہ کے حکم کے آگے اپنی ڈیڑھ انچ کی مسجد قائم کرے۔ اس دنیا میں

عورت کے ساتھ ظلم کروں گا۔اگلے جہاں اپنے اعمال کا بھگتان میں نے فیس کرنا ہے۔ عورت کو تو ہر جانہ مل جائے گا۔

فاطمہ کے چہرے پہ کچھ دیر پہلے والا غصہ اور الجھن بالکل غائب تھی۔ وہ"" نصار ہوتی نگاہوں سے بھائی کو دیکھ رہی تھی۔ جب بولی تو لہجے میں بھی پیار بھرا تھا۔

جب تم اتنی سیانی باتیں کرتے ہو۔ مجھے یقین آنے لگتا ہے کہ تم میرے سگھے بھائی ہی ہو۔ میں چند پل کے لیے بھول جاتی ہوں کہ تمہیں ہم نے گود لیا تھا۔

وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔

میں جانتا ہوں تم ایسی باتیں کیوں کرتی ہو۔ تمہاری نگاہ میری جائیداد پہ ہے۔" تم مجھے لے پالک ثابت کر کے ابا کی ساری دولت ہتھیانہ چاہتی ہو۔ "میری زندگی میں تم اپنے مقاصد میں ہر گز کامیاب نہیں ہو گی۔ کیونکہ بقول آنٹی صبا کہ ہم دونوں جڑواں لگتے ہیں۔ تم بس قد میں گٹھی رہ گئی ہو۔

فاطمہ نے ایک کشن اس کو مارتے ہوئے" کہا،"

"صبا کس لحاظ سے تمہاری آنٹی ہو گئی ہے۔ سعدیہ سے چھوٹی ہے۔"

یہ میرے اور صبا کی آپس کی بات ہے۔ تم ہمارے درمیان نہ آو۔ پہلے ہی تمہاری وجہ سے وہ میرا شادی کو پرپوزل رد کر دیتی ہے۔ کیونکہ تم نے ان کو سنایا ہوا ہے بھائی کی شادی وہاں کروں گی جہاں سے چھ تولے کے کڑے پڑیں گے۔

فاطمہ "اس کو گھورتے ہوئے بڑبڑا کر اپنے کمرے کی جانب چل پڑی۔"

بتمیز۔۔۔!! "اُٹھ کر سو جاو۔ پھر صبح ناشتے کے بغیر گھر سے بھاگتے ہو۔"

وہ بہن کی نصیحت کو نظر انداز کر کے واپس ٹی وی کی جانب متوجہ ہو گیا۔

ابھی چند ہی منٹ گزرے تھے کہ اس کا فون بج اٹھا۔

اس نے میز پہ رکھے فون کی سکرین پہ چمکتا نمبر دیکھ کر منہ میں گالی دیتے ہوئے ریموٹ سے ٹی وہ بند کیا اور کال کو آن کر کے فون کان سے لگا کر سٹنگ روم کی بتی بند کرتا اپنے کمرے کی جانب جاتے ہوئے کال کرنے والے سے بات کر رہا تھا۔

فاطمہ جو اپنے کمرے میں موجود تھی۔ بیڈ پہ بیٹھ کر اپنی نائٹ کریمیں لگاتے ‘‘ ہوئے اس نے ’’ اپنی آنکھیں بند کی اور منہ میں کچھ پڑھنے لگیں۔۔ دو تین منٹ بعد ویسے ہی آنکھیں بند رکھ کر گھر کے سب باسیوں کے چہرے تصور میں لے کر ان پہ دم کر دیا۔

دونوں بہن بھائی یونہی بظاہر لڑتے بحث کرتے رہتے۔ مگر دونوں کا ایک دوسرے کے لیے پیار بہت زیادہ تھا۔ کیونکہ فاطمہ کا سارا میکہ ایک فلک شیر کی ہی زات تھی۔ خاص کر جب ایک ایک کر کے امی ابو دنیا سے پردہ کر گئے تب سے فاطمہ فلک شیر کے معاملے میں بہت زیادہ حساس ہو گئی ہوئی تھی۔ اپنی اولاد آنکھوں میں سامنے ہونے کے باوجود جب تک رات کو بھائی گھر نہ آجاتا وہ سو نہ پاتی تھی۔ اس کے کھانے پینے کا خاص خیال رکھتی۔ ہر روز فلک شیر کا لنچ گھر سے بن کر کام پہ جاتا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کو سمجھتے بھی تھے، یہی وجہ تھی کہ فلک شیر کے ہر دفعہ یہ جتانے پہ کہ تم لوگ اپنا گھر چھوڑ کر میرے سر پہ

سوار ہو۔ فاطمہ ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی سب اوپر اوپر سے ڈرامے کرتا ہے۔

کبھی عید وغیرہ پہ سسرال چلی جاتیں تو وہ پیچھے سے فون کر کر کے سر کھالیتا تھا کہ گھر کب آنا ہے۔ یا خود بھی ان کے پیچھے پہنچ جاتا۔

مگر اپنے منہ سے یہ بات ماننے سے ہمیشہ انکاری رہا کہ اس کو اپنی بہن کتنی عزیز ہے۔

"فاطمہ نے لائٹ بند کر کے بیڈ پہ لیٹ کر اپنا فون پکڑ لیا۔"

رشتہ کروانے والی خالہ کی چیٹ کھول کر اس نے وائس نوٹ ریکارڈ کرنا شروع کیا۔

"السلام علیکم بے بی باجی آپ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا ہے کہ کب لڑکی والوں کی طرف جانا ہے۔" آپ اپنے امیر امیر گاہک بھگتانے میں لگی ہوئی ہیں۔

میں نے آپ کو بولا ہوا ہے جس دل میرے بھائی کا رشتہ کسی تگڑی اسامی کے گھر پکا کروائیں گی۔ میں آپ کو بریز کا سوٹ لے کر دوں گی۔

میسج بھیجنے کے بعد فاطمہ نے فون بند کر کے سائیڈ پہ رکھا اور سونے کی کوشش کرنے لگیں۔

*********

سارا گھر سو چکا تھا۔ صحن سمیت ہر طرف اندھیرے کا راج تھا۔ ایک کمرے میں کھڑکی سے چھن کر آتی روشنی میں جائے نماز پہ بیٹھی خولہ پوری توجہ سے اللہ کے سامنے اپنے دکھ سکھ پیش کر رہی تھی۔ منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ مگر بولتے ہوئے وہ ہاتھوں کو ہلا رہی تھی۔

یا اللہ آپ سے بہتر کون یہ بات جانتا ہے کہ میرے فیل ہونے کی خبر جیسے ہی'' میری بھابھی کو ملی اس نے بہت خوش ہونا ہے۔ بھائی کو جتائے گی کہ تمہاری نالائق بہن کے لیے میرے اتنے اچھے کزن کا رشتہ رد کیا گیا ہے۔ یا اللہ یہ تو آپ

جانتے ہی ہیں وہ کس قدر غلیظ انسان کو اچھا بنا کر مجھے رولنا چاہتی ہیں۔ یا اللہ میں اس دفعہ مزید اچھے سے تیاری کروں گی۔ مجھے پاس کر دینا یا اللہ۔ اور پلیز میرے فیل ہونے کی خبر فواد بھائی سے بھی چھپا لینا یا اللہ پلیز۔۔ مجھے سمجھ نہیں آتا ہے کہ میں کیا کروں۔ آپ "میری مشکلات آسان کر دیں۔ مجھے کہیں سے دس بارہ لاکھ روپیہ مل جائے۔ میں پہاڑوں میں کہیں ایک چھوٹا سا کمرہ لے کر ادھر شفٹ ہو جاؤں گی۔ ایک بکری رکھ لوں گی اس کا دودھ دھویا کروں گی۔ دودھ بیچ کر میں اپنا خرچ چلا لوں گی۔ اگر اس وادی میں میرے جیسے نالائق بچے ہوئے ان کو ٹیوشن پڑھا کر فیل ہونے کی ترکیبیں سکھایا کروں گی۔

وہ جو آج سارا دن بہت اداسی کا شکار رہی تھی۔ جب خیال آیا کہ کیا اول فول بولے جا رہی ہوں تو خود ہی ہنستے ہوئے دہری ہو گئی۔

یا اللہ مجھے نہیں جانا پہاڑوں میں، مجھے بس ایک دفعہ پاس کر دیں۔ پھر میں باجی کو جاب کے لیے منانے کی کوشش کروں گی۔ ادھر بھی آپ نے میری مدد کرنی

ہے۔ باجی کے دل میں ویسے ہی رحم ڈال دینا جیسے آپ نے بھائی کے دل میں

رحم ڈالا تھا تو انہوں نے مجھے باجی کے ساتھ بھیج دیا۔

اور ایک آخری بات یا اللہ پلیز مجھے معاف کر دے۔ میں جب بہت دکھی ہوتی

ہوں تو بے فضول بکواس میرے منہ سے نکلنے لگ جاتی ہے۔ میرے اللہ مجھے

معاف کر دے۔ اپنے حبیب کا واسطہ ہے۔ مجھے معاف کر دے۔

جتنی سورتیں یاد تھیں سب پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا۔ پھر آخر پہ درود پاک پڑھ کر

دعا ختم کر کے جائے نماز سے اٹھ گئی۔

اللہ کے سامنے رو لینے سے ہمیشہ کی طرح اس کا دل ایک دم ہلکا ہو گیا تھا۔

بیڈ پہ آکر دوپٹہ ایک طرف ڈالا۔ سائیڈ لیمپ جلایا۔ میز پہ رکھا امرود اور کتاب

ایک ساتھ اٹھائی۔ اگلے دو گھنٹے امرود کھاتے ہوئے اس نے اپنے پیپر کی تیاری

کی۔ پیپر میں بہت دن باقی تھے، مگر وہ ابھی سے تیاری کرنے لگ گئی تھی۔

فون پہ میسج کی وائبریشن ہوئی۔

اس نے بے دھیانی میں سرہانے کے نیچے سے فون نکال کر نوٹیفیکیشن دیکھا۔

واٹس ایپ گروپ میں فلک شیر کے نمبر سے کوئی میسج آیا تھا۔

یہ گروپ باجی صبا اور سعدیہ کے کہنے پہ بنایا گیا تھا۔ جس میں فواد بھائی کے علاوہ تینوں گھروں کے سب بڑے ایڈ تھے۔ تینوں گھروں کی خواتین یہاں پہ ایک دوسری سے پوچھ لیتی ہیں کہ آج کیا بنایا ہے، یا سالن وغیرہ مانگنا ہو تو یہی پلیٹ فارم استعمال ہوتا ہے۔ عین وقت پیاز لہسن، سرخ مرچ یا چینی نہ ہو تو بھی یہی گروپ کام آتا ہے۔ فلک شیر کو اس گروپ میں ایڈ کرنے والی صبا جی ہیں، کیونکہ ان کی فلک شیر کے ساتھ بنتی بہت ہے۔ دوسرا یہ کہ جب ان کو دوائی منگوانی ہو یا مریم کو فلک شیر سے کوئی کام ہو تو یہی پہ بتایا جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ فواد صاحب گروپ میں فلک شیر کی موجودگی سے لاعلم ہیں۔ ورنہ بیوی کو یہ اتنا بڑا لیکچر دے دیتے کہ جوان بہن کو اس لڑکے کے ساتھ ایک گروپ میں ایڈ کیا ہوا ہے۔ شرم حیا نہ جانے کہاں گھاس چرنے گئی ہوئی ہے۔ اب فواد صاحب صرف یہ دیکھتے ہیں کہ ان کے ہمسائے میں جوان لڑکا موجود ہے۔ یہ نہیں جانتے ہیں

کہ وہ لڑکا ان کی اکلوتی جوان اور خوبصورت پہ لائن مارنا خود پہ حرام سمجھتا ہے۔

کیونکہ اس کا سارا فوکس شرارتوں اور تعنوں پہ ہے۔اس وقت بھی وہی ہوا۔

خولہ کے اندر کے چور نے اس کو چیٹ کھولنے پہ مجبور کیا تھا۔

سامنے کھلی تصویر کو دیکھ کر اس کا بچا کچا خون بھی جل گیا۔

جو تین امرود اس نے توڑے تھے۔یہ ان کی تصویر تھی۔جس کے نیچے لکھا تھا

۔تلاشِ گمشدہ۔۔

اس کو آن لائن دیکھتے ہی فلک شیر ٹائپنگ آنے لگا۔

اس سے پہلے کہ وہ ایپ بند کرتی میسج آ گیا۔

دیکھیں سعدیہ جی کیا زمانہ آ گیا ہے۔لوگ چوریاں کر کے سمجھتے ہیں وہ زندگی کے امتحانوں میں کامیاب ہو جائیں گے۔چہ چہ چہ۔۔افسوس انسانیت مر گئی ہے۔

خولہ نے ایک سیکنڈ کے دسویں حصے میں "گروپ چھوڑ دیا۔"

تو اس کو پتا چل گیا ہے کہ میں فیل ہوئی ہوں۔

غصے سے اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ سارا موڈ غارت ہو گیا تھا۔اس نے کتاب دور کرسی پہ پھینکی اور دبے پاؤں کمرے سے نکل آئی۔ ہاتھ میں تیسرا امرود آدھ کھایا موجود تھا۔ بہت احتیاط سے بیرونی دروازہ کھول کر لان میں آئی۔

تیز تیز قدموں سے مشترکہ دیوار کے پاس آئی۔ دیوار چونکہ اتنی اونچی نہیں تھی ۔آسانی سے دوسرے گھر میں نظر پڑ جاتی تھی۔ فلک شیر کا کمرہ بھی باہر کی جانب تھا۔ خولہ نے فلک شیر کی کھڑکی کا نشانہ لے کر بازو کو پیچھے کی جانب کیا۔ مگر اگلے ہی پل سامنے سے موبائل کی ٹارچ پڑنے سے خولہ کی چیخ نکل گئی۔

اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر جانے والا آدھا امرود فلک شیر کی کھڑکی کی بجائے اس کی آنکھ پہ اتنی زور سے لگا تھا کہ فلک شیر کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

او تیری۔۔

ساتھ ہی ہاتھ سے فون نیچے گر گیا۔

خولہ "نے دائیں دیکھا نہ بائیں گھر کے اندر کی جانب دوڑ لگا دی۔"

اس کو اپنے دل کی دھڑکن کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔ایک تو وہ رات کے بارہ بجے گھر سے باہر اکیلی آئی تھی۔وہ بھی فلک شیر کی کھڑکی پہ امرود مار کر بدلہ لینے لے لیے۔اب اگر فواد بھائی تک اس کی چیخ پہنچ گئی ہوئی تو پھر آج اس کی دنیا پہ آخری رات تھی۔فواد بھائی کو فلک شیر ویسے ہی زہر لگتا تھا۔خیر اس معاملے میں خولہ بھی ان کی ہم خیال ہے۔اتنا غیر سنجیدہ انسان، مجال ہے جو اپنی عمر کے لوگوں کی طرح کچھ سنجیدگی اختیار کرتا ہو۔ہر وقت بچوں کی طرح شرارت کے موڈ میں رہتا ہے۔

اپنے کمرے کی طرف دوڑ لگاتے ہوئے اس کے کان میں فواد بھائی کے کمرے کا لاک کھلنے کی آواز آئی۔اس کے قدم وہیں زمین سے جکڑے گئے۔بالکل سامنے ہی تو مریم کا کمرہ تھا۔فواد بھائی نے باہر آنا تھا اور سیدھی ان پہ نگاہ پڑنی تھی۔نہ پیر میں جوتا نہ سر پہ کپڑا اور اڑی ہوئی رنگت خولہ کے پاس چند ہی سیکنڈ تھے۔اس نے سٹور روم کے اندھیرے میں پناہ لے لی۔

فواد بھائی اپنے کمرے سے باہر آئے۔ان کی چپل کی آواز ہال میں گونجھ رہی تھی۔وہ سیدھے بیرونی دروازے کی جانب گئے۔خولہ سٹور روم کی کھڑکی سے ان کو دیکھ رہی تھی۔لاک چیک کرنے کے بعد وہ سیڑھیوں کی طرف گئے۔

سیڑھیوں کا لاک چیک کیا۔کچن میں گئے پانی پیا۔پھر واش روم کی جانب جاتے جاتے سٹور روم کی جانب آگئے۔خولہ کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے۔

"یااللہ بھائی نے مجھے یہاں بند بتی میں کھڑے دیکھا تو کیا بہانہ بناوں گی۔اس نے بستر والی چارپائی کے اندر گھس کر اوپر چادر اوڑھ لی۔"

فواد بھائی وہاں آئے اور دروازہ بند کر کے واپس ہو لئے۔

خولہ نے پھیلی ہوئی آنکھوں سے اندھیرے میں گھور کر کچھ کر دیکھنے کی "کوشش کی، کھڑکی کی روشنی میں اندازہ لگا کر چارپائی سے واپس نکلی اور کھڑکی کی گرل سے باہر جھانکا۔"

جیسے پہ واش روم کا دروازہ اندر سے بند ہوا۔اس نے سٹور کا دروازہ کھولا اور اپنے کمرے کو دوڑی۔

اپنے کمرے کا دروازہ اندر سے لاک کرتے ہوئے جب یہ خیال آیا کہ وہ سٹور روم کا دروازہ کھلا چھوڑ آئی ہے تو اپنا ماتھا پیٹ لیا۔ مگر اب وہ واپس جا کر دروازہ بند کرنے کا خطرہ کسی صورت بھی مول لینا نہیں چاہتی تھی۔

اس نے سائیڈ لیمپ بند کیا اور بیڈ پہ بھانجی کے برابر لیٹ گئی۔

اگلے دس پندرہ منٹ تک فواد بھائی کے جوتوں کی آواز آتی رہی۔

اگلے دن ناشتے پہ فواد بھائی بیگم سے کہہ رہے تھے۔

وہ دروازہ ایسا نہیں ہے جو ہوا سے کھل جائے۔ ہینڈل کو نیچے کھینچ کر پورا زور" لگانے کے بعد سٹور کا دروازہ کھلتا ہے۔ پھر اپنے آپ "کیسے کھل گیا؟

مریم پراٹھے پہ مکھن لگاتے ہوئے اکتائے لہجے میں کہنے لگی۔

"ہو سکتا ہے آپ نے دروازہ ٹھیک سے بند ہی نہ کیا ہو۔"

تم مجھے بے وقوف کہہ رہی ہو۔

وہ ممنائی۔۔

میری ایسی جرات کہاں آپ بات کو غلط لے رہے ہیں۔ میں تو بس یہ کہہ رہی ہوں بچے سب سو رہے تھے، باہر کے دروازے آپ نے خود لاک کئے تھے۔ پھر کوئی کیسے ہو سکتا ہے۔

یہی تو میں سوچ سوچ کے پاگل ہو رہا ہوں۔ کیا ہمارے ساتھ خلائی مخلوق رہ رہی ہے۔ واش روم میں جانے سے پہلے میں نے دروازہ بند کیا ہے۔ باہر آیا ہوں تو دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس سے پہلے میں نے نسوانی چیخ سنی تھی۔ تم ایسا کرو گھر میں سورہ بقرہ لگا دینا۔ کچھ شیطانی عمل چل رہا ہے۔

خولہ جو پوری سنجیدگی سے بھانجے کے منہ میں چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر ڈال رہی تھی۔ آخری بات پہ اپنی ہنسی چھپانے کے لیے اس نے پانی کا گلاس منہ سے لگا لیا جس پہ اس کو اچھو لگ گیا۔

مریم نے وہیں کھڑے کھڑے مڑ کر اس پہ نگاہ ڈالی اور ٹوکا۔

آرام سے کیا کوئی پیچھے لگا ہوا ہے؟

باہر سے رکشے والے نے ہارن مارا۔ بچے اپنا اپنا سکول بیگ اٹھا کر بیرونی دروازے کی جانب چل پڑے۔ مریم نے خولہ کو بولا کہ وہ فریج سے بچوں کی پانی کی بوتلیں نکال کر ان کو دے اور بچوں کو رکشے میں بیٹھا آئے۔

خولہ ویسے بھی وہاں سے ہٹنے کا بہانہ ڈھونڈ رہی تھی۔ جلدی سے بوتلیں لے کر باہر آئی۔ مگر باہر آتے ہی منہ کا ذائقہ کڑوا ہو گیا۔ فلک شیر صاحب ستی سویرے کالا چشمہ لگا کر اپنے دروازے کے سامنے بقلم خود موجود تھے۔

سوا سیر یہ کہ صبا جی بھی وہاں موجود تھیں۔

فلک شیر کل رات میں ایک کتاب بڑھ رہی تھی اس لیے بہت دیر سے سوئی تھی ۔ تقریباً ساڑھے بارہ بجے میں نے ایک چیخ سنی تھی۔ بعد میں فون چیک کیا تو کچھ دیر پہلے ہی تمہارا میسج آیا ہوا تھا۔ کیا تم نے بھی چیخ سنی تھی؟

وہ بولا۔۔

کل کی رات بہت خطرناک حملہ ہوا تھا صبا جی وہ تو آپ کی خاص دعائیں ہے کو

آپ کا بھائی ابھی اس وقت صحیح سلامت آپ کے سامنے موجود ہے۔ یہ میری

آنکھ کی حالت چیک کریں۔

اس نے جیسے ہی چشمہ اتارا۔ صبا نے بے ساختہ کہا۔

ہائے میں مر جاؤں ۔۔ تمہاری تو آنکھ کالی سیاہ ہو رہی ہے۔ ''یہ کیا ہوا ہے؟''

بس کیا بتاؤں صبا جی اندھیرے میں اکیلا باہر آیا ہوں۔ سامنے سے چڑیل نے حملہ

کر دیا۔ سیدھا وٹا دے مارا پھر کانوں کے پردے پھاڑنے والی چیخ مار کر اڑتی ہوئی

نکل گئی۔

خولہ بظاہر بچوں کو رکشے میں بیٹھا رہی تھی مگر کان فلک شیر کی کہانی پہ لگے

ہوئے تھے۔ جب فواد بھائی کی آواز سنائی دی، جو بہت جوش سے پوچھ رہے تھے

۔

کیا آپ لوگوں نے بھی کل رات کو نسوانی چیخ سنی تھی؟

فلک شیر پورے اعتماد سے بولا ۔۔

وڈے پائن نہ صرف چیخ آپ کے بھائی کو تو وہ وٹا بھی مار کر گئی ہے۔ یہ دیکھیں۔

ساتھ ہی اس نے اپنی آنکھ کی جانب اشارہ کر دیا۔

فواد کو تو ویسے ہی الجھن مار رہی تھی، وہ صبا کے پاس رک کر بولے۔

سعدیہ باجی کل رات کو میں چیخ سن کر اٹھا ہوں۔ کمرے سے باہر آیا تو دیکھا“

سارے دروازے بند ہیں۔ بس ایک سٹور روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا وہ بھی میں

نے بند کر دیا۔ اس کے بعد میں واش روم گیا ہوں۔ باہر آیا ہوں تو کیا دیکھتا”

ہوں۔ سٹور روم کا دروازہ پٹ کھلا ہوا ہے۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی

ہے کہ اپنے آپ بغیر کسی ہوا آندھی کے دروازہ خود بخود کیسے کھل سکتا ہے۔

سعدیہ نے ایک نگاہ فلک شیر اور دوسری نگاہ رکشے کے پاس کھڑی خولہ پہ ڈالی۔

فلک شیر سمجھ گیا یہ کچھ جانتی ہیں۔ مگر اس کو یہ بھی یقین تھا کہ سعدیہ فلک کے

خلاف کبھی بھی کوئی بات نہیں کریں گی۔ اس لیے تسلی سے کھڑا رہا آخر کار

سعدیہ بولی۔

اللہ رحم کرے، ”بہت عجیب و غریب واقعات پیش آرہے ہیں۔“

خولہ نے وہاں سے ہٹنے کی جلدی کی۔اندر آکر بہن کا فون لے کر گروپ چیٹ "

" دیکھی۔

وہاں یہ شور اٹھا ہوا تھا کہ آخر خولہ نے گروپ کیوں چھوڑ دیا۔

فلک شیر نے کہا ہوا تھا۔

جب لوگ سچائی کا سامنا نہیں کر پاتے تو یونہی میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔

صبا نے کہا۔

فلک شیر "تم کیسے مرد ہو دو امرود کے پیچھے اتنا شور مچایا ہوا ہے۔"

جواب آیا۔

"دو امرود کی قیمت تم کیا جانو صبا بیگم۔۔میں نے اپنے امرود کی سالوں خدمت

کی ہے۔پانی پلایا ہے۔کیڑوں سے بچنے کی دوائیں ڈالی ہیں تب کہیں جا کر یہ

جوان ہوا ہے۔اور آج کوئی اور اس کو پھل کیوں کھائے۔"

جواب میں صبا نے لکھا تھا۔

اتنا بولتے "ہو۔پوری عورت لگتے ہو۔"

دیکھیں جی آپ میرے ساتھ ایسی چالاکیاں نہ کھیلیں۔ خدا پناہ عورتوں کا بھرا گروپ ہے اور بیچ میں ایک میں بچارہ مرد پس رہا ہوں۔ کتنی جلدی آپ کا آپس کا بہن چارہ جاگتا ہے۔ کام کے وقت پیارے فلک شیر سنو تو۔ اور جب پیارے فلک شیر پہ مشکل آئی ہے اس کے گھر چوری ہو گئی ہے تو آپ میرے دشمنوں کے ساتھ کھڑی ہیں۔ اب یہ بات یاد رکھنا۔ خبر دار کو اگلی دفعہ مجھے کہاں کے شہر کے دوسرے حصے سے حلوہ پوری لا دو۔ میری طرف سے صاف انکار ہے۔

صبا نے آگے سے لکھا ہوا تھا۔

استغفر اللہ نہ جانے کتنے سال پہلے ایک دفعہ تم نے ناشتہ کیا لا کر دے دیا۔ اب تک جتاتے ہو۔ اللہ تم جیسے احسان جتانے والے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے ۔ توبہ کیا زمانہ آ گیا ہے۔

وہ بھی ترکی بہ ترکی بولا تھا۔

”ہاں کام نکل جانے کے بعد لوگ ایسے ہی بدل جاتے ہیں۔“

صبا نے آخر پہ لکھا۔

خولہ نے یہ گروپ چھوڑ کر بہت اچھا کیا ہے۔ ''تم اسی قابل ہو کہ تمہارے''

منہ ہی نہ لگا جائے۔ میں بھی یہ گروپ چھوڑ رہی ہوں۔ بلکہ میں کیوں جاؤں تم

جاو۔

جواب میں وہ مزید ان کا دل جلانے کے لیے کہہ گیا۔

او ہیلو یہ گروپ میری بیسٹ فرینڈ کا ہے کسی خوش فہمی میں مت رہنا۔ میں کہیں نہیں جا رہا ہوں۔ میں کوئی جھوٹا ہوں جو میدان چھوڑ کر بھاگوں۔ ایسا تو چور کرتے ہیں۔ اور آپ جیسے احسان فراموش لوگ کیسے منہ بھر کر الٹے سیدھے حکم صادر کرتے ہیں۔ سنا تھا کہ بھائی کا کوئی زمانہ نہیں ہے۔ آج دیکھ بھی لیا ہے۔

اس کے آگے صبا نے گروپ چھوڑ دیا تھا۔

خولہ کو اس قدر دکھ ہو۔ کیسا ذلیل قسم کا انسان ہے۔ بجائے اپنی غلطی ماننے کے الٹا صبا آپی کو بھی ناراض کر دیا۔ اور ان کے گروپ چھوڑنے کے بعد کیسے دانت نکال رہا ہے۔

ایموجی کے آگے لکھا تھا۔ لو یہ بھی گئی۔

خولہ نے بہن کو فون وہیں رکھا۔اپنے کمرے میں جاکر سرہانے کے نیچے سے "
اپنا فون نکال کر" واٹس ایپ کھولا۔اور صبا کے نمبر پہ میسج لکھا۔

السلام علیکم صبا آپی" تھینک یو سو مچ آپ نے میرا ساتھ مگر میں بہت شرمندہ"
ہوں میری وجہ سے اس بدتمیز انسان نے آپ کے ساتھ بھی اتنی بدتمیزی کی
ہے۔

دوسری جانب صبا شاید فون ہاتھ میں ہی لیے بیٹھی تھی۔فوراً سے جواب آگیا۔

ارے میری جان تم کیوں سوری کر رہی ہو۔اس میں تمہارا کیا قصور ہے۔وہ"
کمینہ اول درجے کا بدزبان ہے،نہ اس کو کسی بڑے چھوٹے کی تمیز ہے۔سعد و
نے اس کو سر چڑھایا ہوا ہے۔ہر بات پہ ہنس کے کہہ دیتی ہے کہ کوئی نہیں
شرارتی بچہ ہے۔ارے بچہ کہاں سے ہوا۔"اس کی عمر کے مرد بال بچے پال
رہے ہیں۔

خولہ چونکہ خود کافی بھری ہوئی تھی اس لیے جلدی جلدی ٹائپ کیا۔

صبا باجی ”میں کہہ رہی ہوں۔اس کی اسی زبان کی وجہ سے اس کا رشتہ نہیں ہونا ہے۔اور اگر ہو بھی گیا نا تو مجھے اس لڑکی کے ساتھ خاص ہمدردی ہو گی جس کے اس پھپھا کٹنے مرد کے ساتھ نصیب پھوٹیں گے۔“

صبا نے ہنسی والی ایموجی بھیجی۔

اس نے مزید لکھا۔

”تو اور کیا صبا باجی آپ خود سوچیں دو امرود کے پیچھے جو آدمی اتنا تماشہ کر سکتا ہے وہ کل کو ”چھوٹی چھوٹی باتوں پہ اپنی بیوی کا کتنا برا حال کرے گا۔اس بیچاری کو تو ساس کی بھی کمی محسوس نہیں ہونے دے گا۔اللہ اس دنیا کی ہر لڑکی کو اس جیسے ریڈ فلیگ مرد سے محفوظ رکھے۔آمین۔

صبا نے میسج اسی وقت پڑھ لیا تھا۔مگر ان کا جواب پورے ایک منٹ بعد دس سیکنڈ کے وائس نوٹ کے جواب میں آیا۔

جب اس نے پلے کا بٹن دبایا۔اگلے پل ہاتھ سے فون چھوٹ گیا۔یہ صبا باجی کی آواز کو کیا ہوا۔اتنی مردانہ آواز؟جب دوبارہ سنا تو معلوم ہوا خالی مردانہ آواز

نہیں تھی۔ بلکہ جس کے بارے میں وہ دونوں گفتگو کر رہی تھیں۔اسی کی آواز تھی۔

تیسری دفعہ آڈیو چلائی تاکہ پتا چلے کہہ کیا رہا ہے۔

اس کی بات سن کر تو تن بدن میں مزید آگ لگ گئی۔

کیونکہ وہ کہہ رہا تھا۔

"دھیان سے دکھی آتما یہ نہ ہو کل کو وہ نصیبوں ماری تم خود ہی نکلو جس کے میرے ساتھ کلمے پڑھائے جائیں۔"

بے اختیار اس کی زبان سے استغفار نکلا تھا۔

جبکہ صبا نے ایک اور وائس نوٹ میں کہا۔

"خولہ میں معذرت چاہتی ہوں۔ یہ خبیث مجھے منانے کے لیے ہمارے گھر آیا ہوا ہے۔ غلطی سے اس کے سامنے تمہارا میسج پڑھ دیا۔اس نے زبردستی میرا فون چھین کا تمہیں جواب دیا ہے۔ پلیز مجھے بلاک مت کرنا۔"

خولہ اتنی بددل ہوئی۔ فون واپس تکیے کے نیچے پٹخا اور کمرے سے باہر آ گئی۔

اس کو دیکھتے ہی مریم نے اگلا حکم دیا۔

خولہ میں نے دو سوٹ استری کر کے الماری میں رکھے ہیں۔مجھے بتاو ان میں ''

''سے کون سا پہنوں؟

اس نے بہن کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کیوں ''کیا کہیں جا رہی ہیں؟''

ہاں۔ابھی ببلی باجی کی کال آئی ہے۔وہ مجھے ایک رشتہ دکھانے لے جا رہی ہے۔تمہارے بھائی تو اب کام پہ چلے گیے ہیں۔میں نے فاطمہ کو پوچھا ہے وہ میرے ساتھ چل رہی ہے۔یہ پیپلز کالونی ہی تو جانا ہے۔فلک شیر بھی ابھی گھر پہ ہی ہے میں اس کو کہوں گی۔کام پہ جاتے ہوئے ہمیں وہاں اتار جائے گا۔

واپسی پہ رکشہ لے کر آ جائیں گی۔

خولہ نے حوصلے کے لیے آسمان کی جانب دیکھنا چاہا تو ''نگاہ سٹنگ روم کے ''

چھت پہ لگے پنکھے سے ٹکرا کر واپس آ گئی۔

خبر دار جو آپ نے اس لچے آدمی سے لفٹ لی۔ واپسی بھی تو رکشہ "لینا ہے، تو"

جاتے ہوئے بھی رکشے سے جایا جا سکتا ہے۔

اتنا کہہ کر وہ بہن کے سوٹ دیکھنے چلی گئی۔

جبکہ مریم نے حیرت سے بہن کے پیچھے دیکھا۔ اتنا غصہ اس کو کس بات کا ہے؟

اور بیچارے فلک شیر کو لچا بول دیا؟ کتنی بری بات ہے۔

وہ بڑبڑاتے ہوئے بچا ہوا آٹا فریج میں رکھ کر کچن سمیٹنے لگیں۔

دو منٹ بعد خولہ لائٹ پیلے رنگ کے جوڑے کا ہینگر لے کر وہاں آ گئی۔

یہ پہن لیں۔ اس کے ساتھ آپ کے پاس "بیگ بھی ہے۔"

مریم نے کاونٹر صاف کرنے سے ہاتھ روک کر سوٹ پہ اک نگاہ ڈال کر سر

اثبات میں ہلا دیا۔ ساتھ ہی بہن کو ضروری ہدایتیں کرنے لگیں۔

سبزی والا آئے گا تو چٹنی کا سامان لے لینا، اور رات کے لیے مٹر لے لینا۔ قیمہ"

پڑا ہوا ہے۔ مٹر قیمہ بنا لوں گی۔ دوپہر کو اگر میں جلدی آ گئی تو ٹھیک ہے۔ ورنہ

"روٹیاں ہاٹ پاٹ میں پڑی ہوئی ہیں چٹنی بنا لینا۔ یا پھر باہر سے سالن منگوا لینا۔

وہ اعتراض اٹھاتے ہوئے بولی۔

''یہ قریب ہی تو جا رہی ہیں۔ پھر واپسی لیٹ کیوں ہونی ہے۔''

اس پہ مریم بولی۔

اصل میں فاطمہ ''نے بازار جانا ہے۔ اقبال کٹ پیس پہ سیل لگی ہوئی ہے۔''

میں نے سوچا میں بھی چکر لگا لیتی ہوں۔ سیل میں اچھے سوٹ مل جاتے ہیں۔

خولہ سمجھ کر بولی۔

اچھا تو پھر آپ دونوں کا آج کا دن گھر سے باہر ہی گزرے گا۔ کیونکہ تم دونوں''

بازار چلی جاو، تو ممکن ہی نہیں ہے کہ شام سے پہلے باہر نکلو۔ رات کو مٹر قیمہ بھی

مجھے ہی بنانا پڑے گا۔ ''مگر پلیز کوشش کرنا فواد بھائی سے پہلے گھر آ جاو۔ میں ان

کو کھانا نہیں دوں گی۔

توبہ ہے خولہ تم نے تو میرے شوہر کو نہ جانے کیوں جلاد ہی سمجھ لیا ہوا ہے۔ مانا

کہ وہ زیادہ گھلتے ملتے نہیں ہیں مگر اتنے برے ہرگز نہیں ہیں۔

جی جی اچھی بات ہے۔ جائیں تیار ہوں ایک اور دن فضول سے لوگوں کے گھر ''

''چائے پینے اور کیک کھانے جا رہی ہیں۔

مریم کو اس کا انداز ایک آنکھ نہ بھایا۔

خولہ کتنی غلط باتیں کرتی ہو۔ اور تمہیں آج اتنا غصہ کس بات پہ آیا ہوا ہے۔

کہیں رات والی بات کو تو ابھی تک دماغ پہ سوار کیا ہوا؟

''خولہ نے خاموش رہنے میں ہی عافیت سمجھی۔''

بہن کے ہاتھ سے دھونے والے برتن پکڑ لئے اور ان کو تیار ہونے بھیج دیا۔

**********

اس نے بہن کو شیشے کے آگے بیٹھ کر بال سٹریٹ کرتے دیکھا تو پوچھا۔

''آج سواری کدھر جا رہی ہے؟''

فاطمہ نے سیدھے کئے بالوں کو ایک سائیڈ پہ کر کے کیچر کی مدد سے قید کرتے ''

''ہوئے بتایا۔

میں اور مریم ''خولہ کا رشتہ دیکھنے جا رہی ہیں۔''

وہ بغیر رکے بولا

''مجھے بھی ساتھ لے جاو۔ تم لوگوں کو کیا پتا لڑکے کو کیسے جانچنا ہے۔''

''فاطمہ نے مڑ کر بھائی کو دیکھا۔ پھر پوچھا''

''مذاق کر رہے ہو؟''

اس نے بیڈ پہ استری شدہ کپڑوں پہ گرتے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔

اس میں مذاق کی کیا'' بات ہے۔ سچ کہہ رہا ہوں۔ تم عورتیں تو بس اگلے کی کار''

کوٹھیاں دیکھ کر ہی خوش ہو جاتی ہو۔ لڑکے سے سوال وجواب تو کوئی مرد ہی

کر سکتا ہے نا۔ اس کے بول چال سے باتوں سے میں سمجھ جاؤں گا کہ لڑکا کسی

قابل ہے بھی یا نہیں ہے۔

فاطمہ واپس اپنے کام میں مگن ہوتے ہوئے ''پوچھنے لگی۔''

''کیا تم نے آج کام پہ نہیں جانا ہے؟''

دیکھو ہمسایوں کے بہت حقوق ہوتے ہیں۔ بیچاری دکھی آتما کے لیے اتنی سی"
قربانی تو دی جاسکتی ہے نا۔ کام کا کیا ہے وہ تو میں ہر روز کرتا ہوں۔ "میں نہادھو
کر تیار ہوتا ہوں۔ پھر ملتے ہیں۔

وہ دبی سی مسکراہٹ لے کر کمرے سے نکل گیا۔

"فاطمہ نے کندھے اچکائے۔ یہ آج اتنا مہربان کیسے ہو رہا ہے۔"

شاید خولہ کی سپلی کے چکر میں اس کے لیے ہمدردی محسوس کر رہا ہے۔

خود سے ہی قیاس آرائی کرنے لگی۔

تقریباً ساڑھے گیارہ بجے یہ لوگ نکلے تھے۔

وہ بہن کو الوداع کرنے بیرونی گیٹ تک آئی تھی۔ سامنے سے فاطمہ نے اس کو
دیکھتے ہی اپنے پرس میں سے ہزار کا نوٹ نکال کر اس کے حوالے کیا۔

خولہ بچے سکول سے آجائیں تو ان پیسوں سے کھانا منگوا کر ان کو کھلا کر اپنے گھر پہ
ہی سلا دینا۔ پھر دو گھنٹے بعد اٹھا کر باجی منظورہ کی طرف سپارہ پڑھنے بھیج دینا۔
جب تک وہ لوگ وہاں سے آئیں گے ہم لوگ بھی گھر آجائیں گے۔

وہ فاطمہ سے ہدایت سن رہی تھی جب فلک شیر نے گاڑی ان کے گیٹ کے سامنے روک کر زور سے ہارن بجایا۔

"خولہ نے اس کی جانب دیکھا نہیں مگر ماتھے پہ ایک دم تیوری چڑھ گئی۔"

مریم اپنی چادر سیدھی کرتی اس کو سب خیال کرنے کا کہہ کر پچھلی سیٹ پہ بیٹھ گئی۔ ساتھ ہی فاطمہ بھی چل دی۔ ان کی چھوٹی لختِ جگر اگلی سیٹ پہ ماموں کے برابر براجمان تھی۔

جیسے ہی خواتین گاڑی میں بیٹھیں فلک شیر نے نیا شوشا چھوڑتے ہوئے بتایا۔

فاطمہ "مجھے لگتا ہے ندا نے نیپی گندی کر دی ہے۔"

"فاطمہ نے دہائی دی،"

ہائے میرے اللہ ابھی تو اس کی نیپی بدل کر لائی ہوں۔ مجھے لگتا ہے اس کا پیٹ" "خراب ہو گیا ہے جو یوں بار بار نیپی گندی ہو رہی ہے۔

وہ گاڑی سے نکلنے لگیں تو مریم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر روک دیا۔

رکو فاطمہ تم ابھی بدلو گی۔ راستے میں اگر پھر سے ندا نے یہی کیا تو پھر؟ بہتر ہے ''
اس کو خولہ کے ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ گھر پہ رہے گی تو ٹھیک ہو جائے گی۔ ہم
نے بازار جانا ہے کیسے سارا دن اس کو ساتھ اٹھائے پھریں گی۔ ''

فلک شیر جلدی سے تائید میں بولا۔

''مریم باجی ایک دم ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ''

''فاطمہ ممنائی، ''

ارے خولہ بیچاری کو کیوں تنگ کرنا ویسے بھی اس نے بچوں کا کھانا وغیرہ دینا ''
ہے۔ ''

مریم نے وہیں ٹوک دیا۔

''کچھ نہیں ہوتا۔ ''

اتنا کہہ کر خولہ کو حکم صادر ہوا،

''خولہ تم ندا کو اندر لے جاو۔ ''

خولہ نے دل ہی دل میں دانت پیستے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھول کر "منہ" بسورتی ندا کو گود میں اٹھایا جیسے ہی بدبو کے بھبھوکے ناک تک پہنچے اس نے سانس روک کر ندا کی معصوم شکل کو دیکھا۔

"فاطمہ نے ندا کا بیگ خولہ کے حوالے کیا۔"

فلک شیر نے ائیر فریشنر سیٹ پہ مارا اور گاڑی آگے بڑھادی۔

خولہ نے "دور جاتی ہوئی گاڑی کو گھور کر دیکھا اور ندا کو لے کر اندر جانے سے" پہلے گیٹ لاک کیا۔ پھر ہال کا دروازہ لاک کر کے ندا کا بیگ وہیں صوفے پہ رکھ کر واش روم کا رُخ کیا۔

ناک کے اوپر اس نے کپڑا باندھ کر ندا کو صاف کرنا شروع کیا۔

اس کو صاف کرنے کے بعد اس نے دس دفعہ اپنے ہاتھوں کو صابن سے دھویا۔

بہن تو کیا کھاتی ہے ؟اتنی چھوٹی سی ہو اور کس قدر خطرناک ہو۔اب پلیز میرے حال پہ رحم کھانا۔دوبارہ ایسا کام نہ کرنا۔اس نے فریج کھنگال کر ایک شربت نکالا اور ندا کو ایک چمچ پلادیا۔

اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اگلا پورا گھنٹہ سکون سے نکل گیا۔

ڈیڑھ بجے سکول والے واپس آگئے۔اس نے سٹنگ روم میں مووی لگا کر سب کو مصروف کیا اور فون کر کے سب کے لیے برگر منگوا لئے۔

برگر کھاتے فانٹا پیتے ہوئے بچے بار بار ایک ہی لائن دہراتے رہے۔کاش امی لوگ روز کہیں چلی جایا کریں اور ہم خولہ خالہ کے ساتھ رہیں۔

خولہ ممنائی۔

میری چھ ماہ کی سیونگ کے سر چڑھ گئے ہو۔"بچا بچا کر پیسے رکھے ہوئے تھے" کہ ایک عدد نیا جوتا لوں گی۔

ایک بولا۔

"خالہ اب تو جوتا آپ کی سسرال سے آئے گا۔"

ہاں آہی نہ جائے۔سسرال سے جوتا آئے گا۔

وہ ڈانٹ کر واپس برگر کھانے لگی۔فون کی نوٹیفکیشن بیل پہ اس نے فون اٹھا۔ کسی نئے نمبر سے واٹس ایپ پہ ایک لڑکے کی تصویر آئی تھی۔

نام ”بابر علی بادشاہ عرف حکیم چونڈی“

پیشہ ”، کمپوڈری سے بناڈاکٹر“

قد، چھ فٹ بارہ انچ۔ کھمبے کے ساتھ کھڑا کر دو۔ایک دو انچ کا ہی فرق ”رہتا“

ہے۔

”سب سے اہم خوبی، بڑی بڑی چھوڑنا“

”بھیڑ میں ڈھونڈنے کی نشانی، شناختی علامت۔۔ ہاتھی جیسے کان۔“

”خولہ نے نمبر کو اوپن کر کے ڈی پی دیکھی پھر نام پڑھنا چاہا۔“

نام کی جگہ ”آٹو ڈیلر شپ لکھا ہوا تھا۔ وہ ایک پل میں سمجھ گئی کہ یہ کس کا نمبر“

ہے۔

ساتھ ہی میسج اگنور میں ڈال دیا۔

بھوک ہی مر گئی۔

سب بچوں کو نیند دلوا کر اٹھایا، سپارہ پڑھنے بھیج کر اس نے ندا کو گود میں لیا، گھر

کے دروازے لاک کیئے اور صبا آپی کے گھر کی راہ لی۔

ان کی بیل بجانے پہ صبا نے بالکونی میں آکر نیچے جھانکا۔ خولہ کو دیکھتے ہی اوپر سے لگی رسی کھینچ کر دروازے کا لاک کھول دیا۔

سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آتے آتے خولہ کی سانس پھول رہی تھی، مگر صبا کو دیکھتے ہی زبان پہ شکوہ آگیا۔

باجی کتنے افسوس کی بات ہے آپ نے اس خبیث انسان کو میرے میسج پڑھوا دیے۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے اس انسان کو اللہ نے میرے نہ کردہ گناہوں کی سزا کے طور پہ میرے سر پہ مسلط کیا ہوا ہے۔

سعدیہ نے آگے بڑھ کر اس کی گود سے ندا کو لیتے ہوئے پوچھا۔

''اس کی ماں اور مریم ابھی تک واپس نہیں آئی ہیں؟''

وہ وہیں سعدیہ کو ٹوکتے ہوئے بولی۔

''سعدیہ باجی پلیز آپ موضوع مت بدلیں کیونکہ مجھے علم ہے آپ اپنے لاڈلے دوست کے خلاف نہیں سن سکتی ہیں۔''

سعدیہ مصالحت کروانے کے ارادے سے بولی۔

دیکھو خولہ انسان سے غلطی ہو جاتی ہے۔ مگر کوئی بھی پورا کا پورا تو غلط نہیں''

''ہوتا ہے نا۔

باجی پلیز آپ اپنی ہمدردی اپنے پاس رکھیں ورنہ میں ابھی واپس جا رہی ہوں۔

میں آپ کے سامنے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنے آئی ہوں نا کہ اس کی تعریفیں سننے آئی ہوں۔ وہ پہلے ہی خود کو کہیں کا تیس مار خان سمجھتا ہے۔ اور آپ جب اس کی بے جا سائیڈ لیتی ہیں وہ خود کو مزید کوئی بہت اونچی چیز سمجھتا ہے۔

صبا بولی۔

یہاں پہ میں خولہ سے سو فیصد اتفاق کرتی ہوں۔ تم حد سے زیادہ فلک کا ساتھ''

''دیتی ہو۔

سعدیہ بولی۔

تم دونوں کو میں کتنی دفعہ بتا کی ہوں۔ میں فلک کو اپنا چھوٹا بھائی صرف کہتی''

نہیں ہوں دل سے اس کو بھائی مانتی بھی ہوں۔ اور میں اس کی رگ رگ سے

واقف ہوں۔ وہ تم دونوں کے ساتھ صرف مذاق کرتا ہے۔ جو تم دل پہ لے جاتی ہو۔ تم لوگوں کو جو اس کی بد تمیزی لگتی ہے مجھے "اس کی شرارتیں نظر آتیں۔ جس دل مجھے لگے گا کہ اس نے کوئی حد پار کی ہے تو میں اس کو ٹوک دوں گی۔

خولہ نے اپنا فون کھول کر "واٹس ایپ پہ نئے نمبر والے میسج اس کے سامنے" کرتے ہوئے کہا۔

"اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گی؟"

سعدیہ نے فون ہاتھ میں لے کر آنکھیں سکیڑ کر میسج پڑھا اور پھر ہنستی چلی گئی۔

جبکہ خولہ جلے دل سے بتانے لگی۔

میں نے کل رات اس کا نمبر بلاک کیا تھا۔ آج اس نے مجھے نئے نمبر سے یہ" تشریح بھیجی ہے۔ کوئی پوچھے کیا میں نے تم سے یہ تبصرہ مانگا ہے؟ کیوں تم اپنے "کام سے کام نہیں رکھ سکتے ہو؟

صبا نے سعدیہ کے ہاتھ سے فون لے کر میسج پڑھے اور خولہ کے خراب موڈ کا سوچ کر اپنی ہنسی دبائی جس پہ خولہ نے مزید جل کر کہا۔

آپ بھی ہنس لے۔ کیونکہ سب کو ہی اس کی باتیں کوئی لطیفہ معلوم ہوتی ہیں'' ۔صرف ایک فواد بھائی ہی ایسے ہیں جو اس معاملے میں میرے ساتھ اتفاق کرتے ہیں کہ یہ آدمی بہت ہی بیہودہ ہے۔"

اچھا چلو دفعہ کرو اس کو۔ تم کیوں اپنا خون جلا رہی ہو۔ بیٹھو میں تمہارے لئے کچھ کھانے کو لے کر آتی ہوں۔ چائے لو گی یا سمودی بنا دوں؟

صبا نے لاڈ سے اس کو اپنے ساتھ لگا کر تخت پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

نداان کی بلی کے پیچھے پیچھے گھر کے اندر جا چکی تھی۔ خولہ نے سمودی کے لیے ہاں کر دی کیونکہ صبا کے ہاتھ کی بنی سمودی مشہور تھی۔ دونوں بہنیں گھر پہ فروٹ لا کر اچھی طرح دھونے کے بعد فریز کرتی ہیں۔ جس سے سارا سال سمودی اور ملک شیک بنتے ہیں۔

سعدیہ بولی۔

دیکھو یہ دوستیں کتنی تیز ہیں۔ان لوگوں نے بازار کا چکر لگانا تھا مگر میرے"

سامنے نام نہیں لیا یونہی چپ چاپ چلی گئی ہیں۔ میرے سوٹ کے ساتھ لیس

اور پائپنگ آنے والی تھی۔ میں سوچ رہی تھی جب کوئی جائے گا تو منگوالوں گی۔

مگر اب مجھے" خود ہی جانا پڑے گا۔

سعدیہ باجی مجھے بھی ساتھ لے جانا میں نے ایک کتاب خریدنی ہے۔

چلو ٹھیک ہے۔ کل شام کو مارکیٹ چلیں گے۔ کیا خیال ہے؟ شمع والے سے

گول گپے کھائیں گے۔ پھر آئس کریم کھائیں گے۔اس کے بعد تھوڑی سی ونڈو

شاپنگ کرے گے۔ کیا پتا برینڈز پہ سیل لگی ہو۔

خولہ کچھ یاد آتے ہی بہت سختی سے بولی۔

ایک" منٹ۔۔ میں آپ کے ساتھ صرف ایک شرط پہ جاؤں گی۔آپ کسی"

ایرے غیرے نامحرم سے لفٹ نہیں لیں گی۔ ہم رکشے پہ چلے جائیں گی۔

سعدیہ نے مسکراتے ہوئے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

ہم نہ ”کسی نامحرم سے لفٹ لیں گے ،نہ ہم رکشہ لیں گے۔جناب ہم اپنی کار“ میں جائیں گے اب خوش؟

اب خولہ کو نئ فکر نے گھیرا۔

سعدیہ باجی آپ نے آخری دفعہ کب اپنی کار پہ سفر کیا تھا۔

سعدیہ ذہن پہ زور ڈالتے ہوئے پر سوچ انداز میں بولی۔

یہی کوئی چھے ماہ پہلے۔۔کیوں؟

نہیں بس میں سوچ رہی ہوں۔کار اس قابل تو ہے ناکہ اس پہ سواری کی جاسکے۔

سعدیہ لاپرواہی اور مکمل اعتماد کے ساتھ بولی۔

ارے وہ تو پٹرول کی قیمت کو آگ لگی ہوئی ہے اس لیے میں سوچتی ہوں جہاں“ ہزار دو کا تیل لے کر کہیں جانا ہے رکشے پہ دو سو دیکر چلی جاؤں۔”اس لیے گاڑی کو گیراج کی زینت بنایا ہوا ہے۔پر میں ہر ہفتے اس کی صفائی کرتی ہوں۔یہ نا ہو کہ کہیں کھڑے کھڑے اس میں جالے لگ جائیں یا اس کی تاریں ہی کوئی چوہا کاٹ جائے۔

جب سے میں یہاں آئی ہوں۔ بس ایک دفعہ ہی آپ کو کار پہ ڈاکٹر کے پاس جاتے دیکھا ہے۔

ہاں فلک شیر دوا لا دیتا ہے۔ مارکیٹ جانا ہو وہاں بھی لے جاتا ہے۔ تو کیوں فضول میں اتنے پیسے ضائع کریں۔ اتنی تو مہنگائی ہوئی پڑی ہے۔ سمجھ ہی نہیں آتا ادھر ہزار کو نوٹ تڑوا ادھر ختم ہو جاتا ہے۔ اب تو ہزار کے نوٹ سے کچھ نہیں بنتا ہے۔ کہاں وہ وقت تھا ہزار میں سوٹ، جوتا، میک اپ ہر چیز آجاتی تھی۔ کیا سہانے دن تھے۔ نہ وہ لوگ رہے نہ وہ موجیں۔

سعدیہ اپنے ماضی کے خیال میں کھو سی گئیں۔ صبا نے لا کر ٹھنڈا ٹھار سمودی کا گلاس خولہ کے ہاتھ میں دیا۔

فالسے کی سمودی کا پہلا گھونٹ بھر کر ہی خولہ سارے دن کی تلخی بھول گئی۔ بے اختیار تعریف نکلی۔

صبا باجی، سعدیہ باجی سچی میں پورے دل سے آپ کو مشورہ دے رہی ہوں"

آپ اپنا سمودی بزنس کھول لیں۔ میں تو آپ کی پکی پکی گاہک ہوں گی۔ ہر روز

آپ "سے ڈرنک آرڈر کروں گی۔

صبا مسکراتے ہوئے بولی۔

سعدو یہ بچی ہر دفعہ ہمیں یہی "مشورہ دیتی ہے۔ کیا خیال ہے اس پہ عمل کیا"

جائے؟

بزنس کرنا کون سا آسان کام ہے۔ اپنی جگہ لو سٹاف رکھو، پھر وہاں بجلی کا بل

گیس کا بل یہ وہ۔۔

خولہ کا دماغ فریش ہو گیا تھا اس لیے جوش سے بولی۔

باجی اپنی جگہ کیوں لینی ہے۔ یہاں گھر سے ہی سروس دینا شروع کر دیں۔ آن"

لائن آرڈر آئیں گے۔ آپ بس ایک عدد ڈرائیور رکھ لینا جو لوگوں کے گھروں

"میں ڈلیوری کر دے۔

خولہ تمہارا یہ مشورہ تو بہت اچھا ہے۔ کیوں صبو؟ ''ہم لوگ بریانی اور نہاری''

بھی مینو میں شامل کر سکتی ہیں۔

صبا مزے سے بولی۔

ہاں جب تمہیں اپنے کپڑے سلائی کرنے اور میک ''اپ کے ویلاگ بنانے''

سے فرصت مل جائے تو یہ کام بھی کر لینا۔

سعدیہ برا مناتے ہوئے ناک چڑھا کر بولی۔

''یہ جب بھی بولے گی، بددل ہی کرے گی۔''

تھوڑی بہت ادھر اُدھر کی مزید باتوں کے بعد خولہ کو جب خیال آیا کہ بچے

واپس آنے والے ہوں گے۔ تو اس نے واپسی کی اجازت مانگی۔

ان کے گھر سے نکل کر گلی میں آئی ہی تھی کے سامنے آتی کار پہ نظر پڑتے ہی اس

کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔

اس کے بھائی کی کار تھی۔

جیسے ہی گاڑی تھوڑی قریب آئی۔ بھائی بھابھی صاف دکھائی دیے۔ وہ مرے

قدموں سے آگے بڑھی ہی تھی جب فلک شیر اپنے گھر سے برآمد ہوا اور اس کو دیکھتے ہی ندا نے ہاتھ اُٹھا کر ماما۔۔ ماما کا شور مچا دیا۔

فلک شیر وہیں سے عورتوں کے انداز میں بولا۔۔

ہائے میری پیاری بچی، کیسے تڑپ کر ماما بولی ہے۔ ماما صدقے جائے، آجا پیٹ پوجا کرنے چلیں تمہاری ماں تو ابھی تک نہیں پلٹی ہے۔

اب خولہ اس کو مکمل نظر انداز کرنا چاہ رہی تھی۔ اور وہ ندا کو اس سے لینے کے لیے اس کی جانب قدم بڑھا رہا تھا۔ خولہ کی نگاہیں سامنے کار پہ تھیں۔ کان فلک شیر کی جانب لگے ہوئے تھے۔ اس نے جھک کر ندا کو نیچے کھڑا کیا۔

وہ چہکتی ہوئی دوڑ کر ماموں کی گود میں چڑھ گئی۔

تب تک فلک شیر بھی کار کو دیکھ چکا تھا، کیونکہ سر پہ ہی تو پہنچ چکی تھی۔

اب خولہ لمبے لمبے قدم اٹھاتی ان دونوں سے فاصلہ اختیار کرتے ہوئے اپنے گھر کا گیٹ کھولنے لگی۔

جب تک اس کا بھائی گاڑی پارک کر کے باہر نکل آیا تھا۔

السلام علیکم بھائی۔۔

اس کے سر پہ برائے نام پیار دیتے ہوئے اس کے بھائی کی نگاہیں فلک شیر کا جائزہ لے رہی تھیں۔

لٹھ مار انداز میں جواب دیا۔

وعلیکم السلام۔۔یہ لڑکا کون ہے؟

یہ ساتھ والی باجی فاطمہ کا بھائی ہے۔

فلک شیر سن رہا تھا۔ مگر کچھ کہے بغیر اپنی گاڑی میں بیٹھا اور وہاں سے نکل گیا۔

خولہ نے ”اندر آکر ساری بتیاں جلائیں۔ صوفے کے کشن ٹھیک کر کے ان کو“ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

بھابھی پوچھنے لگی۔

لگتا ہے مریم گھر پہ نہیں ہے؟”تم اکیلی گھر پہ ہو؟ باہر کہاں گئی ہوئی تھیں؟“

ہاں جی۔ وہ بازار گئی ہوئی ہیں۔ آنے والی ہی ہیں۔ راستے میں ہو گی۔ میں سامنے باجی صبا کے پاس گئی تھی۔ آپ بیٹھیں۔۔ میں چائے بناتی ہوں۔

بھائی کھڑے کھڑے ہی بولا۔

ہمیں کہیں جانا ہے۔ رکنے کا وقت نہیں ہے۔ ”کیا تمہارا رزلٹ آگیا ہے ؟“

پاس کر گئی ہو ؟

”خولہ نے نظر چرا کر ہاں کر دی۔“

جی پاس ہو گئی ہوں۔

چلو یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ مجھے تم سے تمہاری مرضی جاننی ہے۔ ویسے تو بالغ لڑکی کے ولی کو پورا حق ہوتا ہے کہ وہ اس کے لیے اچھا فیصلہ کرے۔ مگر مریم اور اس کے شوہر کو یہ غلط فہمی ہے کہ وہ مجھ سے بڑھ کر تمہارے سگے ہیں۔

تم خود بھی سیانی ہو۔ اب بچی تو نہیں رہی ہو۔ تمہیں نہیں لگتا کہ اپنے بھائی کا گھر ہوتے ہوئے بہن کے گھر پہ رہنا کتنی بے عزتی کا کام ہے۔ تم دونوں بہنیں مل کر مجھے برادری میں ذلیل کروا رہی ہو۔

خولہ ”نے خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی۔ بڑے بھائی کا ہمیشہ سے ان پہ“ رعب رہا تھا۔

رفیق نے اپنی بیوی کو اشارہ کیا۔

بھابھی نے بیگ میں سے ایک تصویر نکال کر اس کے ہاتھ میں دی۔

بھائی بولے۔

یہ شیراز ہے۔ سپین میں ہوتا ہے۔ آٹھ جماعت کے بعد پڑھائی چھوڑ دی تھی۔"

اس وقت اپنا بزنس چلا رہا ہے۔ لاکھوں کی مالیت کا اپنا گھر ہے گاڑی ہے۔

سارے بہن بھائی شادی شدہ "ہیں۔ شادی کے بعد بیوی کو بھی سپین لے جائے گا۔

خولہ کے ہاتھ میں تصویر کانپ رہی تھی۔

بھائی کے اگلے جملے نے آسمان اس کے سر پہ گرا دیا۔

شیراز میرے دوست کا بیٹا ہے۔ میں نے اس کے ساتھ تمہارا رشتہ پکا کر دیا ہے ۔ دو ماہ بعد تمہاری اور سونیا کی شادی کر رہا ہوں۔ میں تم دونوں کے جہیز کی تیاری اکٹھی ہی کر دیتا مگر مریم کو ہر بات میں نقص نکالنے کی بری عادت ہے۔ اس لیے یہ رقم اس کو دے دینا، اپنی پسند سے تمہارے کپڑے لتے بنا لے۔ باقی

جہیز کے لیے ان لوگوں نے انکار کر دیا ہے۔ پھر بھی کچھ لینا چاہو تو فون کر دینا میں مزید پیسے بھجوا دوں گا۔ جب تیاری مکمل کر لو تو گھر آ جانا۔ مریم کو کہہ دینا اس دفعہ میں نے انکار نہیں سننا ہے۔ اس لیے وہ مجھے میری ذمہ داری پوری کرنے دے، تو بہتر ہو گا۔

نئے حکم صادر کر کے وہ بیوی سمیت جیسے آئے تھے ویسے ہی کھڑے کھڑے روانگی کے لیے نکل پڑے۔ مگر بیرونی دروازے کے پاس رک کر فلک شیر کی گاڑی پہ شک بھری نگاہ ڈالتے ہوئے بہن سے بولے۔

مریم اگر تمہاری حفاظت نہیں کر سکتی ہے تو ادھر لائی کیوں ہے، اب پھر نا گھر ''
'' سے باہر نکل جانا اندر سے دروازہ بند کر و اور گھر کے اندر ہی رہو۔

خولہ کے جسم و جاں کو درد کی شدید لہر نے اپنی گرفت میں لیا۔

سپارہ پڑھنے والے بچے واپس آ گئے۔ بھائی چلا گیا، اس کی کار کو نگاہوں سے دور سے ہوتے دیکھتی رہی۔

بھائی ایسے ہوتے ہیں ؟اتنا بے حس ؟اتنا بد ظن ؟ مگر کس بات پر ؟میرے کس عمل کی سزا ہے ؟ مجھ پہ کس بات کا الزام لگا گیا ہے ؟ صرف اس لیے کہ یہ میرا ماں جایا ہے، اس کو کس نے حق دیا ہے کہ میری ہستی کو یوں دو کوڑی کا کرے ؟ رشتہ ہو گیا؟ لڑکی کو دیکھے بغیر رشتہ ہو گیا؟ شادی کی تاریخ بھی رکھ لی گئی ہے۔ اور لڑکی کو یوں بلا وادیا گیا ہے جیسے کسی مہمان کو بلایا جاتا ہے۔

بچے اس کو بلا رہے تھے مگر وہ بالکل بت بنی کھڑی تھی۔ فلک شر جو بھانجی کو لے کر کھانا لینے جا رہا تھا۔ گاڑی گلی کے آخر سے واپس لے آیا تھا۔ کیونکہ خولہ کے بھائی کے تاثرات اس کو کچھ ٹھیک نہیں لگے تھے۔ اب وہ بظاہر اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا بچوں سے مخاطب تھا۔ مگر اس کا دھیان خولہ کے اڑے رنگ والے چہرے پہ بھی تھا۔ اس کو شک ہوا کہ خولہ ادھر ہو کر بھی وہاں نہیں تھی۔ کچھ نہ کچھ گڑ بڑ ہے۔

وہ آگے بڑھا۔

خولہ کے پاس آکر اپنے ازلی اعتماد کے پیشِ نظر اس نے بغیر اجازت کے خولہ کے ہاتھ سے تصویر لے کر ایک نگاہ دیکھ کر پوچھا۔

”یہ کس لنگور کی تصویر ہے؟ کیا ہوا ہے؟“

خولہ ایک دم ہوش میں آئی تھی۔اس نے جھپٹ کر اس کے ہاتھ سے تصویر کھینچی۔وہ چاہتا تو اس کو تنگ کرنے کے لیے تصویر اس کو نہ لینے دیتا۔مگر اس وقت خولہ کے چہرے پہ صاف لکھا ہوا تھا کہ مذاق بھی کیا تو پھٹ پڑے گی۔ جیسے رو دے گی۔

اس سے تصویر لینے کے بعد کچھ کہے بغیر گھر کے اندر کی جانب بڑھ گئی۔

وہ رہ نہ سکا، پیچھے سے آواز دیکر بولا۔۔

مانا کہ تصویر والا لنگور ہے۔مگر یقیناً پیسے والا ہو گا۔اسی لئے تو تمہارے بھائی جان نے چنا ہے۔اتنا گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔تمہاری شکل دیکھ کر تو ایسا لگ رہا ہے تمہارا بھائی نہیں بلکہ ملک الموت تم سے ملنے آیا تھا۔

وہ حیران تو بہت ہوئی کے خالی تصویر دیکھ کر ہی یہ شخص کہانی کا سارا متن کیسے سمجھ گیا ہے۔ مگر اس کی باتوں پہ گھورنے کے لیے مڑی تب احساس ہوا کہ وہ تو اس کو دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔ بچوں کے بیچ گر کر کھڑا بول رہا تھا۔ دیکھنے والے کو یہی معلوم ہوتا کہ وہ بچوں سے باتیں کر رہا ہے۔

مریم نے گھر پہنچتے ہی اس کی شکل دیکھ کر پہلا سوال یہی کیا۔

کیا ہوا ہے؟

تب تو اس نے تھکن کا کہہ کر ٹال دیا کہ اب گھر پہنچتے ہی بہن کو پریشان کیا کرنا۔ مگر جب رات کو دونوں بہنیں فارغ ہو کر اکیلی بیٹھ کر دن کو کی گئی شاپنگ دیکھ رہی تھیں۔ اس وقت خولہ نے بھائی کی جانب سے دی گئی کسی لڑکے کی تصویر بہن کے حوالے کرتے ہوئے بتایا۔

بھائی بھابھی آئے تھے۔ مجھے بتا گئے ہیں کہ میرا رشتہ طہ ہو گیا ہے۔ ''دو ماہ بعد'' میری شادی ہے۔

مریم تصویر دیکھتے ہی بولی۔

ارے یہ تو وہ نہیں ہے۔ بھائی کے دوست کا بیٹا۔ اس نے تو دو سال پہلے کسی ''لڑکی کے پیچھے خودکشی کرنے کی کوشش کی تھی۔ ہمارے بھائی کو نہ کبھی کوئی نارمل رشتہ نہ ملا۔'' اب یہ گل کھلا گیا ہے۔ تم نے یہ تصویر لی کیوں؟

تو کیا کرتی؟ آپ کی طرح ان کے ساتھ لڑنے بیٹھ جاتی؟ پہلے ہی وہ مجھے پسند نہیں کرتے ہیں۔

تو نہ کرے پسند۔ ہمارا جائیداد میں حصہ ہمارے حوالے کرے خود اپنے بیوی بچوں کے ساتھ خوش رہے۔ اس کو کون دعوت دے کر بلاتا ہے۔ برادری کی نظروں میں سچا ہونے کے لیے بہنوں کے دل جلانے کو آجاتا ہے۔

وہ تین لاکھ روپیہ بھی دے گئے ہیں۔ کپڑوں وغیرہ کی تیاری کے لیے، جہیز لینے سے لڑکے والوں نے انکار کر دیا ہے۔

وہ دے گیا اور تم نے لے لیا؟ کبھی فون کر کے اس نے تمہارا یا میرا حال تک پوچھا ہے؟ نہیں نا؟ تو ہم کیا اس کے پیسوں کی بھوکی بیٹھی ہوئی ہیں۔ اس کو کہنا تھا اپنا رشتہ اور اپنے پیسے اپنے پاس رکھے۔ اپنی بیٹی کے لیے اس نے اتنے امیر اور

پڑھے لکھے خاندان کا اکلوتا بیٹا چنا ہے۔ اور بہن کی دفعہ سرے سے ان پڑھ فیملی ہی ملی تھی؟ اس لڑکے کی ماں ایک نمبر کی شو پور ہے، ساری عمر غریبی دیکھنے کے بعد اب کہیں جا کر چار پیسے آئیں ہیں تو بندے کو بندہ نہیں سمجھتی۔ ایسے لوگوں میں تو کبھی نہ میں تمہاری شادی کروں گی۔ اس سے کہیں درجے بہتر تو آج جو رشتہ میں اور فاطمہ دیکھ کر آئے ہیں وہ ہے۔ لڑکے نے ماسٹرز کیا ہوا ہے۔ اتنا شریف ہے کیسے نظریں جھکا کر ہم سے باتیں کر رہا تھا۔ بس اس لڑکے کی ماں نے باتوں باتوں میں سنا دیا ہے کہ لڑکے کا چچا بھی رشتہ دے رہا ہے۔ ایک خالہ بھی رشتہ دینا چاہتی ہے۔ مگر یہ لوگ اس لیے انکار کر رہے ہیں کیونکہ وہ دونوں گھر لڑکے کو جہیز میں گاڑی نہیں دے سکتے ہیں۔ پہلے تو میں غصے میں انکار کرنے والی تھی۔ مگر اب سوچ رہی ہوں۔ ان کو ہی ہاں کر دیتے ہیں۔ ان کو بتا دوں گی کہ تم دس ایکڑ زمین کی مالک ہو۔ تمہارے آگے گاڑی کی کیا حیثیت ہے۔ تمہارا تو ایک ایکڑ ہی ایک کروڑ کا ہو گا۔

خولہ بہن کے آگے ہاتھ جوڑ کر بولی۔

بس کر دو۔ میرے سر میں درد ہے۔ تم ''کیوں اتنا سر کھپا رہی ہو۔ اگر میرے ''
بھائی کو مجھے یوں کسی راہ چلتے کے ساتھ وداع کر کے چین کی نیند آنی ہے تو ایسا ہی
سہی۔ جو میرا نصیب ہو گا مجھے مل جائے گا۔

مریم کو تپ چڑھ گئی۔

ایسا نہیں ہوتا ہے بہن جی۔ آپ چلتی گاڑی کے سامنے کھڑے ہو کر مر جاو اور
بعد میں بولو کہ جو اللہ کی مرضی ہے۔ اللہ نے جو یہ کھوپڑی دی ہے سوچنے سمجھنے
کے لیے دی ہوئی ہے۔ جب بھائی نے بولا کہ تمہارا رشتہ کر دیا ہے تم نے اس
سے کیوں نہ پوچھا کہ کس گھر کو میرا سسرال بنا دیا ہے جو تم سے ملے بغیر ہی اپنا
بیٹا تم سے بیاہ رہے ہیں؟

مریم کی اونچی ہوتی آواز سن کر فواد بھی ادھر ہی آ گئے۔ سٹور روم کے دروازے
پہ رک کر پوچھنے لگے۔

کیا ہوا ہے؟ تم دونوں لڑ رہی ہو۔

مریم کا تو ویسے ہی بلڈ پریشر بڑھ رہا تھا۔ تصویر اٹھا کر ان کی جانب کرتے ہوئے بولی۔

”آئیں، آپ بھی ہمارے بھائی کی نئی کاروائی جان لیں۔“

فواد نے آگے بڑھ کر بیوی کے ہاتھ سے تصویر لی۔

کچھ پل دیکھنے کے بعد واپس اس کو کرتے ہوئے بولے۔

لڑکا اتنا برا بھی نہیں ہے۔ ایک دفعہ خود جا کر مل آو۔ کیا پتا تمہیں بھی پسند آ جائے۔“

مجھے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں لڑکے کی فیملی کو پہلے سے ہی جانتی ہوں ۔اس کی ماں ساری عمر کالے جادو کرواتی رہی ہے۔ کبھی شوہر کو اپنے قابو میں کرنے کے لیے لاکھ لاکھ روپیہ کالے عمل والوں کو دے رہی ہے۔ کبھی اپنی من مانیوں کے لیے ساس کی زبان بند کروانے کے لیے عملیات کرواتی تھی۔

ایسی جاہل عورت کے گھر ہمیں رشتہ نہیں کرنا ہے۔

فواد صاحب مزید کچھ کہے بغیر وہاں سے ہٹ گئے۔

خولہ ” نے بھی اپنے کمرے میں جانے کا ارادہ کر لیا۔اٹھتے ہوئے بولی۔“

” اگر انہوں نے رشتہ پکا کر دیا ہے تو تم کیا کر لو گی۔“

میں ایک مہینے کے اندر اندر رشتہ دیکھ تمہاری شادی کر دوں گی۔

خولہ بے دلی سے بولی۔

نہ جانے تم لوگوں کو میری شادی کے علاوہ کوئی اور بات کیوں نہیں آتی ہے۔“

بھائی تو مجھ سے جان چھڑوانا چاہتا ہی ہے۔تم بھی کوئی کم نہیں ہو۔ ”تم بھی یہی چاہتی ہو کہ میں تمہارے گھر سے بھی چلی جاؤں۔

وہ کمرے سے نکل رہی تھی۔جب مریم نے پیچھے سے صدا لگائی۔

یہ جو بکواس کر رہی ہو۔اس سے بہتر ہوتا کہ جو غم اور غصہ اپنے اندر ہی رکھ کر بیٹھی ہوئی ہو اس کو بھائی کے سامنے نکالتی۔ مجھ پہ یوں وار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔کیونکہ اگر مجھے تمہاری فکر نہ ہوتی تو تم اس وقت یہاں نہ ہوتی۔

خولہ تو اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گئی۔اب مریم نے بھی تو اپنی پریشانی کسی کے آگے بیان کرنی تھی۔اب ہمیشہ کی طرح اپنا گروپ ہی کام آیا۔

اس نے گروپ میں لکھ بھیجا کہ

اس میں بہت زہنی دباو کا شکار ہوں۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے میرے دماغ کی کوئی نس پھٹ جائے گی۔

پھر کیا تھا۔ سعدیہ، صبا، فاطمہ ایک سیکنڈ میں آن لائن ہو گئیں۔ اگلے دو گھنٹے تک وائس نوائس پہ دکھ سکھ ہوتے رہے۔ مریم نے ان کو سارا ماجرا سنادیا۔ جسے سننے کے بعد سب خواتین نے مشترکہ مذمت و ملامت کی۔ وہ کہتے ہیں ناجتنے منہ اتنی باتیں۔ یہاں چار منہ تھے مگر انہوں نے دو گھنٹے میں چار سو میسج کئے اور آخر میں خولہ پہ ترس کھا کر اس کو بھی واپس گروپ میں ایڈ کیا گیا۔

جیسے ہی خولہ نے وہاں کی گفتگو پڑھی ماحول دیکھا۔ پھر یہ بھی نوٹ کیا کہ چاروں خواتین کے ساتھ ساتھ پانچواں فلک شیر خاموش بیٹھ کر ساری گفتگو سن رہا تھا۔ خولہ سے بولا تو کچھ نہ گیا۔ بس سر پیٹنے والی ایموجی بھیج کر فون کو میوٹ کر کے دراز میں پٹخ دیا۔

************

میں نے ایک حساب لگا لیا ہے۔

فلک شیر نے ساری چیٹ سننے کے بعد بہن سے کہا۔

فاطمہ ''بچوں کا یونیفارم استری کر رہی تھی۔ ساتھ ساتھ چیٹنگ جاری تھی۔''

کان میں لگی ٹوٹی سے میسج سن رہی تھی پھر جواب میں اپنا میسج ریکارڈ کر کے بھیج رہی تھی۔

بھائی کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

یہ جو دکھی آتما ہے۔ اس کا نصیب بھی میری طرح بہت ماٹھا ہے۔ اوپر سے اس کی شکل بھی یتیموں والی ہے۔

بکواس نہ کرو۔ کتنی دفعہ کہا ہے دوسروں کی بہن بیٹیوں پہ یوں منہ پھاڑ کر تبصرے نہ کیا کرو۔

''فاطمہ کے ڈانٹنے کا خاک اثر ہونا تھا وہ اسی طرح بے نیازی سے بولا۔''

اگر یہ میری بات مانے میں اس کو کہوں گا۔ گھر سے بھاگ ''جائے۔''

فاطمہ نے پاس رکھی جوتی اٹھا کر بھائی ”کا نشانہ لیا۔“

وہ بہت ریلیکس انداز میں صوفے پہ نیم دراز بیٹھا اپنے دھیان میں بول رہا تھا۔

پیچھے سے اڑتا ہوا جوتا آکر کندھے پہ لگا۔درد سے زیادہ بچارہ اچانک حملے پہ اچھل

پڑا۔

کندھا سہلاتے ہوئے بہن کو دیکھ کر بولا۔

بے سہارا ایتیم مل گیا ہوں۔تو بچے کو مار ہی ڈالو گی کیا؟اللہ گواہ ہے اتنے“

جوتے تم نے آج تک اپنے شوہر اور بچوں کو نہیں مارے ہوں گے۔جتنے مجھ

”غریب کو مارے ہیں۔مفت کا مال ہوں نا،

ساتھ ساتھ وہ جھوٹا رونے لگا۔

بھائی نہ ہوا مذاق ہو گیا۔

”فاطمہ نے اس کو دوسرا جوتا دکھاتے ہوئے دھمکی لگائی۔“

تم انسان بنو گے یا مزید ایک لگاؤں؟

وہ وہاں سے اٹھ کر جاتے ہوئے بولا۔

اسی طرح تم نے اپنے سامنے اپنے شوہر کی زبان بند ”کروائی ہوئی ہے۔بچارہ“

!۔۔

! شرم مت کرنا،بے غیرت آدمی۔۔

سچ میں کیسی شرم ہے۔میں سچ کا ہی ساتھ دوں گا۔

فاطمہ ”نے گھور کا جتایا۔“

”تمہارے سب سچ بہن کے خلاف ہی ہے۔“

اب بہن ملی ہی ایسی ہٹلر ہے اس میں میرا کیا قصور،میں خود بھی تو بھگت ہی رہا

ہوں۔

اسی ڈر سے تو میں شادی نہیں کر رہا ہوں۔تم میری بیوی کے ساتھ بھی یہی

سلوک کرو گی۔

”فاطمہ نے اس کو گھورتے ہوئے سمجھانا چاہا۔“

کمینے تم تو مذاق میں ایسی بکواس کرتے ہو، لوگوں کے منہ میں باتیں ڈال رہے ہو ۔ کل کو اگر تمہاری بیوی کے ساتھ تھوڑی سی بھی اونچ نیچ ہوئی لوگ تو یہی کہیں گے ناکہ بہن کا ہی سارا قصور ہے یہ تو اپنے بھائی پہ بھی بہت ظلم کرتی تھی۔

اتنا کھل کر سمجھانے کے بعد وہ بولا۔

"ہاں تو اس میں جھوٹ کیا ہو گا؟"

اس کے تاثرات سے ٹپکتی معصومیت پہ فاطمہ نے جلے دل سے بنا دیکھے ہی رکھ کر اس کا نشانہ لیا۔ اس دفعہ جوتا بھاگتے ہوئے کی پیٹھ پہ جما تھا۔

وہیں سے چلایا۔

اولمپکس میں چلی جاو، اسی بہانے پاکستان کے حصے میں بھی کوئی گولڈ میڈل آجائے گا۔

اب باہر کہاں جارہے ہو؟

گھر کے اندر تم جینے نہیں دیتی ہو۔ باہر ہی کہیں پناہ ڈھونڈ لیتا ہوں۔

بکواس بند کر کے ابھی کے ابھی واپس آجاو۔اتنی رات گئے باہر مت جایا کرو،

ملک کے حالات اتنے برے ہوئے ہیں۔مجھے ڈر لگتا ہے۔

بہن کی بات پہ دروازے سے پلٹ کر آیا۔

تمہیں کس بات کا ڈر لگتا ہے؟ہیں؟ہمارے گھر میں کون سے خزانے پڑے"

ہوئے ہیں جو چور ڈاکوں کا ڈر ہو۔آجائیں آجا کر تمہارے شوہر کی گاڑی ہی باہر

کھڑی ہے۔میں ان کو بولوں گا۔چور بھائی،یار وہ میری بہن کے سائیڈ دراز میں

"گاڑی کی چابی پڑی ہے لے جاو۔

آدھی رات کو منہ سے کوئی اچھی بات نکال لو،یا قسم کھائی ہوئی ہے جب منہ

کھولنا ہے بس بکواس ہی کرنی ہے۔

میرے دوست کی منکوحہ کی سالگرہ ہے۔وہ اس کو گفٹ دینے جانا چاہ رہا ہے۔

مجھے گاڑی لانے کا کہا ہے۔بس ایک گھنٹے تک واپس آجاؤں گا۔تم پریشان نہ ہونا

،آرام سے سو جاو۔

"فاطمہ ہینگر پہ کپڑے لٹکاتے ہوئے بولی۔"

واہ جی واہ نئے زمانے کے نئے چونچلے ہیں۔ آج منکوحہ ہے نا اس لیے بھائی ‘‘

صاحب کو رومانس سوجھ رہا ہے، کل کو بیوی بن کر گھر آ جائے گی تو ’’ گفٹ دینا تو

دور، خالی وش کرنا بھی بھول جائیں گے۔

فلک شیر کو چوٹ کرنے کا نیا موقع مل گیا۔

جیسے میرا بہنوئی تمہارے ڈر سے پچھلے پندرہ سال سے وقت پہ وش کرتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی کر دیا کرے گا۔

فاطمہ نے استری ’’کا سوئچ بند کیا۔‘‘

کپڑے اپنے کمرے میں لگے سٹینڈ پہ ڈالنے کے بعد واپس باہر آکر کچن کا رُخ کیا

تاکہ ندا کے لیے فیڈر بنا سکیں۔

ساتھ ہی بھائی کو جواب دینا بھی ضروری جانا۔

میرا شوہر مجھ سے ڈرتا نہیں ہے۔

فلک شیر نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ہاں ڈرتا نہیں ہے۔ بس خوف کھاتا ہے۔‘‘

فاطمہ نے جلدی سے فیڈر بھر کر ایک طرف رکھا باقی بچے ہوئے دودھ کو''

تھوڑا گرم ''کرنے کے لیے چولہا چلایا تاکہ دہی جما سکیں۔

تم دودھ پیو گے ؟

فلک نے جواب دیا۔

میں نے آج شام کھانے کے ساتھ پیا تھا۔ایک گلاس رکھ دو فریج میں اگر میرا''

دوست کیک لے کر آیا تو میں اپنا حصہ گھر آکر دودھ کے ساتھ کھالوں گا۔

فاطمہ نے ''دودھ کے اندر انگلی لگا کر ٹمپریچر محسوس کرتے ہوئے اس کو

دیکھتے ب ہوئے کہا۔

اگر کیک گھر لائے تو یاسے میرا حصہ بھی لانا۔اب مجھے کیک کے انتظار میں نیند''

نہیں آئے گی۔ بلکہ ایسا کرنا بڑا کیک لے آو۔بیچاری مریم کتنی پریشان تھی۔ میں

اس کو میسج کرتی ہوں۔ فواد بھائی ''کے سونے کے بعد چوری چوری کیک کھانے

آجائے۔

فلک شیر نفی میں سر ہلاتا بیرونی دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

دو منٹ تم خواتین کے ساتھ بات کیا کرلو۔ نئی پھٹیک پڑ جاتی ہے۔ پہلے اس کو کیک چاہیے تھا۔ اب اس کی سہیلی کے لیے بھی لاو۔ پھر کہے گی میری دوسری دو سہیلیوں کے لیے بھی لے آنا۔ پھر اس کو سہیلی کی بہن یاد آ جائے گی۔ لیموں کو ہاتھ لگایا سارا گاوں ترسایا ہے۔ چپ چاپ سو جاو۔ میں کوئی کیک ویک نہیں لا رہا ہوں۔

فاطمہ ”مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے آئی۔ دروازہ بند کر کے واپس کچن“ میں جا کر دودھ کو دہی لگایا۔

******

رات کے ایک بجے وہ جس گلی میں موجود تھا۔ وہاں مکمل ہو کا عالم تھا۔ اس نے گاڑی کے اندر کی لائٹ بھی بند کر رکھی تھی۔ اس کا دوست اس وقت جس گھر کے ڈرائینگ روم میں موجود تھا۔ وہ اس کی منکوحہ کی خالہ کا گھر تھا۔ کیونکہ اس کے خالو گھر پہ نہیں تھے، اس لیے ان کی ڈیٹ ادھر رکھی گئی تھی، اس کا دوست

پچھلے آدھے گھنٹے سے گھر کے اندر موجود تھا۔اس کو بھی ساتھ آنے کی دعوت دی گئی تھی۔ مگراس نے کباب میں ہڈی بننے سے انکار کر کے باہر رکناہی پسند کیا
۔

فون پہ سکرول کررہاتھا۔واٹس ایپ کے گروپ میں میسج کانوٹیفکیشن آیا۔اس کا ہاتھ اس پہ لگاتوساتھ ہی چیٹ کھل گئی۔

وہاں توماحول ہی الگ بناہوا تھا۔ساری کی ساری جاگ رہی تھیں۔اور کیک کا انتظار ہورہاتھا۔سب سے آخری میسج خولہ کی جانب سے تھا۔اس نے لکھاتھا،

توبہ ہے تم لوگ توایسے بے تاب ہورہی ہوجیسے زندگی میں کبھی کیک نہیں کھایا ہے۔

اول تووہ کیک کے بارے میں بالکل بھول چکاتھا۔چیٹ دیکھ کریادآگیا۔ساتھ ہی اس نے مسکراکرنیاپلان ترتیب دیا۔

شہر کی سب سے مزیدار بیکری کانمبر نکال کران کوکال ملائی۔

ہیلو،کیاآپ ابھی کھلے ہوئے ہیں؟

جی، مارکیٹ والی برانچ کھلی ہوئی ہے۔

ایک کیک تو پیک کر دیں۔ جو آپ کا سب سے زیادہ بکنے والا پائن ایپل کریم کیک ہے۔ اس پہ تازہ فروٹس کے ساتھ مزید ڈیکوریشن کر دیں۔ میں بس دس منٹ پہ آپ کے پاس ہوں گا۔

اپنے دوست کو نئے پروگرام کے بارے میں میسج کر کے وہ کیک لینے کے لیے مارکیٹ کی جانب آ گیا۔

بیکری پہ جب پہنچا تو تقریباً بند ہونے والی ہی تھی۔ اس کے علاوہ دو خریدار اور موجود تھے۔

اس نے کیک لیا پیسے دیے اور واپس گاڑی میں آ گیا۔

گاڑی اندر سے لاک کرنے کے بعد اس نے سب سے پہلے کیک کھولا اور تصویر لے کر گروپ میں بھیجی۔

دو سیکنڈ بھی نہیں لگے تھے جب دوسری جانب سے تین چار میسج آ گئے۔ جو اس بات کا واضح ثبوت تھے کہ اس کی گلی ساری جاگ رہی تھی۔

دوست کو نکلتے نکلتے بھی پونا گھنٹہ لگ گیا۔اس کو گھر چھوڑنے کے بعد اپنے گھر کی

راہ لی۔اب تو اس کو تھوڑا بہت یقین ہو چکا ہوا تھا کہ سب سو گئی ہوں گی۔

مگر جیسے ہی اس نے گھر کے سامنے پہنچ کر گیٹ کھولا۔

اس کے گھر کے باغیچے میں لگی لوہے کی کرسیوں پہ خواتین نے ڈیرہ ڈالا ہوا تھا۔

اس نے نیم اندھیرے میں سر گنے تو پورے پانچ تھے،

اس نے گاڑی اندر لا کر گیٹ بن کیا۔کیک والا باکس نکال کر چلتا ہوا ان لوگوں

کے سر پہ پہنچا اور غصے سے پوچھا۔

"ایسی کون سی قیامت آ گئی تھی کہ یہ کیک صبح نہیں کھایا جا سکتا تھا؟تم لوگوں کو

ڈر نہیں لگتا ہے؟چھوٹی چھوٹی دیواریں ہیں کوئی بھی کود کر اندر آ جائے۔"

سعدیہ صفائی دیتے ہوئے بولی۔

"ہماری گلی بند ہے،یہاں کوئی آتا جاتا نہیں ہے۔اب زیادہ اونچا نہ بولو کہیں فواد

بھائی نہ جاگ جائیں۔"

اس نے میز پہ کیک رکھ دیا جس پہ پہلے سے پلیٹیں اور چمچ پڑے ہوئے تھے۔

وہ بولا۔۔

خولہ کے جھکے سر پہ نگاہ پڑتے ہی زبان پھسلی۔۔

واہ جی یہاں تو بڑے بڑے لوگ کیک کھانے کے لیے آئے ہوئے ہیں، یہ بھی ٹھیک ہے رشتہ کسی کا پکا ہوا ہے۔ خوشی میری جیب سے منائی جا رہی ہے۔

خولہ پھولے منہ سمیت اٹھنے لگی تھی جب صبا نے اس کو بازو سے کھینچ کر واپس بٹھا دیا۔

مریم نے سر پہ دوپٹہ باندھا ہوا تھا۔ فلک شیر کو اپنے برابر بیٹھنے کا اشارہ کر کے بولی۔

نہ میرا بھائی اس کو کچھ مت بولو۔ ''بڑی منتوں سے اپنے ساتھ لے کر آئی'' ہوں۔ یہ خوشی کا کیک نہیں ہے۔ ڈپریشن دور کرنے کے لیے کھا رہی ہیں۔

فلک شیر کرسی پہ پھیل کر بیٹھ گیا۔

فاطمہ نے کیک کو بہت خوبصورتی اور ترتیب سے کاٹ کر سب کی پلیٹوں میں'' ''بھر کے پیش کیا۔

صبا نے پہلا لقمہ لیا اور سرور سے بولی۔

یا اللہ کس قدر لزیذ کیک ہے۔ نیند کی قربانی دی ہے ”مگر مجھے بالکل بھی“

افسوس نہیں ہے۔ایسے کیک کے لیے میں ہر روز جاگ سکتی ہوں۔

کیک کھانے کے دوران جو بھی باتیں ہوئیں بہت دھیمی آواز میں ہوئی۔

کیونکہ رات کی خاموشی میں ہلکی سی آواز بھی دور تک جا رہی تھی۔

کیک کھا کر سب سے پہلے مریم اٹھی۔۔

چلو خولہ اس سے پہلے فواد جاگ جائیں۔

”خولہ نے سرگوشی کی۔۔“

اچھا بہت جلدی خیال آگیا ہے۔اپنے ساتھ ساتھ تم مجھے بھی شہید کرواؤ گی۔

فاطمہ باجی بچے ہوئے کیک میں سے مجھے ایک پیس اور دے دیں۔ کیونکہ آج“

”آپ دونوں کے بچوں نے میرا بہت سر کھایا ہے۔

فلک شیر کو پھر سے کھجلی ہوئی۔

دے دو فاطمہ باجی۔۔ محترمہ کو اپنے بڑے بھائی سے آج ڈانٹ بھی پڑی تھی۔

خولہ اپنی پلیٹ وہیں رکھ کر جانے لگی تھی۔جب صبا نے اس کو روک کر زبردستی پلیٹ اس کے ہاتھ میں دی۔سعدیہ نے فلک شیر کے کندھے پہ ہاتھ مار کر ٹوکا۔

"نہ کرو۔وہ پہلے ہی بہت دکھی ہو رہی ہے۔"

وہ مزید بولا۔۔

لو جی یہ پہلی لڑکی ہو گی جو اپنی بات طے ہونے پہ دکھی ہو رہی ہے۔اندر تو لڈو پھوٹ رہے ہوں گے۔

"فاطمہ نے جلدی سے بات بدلتے ہوئے کہا۔"

"ارے میں ایک بات بتانا بھول گئی۔"

سب کی توجہ فاطمہ کی طرف ہو گئی۔

وہ بتانے لگی۔

مجھے میرے تایا سسر کی کال آئی تھی۔

ان کے بڑے بیٹے کی بیٹی امریکہ میں وکیل بنی ہے۔وہ اس کے لیے رشتہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ان لوگوں نے باجی ببلی کو کہا ہوا تھا اور جب باجی ببلی نے ان کو فلک

کے بارے میں بتایا تو انہوں نے ڈائریکٹ مجھے کال کرلی۔ کہہ رہے تھے کہ لڑکی کے ماں باپ ایک دفعہ فلک شیر کو ملنا چاہتے ہیں۔

میں نے کہا ”جس دن مناسب لگے آجائیں۔“

فلک شیر نے خوشی سے کہا۔

”لو جی اپنے لئے امریکہ سے رشتہ آیا ہے۔ تم نے ان کو گھر پہ بلا لیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ مگر لڑکی کی تصویر ہی مانگ لیتی۔“ کیک کھا لیا ہے تب خوشی کی خبر پھوٹی ہے۔ آپ سب جان لیں یہ کیک میرا رشتہ آنے کی خوشی میں تھا۔ بھائی صاحب ہم کوئی جل ککڑ تھوڑی ہیں۔ ہم تو خوشی کی بات پہ منہ نہیں پھلاتے ہیں۔

صبا نے اس کی کمر میں دھمو کا جھڑا۔۔

ابھی بھی خولہ پہ ہی چوٹ کر رہے ہو۔

”صبا باجی کوئی بات نہیں ہے۔ ان کو کہنے دیں۔۔ اللہ بہت رحیم ہے۔ اللہ امریکہ والی خاتون کے نصیب نیک کرے اور اس کو بدتہذیب اور بتمیز لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ فاطمہ باجی کیک کے لیے بہت شکریہ۔“

فلک شیر کیسے چپ رہتا۔

کیسی بے ضمیر عورت ہو۔ جو آدھی رات کو کیک لے کر آیا ہے۔ اس کو چھوڑ کر اوروں کا شکریہ ادا کر رہی ہو۔

خولہ کو غصہ تو بہت آیا جسے دباتے ہوئے دانت پیستے بولی۔

"فاطمہ باجی مجھے کیا لگے کیک کون لایا ہے۔ کون نہیں لایا ہے۔ مجھے تو کیک کھانے کی دعوت آپ نے دی ہے۔ اسی لیے میں آپکا شکریہ ادا کروں گی۔"

لو جی سب کے سامنے یہ عورت مجھے ایسے اگنور کر رہی ہے جیسے میں یہاں ہوں ہی نہیں۔

خولہ کا اپنی زبان پہ آج بالکل قابو نہیں تھا۔ ترکی بہ ترکی بولی

"جو لوگ میرے لئے اہم نہیں ہیں۔ وہ نہ ہونے کے برابر ہی ہیں۔"

صبا نے لقمہ دیا۔

لو جی آج پہلی دفعہ ان دونوں کو یوں لائیو لڑنے کا موقع ملا ہے۔اس کے علاوہ فرق یہ ہے کہ پہلے صرف فلک شیر بولتا تھا، آج تو ہماری خولہ بازی لے جا رہی ہے۔

فلک شیر ان کی بات سے خط اٹھاتے ہوئے بولا۔

ایسی پھا پھا کٹنی عورتیں ہوتی ہیں جو ایسی باتوں سے بیوی کو پمپ "کروا کر اس" کے شوہر سے لڑوا دیتی ہیں۔

خولہ تو ویسے ہی اس وقت فرسٹریشن کا شکار تھا۔ فٹ بولی

جیسے تم خود واہیات ہو۔ ویسی ہی تمہاری "مثالیں ہیں۔"

"فاطمہ نے بیچ میں بولنا ضروری سمجھا۔"

اچھا تم لوگ لڑ، کیوں رہے ہو؟ کون سی جائیداد بانٹنی ہے؟ فلک شیر جاو بہنوں کو آگے کر آو۔

فلک شیر نے یہاں بھی چھکا مارا۔ مزید ٹانگیں پھیلا کر بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

کیوں آگے پانی آیا ہوا ہے؟ بہنیں اکیلی آگئی تھیں تب ان کو ڈر نہ آیا۔ جب تم لوگ اکیلی یہاں باہر محفل سجا کر بیٹھیں تھی تب ڈر نہ آیا۔ اب گھر جاتے ہوئے کیا ان کو ڈر آرہا ہے؟ میں چھوڑنے جاؤں؟ یہ ساتھ گھر ہے خود ہی چلی جائیں گی۔''

مریم اور خولہ نے پہلے ہی اپنی راہ لی۔ صبا اور سعدیہ بھی ان کے پیچھے ہی نکل گئیں۔

فلک شیر تو وہیں سے دیکھتا رہا۔ کیونکہ دیوار کے اوپر سے ان کی منڈیاں صاف نظر آرہی تھیں۔ مگر فاطمہ نے اپنے گیٹ میں کھڑے ہو کر ان کو اپنے اپنے گھر جاتے دیکھا۔

پھر اپنا دروازہ بند کر کے واپس آئیں۔ میز پہ سے بچا ہوا کیک اٹھایا اور بہت پیار سے بولیں۔

''فلک زرا یہ برتین اندر لیتے آو۔''

فلک شیر نے اندھیرے میں کھا جانے والی نظروں سے بہن کو دیکھا تھا۔جواب میں وہ اپنی مسکراہٹ دبا کر آگے بڑھ گئی۔

*******

ناشتے کا وقت تھا۔فاطمہ بچوں کو سکول بھیج چکی تھی،اس وقت دونوں بہن بھائی کچن میں رکھے میز کے گرد کرسیوں پہ براجمان ناشتہ کر رہے تھے۔دونوں کے درمیان میز پہ رکھے فون پہ فاطمہ کے شوہر کی ویڈیو کال چل رہی تھی۔مراد بھائی شروع سے اس کا پورا نام لینے کی بجائے اس کو صرف شیر کہہ کر ہی بلاتے تھے۔اس وقت بھی وہ اسی کو محاطب کر کے بتا رہے تھے کہ

شیر تایا ابو کی مجھ سے بات ہوئی ہے۔وہ تمہارے بارے میں پہلے سے جو بھی جانتے تھے۔مجھ سے نئے سرے سے ساری تفتیش کی ہے۔اب ظاہر ہے میرے لئے تو تم چھوٹے بھائی کی طرح ہو۔میں نے ان کو کہہ دیا ہے۔میں ہر لہاظ سے ان کو تمہاری گارنٹی دینے کے لیے تیار ہوں۔

”فاطمہ بیچ میں ٹوکتے ہوئے بولی۔“

مراد اتنی گارنٹی کی حامی نہ بھریں۔ یہ اپنی ”ہونے والی بیوی کو بہت تنگ کیا“

کرے گا۔ جیسے میری ساس بنتا ہے۔ ویسے ہی بیوی کو بھی تعنے دیا کرے گا۔

وہ پراٹھے کا نوالا نگلنے کے بعد بہت آرام سے بولا۔

مراد بھائی مجھے لگتا ہے یہ میری سوتیلی بہن ہے۔ اور آپ میرے سگھے بھائی ہیں“

۔ خیر یہ بتائیں آپ کی فیملی مجھ سے ملنے کب آرہی ہے۔ تا کہ میں ”حجامت کروا

کر کوئی فیشل وغیرہ کروالوں۔ آخر امیریکہ کی لڑکی ہے۔ دھوپ میں بھاگ

بھاگ کر میری شکل سڑی ہوئی ہے وہ دیکھتے ہی انکار نہ کردے۔

”فاطمہ بولی۔“

باقی سب تو ٹھیک ہے ”مراد۔ مگر آپ کے تایا ابا کی فیملی بہت زیادہ کنجوس ہے“

۔ مجھے نہیں لگتا وہ پوتی کو جہیز وغیرہ دیں گے۔

فلک شیر نے بہنوئی کی جانب دیکھا، جو اسی کو دیکھ رہا تھا۔ اور بولا۔

یہ میری شادی نہیں ہونے دے گی۔ یہاں لڑکی نہیں مل رہی ہے، اور اس کو“

جہیز کی پڑی ”رہتی ہے۔

”فاطمہ غصہ کرتے ہوئے بولی۔“

لو بھلا۔۔اس میں کون سی بری بات ہے، یہ ہمارے رسم و”رواج ہیں۔ جہیز“

سے بیٹی کی ہی عزت ہوتی ہے۔

فلک شیر ہنس کر بولا۔

چلواب رسم ورواج” کے فواد سنیں۔“

مراد بولے۔

فاطمہ جو تم سوچ رہی ہو۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی اکلوتی بیٹی کو جہیز نہ دیں“

؟”میں نے تو سنا ہے وہ چاہ رہے ہیں لڑکے کو بھی امیریکہ لے جائیں گے۔

کیونکہ لڑکی کی وہاں اچھی خاصی نوکری ہے۔لڑکے کو بھی گرین کارڈ مل جائے

گا۔

”فاطمہ نے جتاتے ہوئے کہا۔“

ہم تو اتنے سالوں سے باہر کے ویزے لگوانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہمیں“

کامیابی نہ ملی۔” یہ کیسے پلک جھپکتے میں باہر چلا جائے گا۔

مراد نے بتایا۔

بھئی تم لوگ تو اس لیے نہیں جا سکتے کیونکہ میرے اپنے پیپر بننے والے تھے۔''

جبکہ فلک شیر کے کیس میں ''لڑکی پہلے سے ہی وہاں کی شہری ہے۔ وہ اپنے شوہر

کو باآسانی ساتھ لے کر جاسکتی ہے۔

فلک شیر دونوں ہاتھ آپس میں مسلتے ہوئے بولا۔

فاطمہ '' باجی، آپ کے بھائی کے لیے امیریکہ سے رشتے آرہے ہیں۔ بس آج''

کے بعد پاکستان میں رشتے ڈھونڈنا بند کردو۔ ویسے لڑکی کا نام کیا ہے؟

''فاطمہ نے بتایا۔''

''ماہ رخ۔۔''

فلک شیر نے دل پہ ہاتھ رکھا۔ اور مسکراتے ہوئے بولا۔

اف اللہ کس قدر خوبصورت نام ہے۔ ''نشنیلٹی پیاری، نام پیارا، نوکری''

پیاری مجھے یقین سا ہے کہ وہ خود بھی بہت پیاری ہو گی۔ کیا اس کے گھر والوں

نے لڑکی کی تصویر نہیں بھیجی ہے؟

مراد بولے۔

پہلے وہ تمہیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ تمہارے کاروبار ''وغیرہ کے بارے میں ان''

لوگوں نے فاطمہ کو فون کرنے سے پہلے ہی تفتیش کروالی ہے۔اب اگرانہوں

نے انکار کیا تو تمہاری شکل کی وجہ سے ہی کریں گے۔

فلک شیر نے پہلے بہن کو شکوہ کناں نگاہوں سے گھورا کے دیکھ رہی ہو تمہارا شوہر

کیا کہہ رہا ہے۔ پھر بدلہ لینے کو بولا،

میرا دنیا کے لیے ایک مشورہ ہے۔ کبھی بہنوئی کو گھر داماد ''مت رکھنا۔وہ''

تمہارے گھر رہ کر تمہاری ہی بے عزتی کرے گا۔

مراد کا قہقہہ فون کے سپیکر سے سنائی دیا، وہ مزید کہہ رہے تھے۔

اچھی ''بات ہے میں اپنے کزن کو تمہارا یہ مشورہ پاس کردوں گا۔کیونکہ اگر''

ان کا ارادہ تمہیں گھر داماد بنا کر امریکہ لے جانے کا ہے تو ابھی سے سوچ لیں۔

فلک شیر اسی وقت نفی کرتے ہوئے بولا

میرے بھائی میں آپ جیسا احسان فراموش تھوڑی ”ہوں۔ میں تو دن رات“

اپنے ساس سسر کی خدمت کیا کروں گا۔ بیگم کے ساتھ کام میں ہاتھ بٹاؤں گا۔

آخر وہ اتنے بڑے بڑے کیس لڑ کر آیا کرے گی۔ میں اس کا سٹریس دور کرنے

کے لیے اس کو ہیڈ مساج دیا کروں گا۔

”فاطمہ وہاں سے اٹھتے ہوئے بولی۔“

”بہت بڑی بڑی چھوڑ لی ہیں۔ اب جاؤں کام سے لیٹ ہو رہے ہو۔“

یہ عورت پڑھ لکھ کر بھی کلاس نہیں سیکھی ہے، نہ جانے تمہارا شوہر کیسے

تمہارے سے ہر کام میں مشورہ لینا پسند کرتا ہے۔ کتنی دفعہ بولا ہے کہ کام مت

کہا کرو۔ بولا کرو بھائی دفتر سے دیر ہو رہی ہے۔ زرا رعب سا لگتا ہے۔ کام کا سن

کر ایسا لگتا ہے جیسے اینٹیں ڈالنے جا رہا ہوں۔

مراد نے ہنستے ہوئے یاد دہانی کروائی۔

او بھائی اینٹے ڈالنے والا بھی اپنے آفس ہی جاتا ہے۔

فلک شیر کی توجہ مراد کی طرف ہوئی اور اس کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے بولا

۔

میرا ''ایک دوست جرمنی کیا تھا۔اس نے ہمارے گروپ میں ہر روز صبح کے ''
چھ بجے کال کر کے ہم سب کو اٹھا دینا۔ باتوں کے دروان وہ ناشتہ کرتا تھا۔ تیار
ہوتا تھا۔اور جب ہماری نیند پوری طرح بھاگ جانی اس نے کہنا اوکے یار اب
میرا آفس کا وقت ہو گیا ہے۔یہ سلسلہ کئی ماہ تک چلتا رہا۔ایک دن وہ کال پہ ہی تھا
اور آفس پہنچ کر بولا اچھا اب میں پہنچ گیا ہوں کل بات ہو گی۔ ہم نے اس کو بولا
بھائی تو ایسا کر کال مت کاٹ ہمیں اج اپنا آفس ہی دکھا دے۔ وہ مان گیا۔لو جی
۔۔ جیسے ہی اس نے اپنے آفس کا دروازہ کھولا اندر سے کتوں کے بھونکنے کی آواز
آنا شروع ہو گئی۔

ہم بہت حیران ہوئے۔ پوچھنے پہ صاحب زادے نے بتایا کہ وہ ایک ویٹنزی
ہسپتال میں کتوں کو نہلانے اور ان کو کھانا وغیرہ دینے کا کام کرتا ہے، یہ اس کا

آفس تھا۔اور میں تو باقاعدہ ایک عدرآفس میں میز کے پیچھے رکھی کرسی پہ بیٹھ کر

کام کرتا ہوں۔میری بہن پھر بھی نہیں مانتی کہ اس کا بھائی آفس جاتا ہے۔

مراد بولے۔

تم لوگوں کی جنگ تو چلتی رہے گی۔میرے بھی آفس کا وقت ہو رہا ہے۔میں“

”چلتا ہوں۔

فلک شیر کے ساتھ ساتھ فاطمہ بھی ہنس دی کیونکہ مراد ڈرائیونگ کرتے تھے،

”فاطمہ کے فون پہ گروپ میں کال آرہی تھی،“

فلک شیر وہیں تھا اس نے مراد کی کال کاٹ کر مریم کے نمبر سے آنے والی کال

لے لی۔

ہیلو مریم باجی اٹھ گئی ہیں؟

ہاں میرے بھائی کب کی اٹھی ہوں۔تم بتاو تمہاری بہن کیا کر رہی ہے؟اس کو

بولو اگر گرما گرم چائے کے ساتھ سوہن حلوہ کھانا ہے تو جلدی سے میری

طرف آجائے۔ فواد کی امی کے گھر کا بنا سوہن حلوہ بھیجا ہے کس قدر مزے کا ہے۔

باجی میں ابھی آیا۔

مریم ہیلو ہیلو کرتی رہ گئی۔ وہ فون وہیں چھوڑ کر باہر نکلا اور درمیان والی چھوٹی سی دیوار ایک جست میں پار کر کے جا مریم کے حال کے دروازے پہ دستک دی۔

سامنے فواد نے دروازہ کھولا۔ تعجب سے پہلے بیرونی گیٹ پہ لگے تالے کو دیکھا پھر اپنے سامنے تن کر کھڑے فلک شیر کو دیکھ کر پوچھا۔

"تم اندر کیسے آئے ہو؟"

اس نے بتانے کی بجائے دیوار کی جانب اشارہ کیا۔ اور بولا

باجی کی کال آئی تھی "کہ آکر چائے کے ساتھ حلوہ کھالوں۔"

اسی وقت پیچھے سے گھبرائی سی مریم ہاتھ میں ٹرے پکڑے آئی۔

فواد نے جب مڑ کر بیوی کو سوالیہ نگاہوں سے گھورا تو مریم کی ٹانگیں کانپ گئیں۔ بات بناتے ہوئے بولی۔

فاطمہ کا میسج آیا تھا۔ ''اس کے پیر میں درد ہے وہ اپنی جگہ فلک شیر کو بھیج رہی''

ہے۔

ساتھ ہی اس نے ٹرے فلک شیر کے ہاتھ میں دے دی۔ ساتھ ہی شوہر سے آنکھ بچا کر فلک شیر کے سامنے ماتھے پہ ہاتھ مارا۔

وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے ٹرے لے کر واپس ہو لیا۔ جب تک اپنی دیوار پھلانگ کر گھر کے اندر گیا آدھے سے زیادہ حلوہ وہ ٹھونس چکا تھا۔

فاطمہ دروازے کے پاس ہی کھڑی تھی۔ اس کے ہاتھ سے ٹرے لی اور رکھ کر اس کی پشت پہ دھمو کا جھڑا۔

کیا ضرورت تھی یوں، منہ اٹھا کر ان کے گھر گئے ہو۔ فواد کی طبیعت کا تمہیں اچھی طرح پتا ہے پھر بھی ان بیچاریوں کے لیے مشکلات بنا کر رہو گے۔

وہ معصومیت سے بولا۔

"وہ لوگ آدھی رات کو منہ اٹھا کر ہمارے گھر کیک کھانے آسکتی ہیں، اور میں دن کے وقت بھی ان کے گھر نہیں جا سکتا ہوں۔ واہ کیا خوب تم لوگوں کا انصاف ہے،۔"

اوپر سے کہتی ہیں مرد اور عورت برابر ہیں۔

"تمہارا ان دونوں سے کیسا مقابلہ ہے۔ کتنی بری بات ہے۔ نہ جانے فواد بھائی نے کیا سوچا ہو گا۔ مریم یا خولہ کے لیے کوئی مشکل نہ ہو۔ کام کرنے سے پہلے تھوڑا سوچ بھی لیا کرو۔"

اس نے بہن کو کندھے سے تھام کر راستے سے ہٹایا اور اندر جاتے ہوئے بولا۔

"تم تو ایسے ڈر رہی ہو جیسے میں نے ان کے گھر جا کر اظہار محبت کر دیا ہے۔ حلوہ لینے گیا تھا۔ وہ بھی انہوں نے خود فون کر کے بلایا تھا۔"

وہ بھائی کے پیچھے پیچھے اندر جاتے ہوئے سمجھا رہی تھیں۔

فون تو مریم نے مجھے کیا تھا نا۔ تم نے آگے دیکھا نہ پیچھے منہ اٹھا کر زرافے کی طرح اٹھ بھاگے۔

اچھاایسی بھی کوئی قیامت نہیں آگئی ہے۔جو تم یوں گھبرا رہی ہو۔

گھبرانے کی بات نہیں ہے۔مجھے بس یہ ڈر ہے کہیں فواد بھائی یہ نہ سمجھیں کہ تم شاید ان کی غیر موجودگی میں نہ جانے کئی دفعہ ان کے گھر آتے جاتے ہو گے۔ اور پھر تم گئے بھی دیوار پھلانگ کر ہو۔انسانوں کی طرح دروازہ کھٹکا لیتے۔بیٹھے بٹھائے نیا شوشا چھوڑ دیا۔

”ارے تم کیوں اتنا گھبرا رہی ہو؟“

تمہارے لئے نہیں۔مجھے بس خولہ کی فکر ہے۔وہ پہلے ہی فواد بھائی سے بہت ڈرتی ہے۔مجھے پتا چلا ہے جب اس کا بھائی آیا تھا تب تم بھی گلی میں موجود تھے۔ تمہیں دیکھ کر خولہ کے ”بھائی نے اس سے پوچھا تھا کہ یہ لڑکا کون ہے۔اب اگر فواد بھائی نے تمہارے حوالے سے کوئی بات کر دی وہ حساس لڑکی سمجھے گی فواد بھائی اس کو سنا رہے ہیں۔

وہ اپنے کمرے میں گیا۔الماری سے اپنا استری شدہ لباس نکال کر واش روم میں گھس گیا۔

فاطمہ اسی کے بیڈ پہ بیٹھ کر مریم کی بھیجی چائے کے ساتھ حلوہ کھارہی تھی۔

جب وہ لباس بدل کر خاکی رنگ کے شلوار سوٹ میں ملبوس باہر آیا۔

ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے بال سنوارے، چہرے پہ سن بلاک

لگانے کے بعد پرفیوم چھڑکا۔

جوتوں کے سٹینڈ سے پشاوری چپل لے کر سٹول پہ بیٹھ کر اپنی گھر والی چپل

ایک طرف رکھ کر پچاوری چپل پہنتے ہوئے بہن سے بولا۔

"اب کیا چاہتی ہو؟"

کچھ نہیں میں مریم کو فون کر کے معذرت کر لوں گی۔ تم "ایسا کرو اپنی اچھی"

اچھی دو چار تصویریں بنا کر مجھے بھیج دو۔ لڑکی کے دیکھنے کے لیے بھجوانی ہیں۔

وہ کھل کر مسکرایا۔

میرے دوست کی شادی والی تصویریں پڑی ہوئی ہیں وہیں بھجوادیتا ہوں۔

فاطمہ بولی۔

"نہیں وہ زیادہ پیاری ہیں۔"

لیا ہے۔۔تو کیا منہ دھوئے بغیر والی تصویریں لڑکی والوں کو بھیجی جاتی ہیں۔ وہی بھیجوں گا نہ جس میں بندے کا پتر لگ رہا ہوں۔

تم ابھی اپنے فون پہ دو چار تصویریں لے کر دے دو۔نہ جانے رشتہ ہونا ہے یا نہیں میں کیوں اپنے بھائی کو نظر لگوالوں۔

وہ سٹول سے کھڑا ہو کر اپنی جیبیں چیک کرتے ہوئے بولا۔

دیکھا ایک نمبر کی نار سا سسٹ بہن ہو۔ویسے کبھی بھائی کی تعریف نہیں کی ہے"
اور اب کیسے کہہ رہی ہو۔"بھائی کو نظر لگوالوں۔

ندا کے رونے کی آواز نے فاطمہ کو جواب دینے کا موقع نہ دیا۔

وہ ٹرے اٹھا کر وہاں سے نکل گئی۔

وہ بھی باآواز بلند بہن کو سلام کہہ کر گاڑی کی چابی لئے باہر نکل آیا۔گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا۔جب اس کا فون بج اٹھا۔جیب سے فون نکالا سکرین پہ صبا کا نمبر چمک رہا تھا۔اسی وقت کال لے لی۔اور پیار سے پوچھا۔

"جی جان کیسی ہیں؟"

صباد ھیمی سی آواز میں بولی۔

”یااللہ یہ دن بھی دیکھنے تھے۔ مجھ سے بیس سال چھوٹا مجھے جان کہہ رہا ہے۔“

جان تعنہ مارنے کے چکر میں میری عمر کچھ زیادہ ہی کم کر دی ہے۔ آپ کے اور میرے درمیان کچھ ہی دن اور راتوں کا فرق ہے۔

صباد ھیمے سے مسکرا کر بولی۔

فلک تمہاری بیٹری تو ہمیشہ کی طرح فلی چارج ہے۔ مگر میں اس وقت بحث“ نہیں کر سکتی ہوں۔ میں نے ”دیکھا تم آفس جا رہے ہو۔ مجھے تم سے کام ہے۔

وہ بھی سنجیدہ ہو گیا۔

حکم۔۔؟

میری مائیگرین نے رات سے میری نیند حرام کی ہوئی ہے۔ آفس جانے سے پہلے اگر ہو سکے تو مجھے میڈیکل سٹور سے دوائی لادو۔

اس نے گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے کہنا شروع کیا۔

دوا نے پچھلی دفعہ بھی کچھ خاص اثر نہیں کیا تھا۔آپ ایسا کریں جلدی سے تیار

ہو کر نیچے آئیں۔۔ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتا ہوں۔

صبا نے ٹالتے ہوئے بہانہ بنانا چاہا۔

نہیں ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

صبا ڈارلنگ، نیچے آو شاباش مجھے دیر ہو رہی ہے۔

صبا نے سعدیہ کو فلک شیر کی ضد کا بتاتے ہوئے کہا۔

میں نے اس کو فون کیا کہ آفس جانے سے پہلے مجھے دوالا دے گا۔ مگر وہ کہہ رہا‘‘

’’ہے ڈاکٹر کو دکھانے لے جائے گا۔اب کیا کروں؟

سعدیہ قرآن کی تلاوت کر رہی تھیں،ایک پل کو رک کر عینک کے اوپر سے بہن

کو دیکھ کر کہا۔

ہاں تو اس سے اچھی کیا بات ہونی ہے۔ تم دوائیاں کھاتی رہتی ہو اثر ہوتا نہیں‘‘

ہے۔اللہ اس ’’لڑکے کو سلامت رکھے۔کیسا اپنوں سے زیادہ اپنا بنا ہوا ہے۔

ایک کال کرنے کی دیر ہوتی ہے۔اسی وقت حاضر ہو جاتا ہے۔ جاو منہ دھواور جاو دوائی لے آو۔

صبا نے دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھام رکھا تھا۔ بالکونی کی کھلی ہوا میں اس لیے آ بیٹھیں تھی کہ شاید تھوڑا فرق پڑے۔ مگر اب سورج کی روشنی چاقو کی طرح آنکھوں میں چبھ رہی تھی۔

صبا دھیرے دھیرے قدموں سے اپنے کمرے تک گئی۔اپنے لئے دھلا استری شدہ سوٹ نکال کر منہ دھو کر لباس بدلا۔پرس لے کر جوتا پہننے کے بعد بالکونی پہ آئی تو فلک شیر وہاں پہ موجود تھا۔

اس نے آگے بڑھ کر صبا کا ہاتھ پکڑا اور نیچے کی جانب لے گیا۔ گاڑی بالکل دروازے کے سامنے کھڑی تھی۔ صبا کو فرنٹ پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر بٹھایا ان کا دروازہ بند کر کے اپنی سیٹ سنبھالی۔

گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے اس نے سوال وجواب شروع گئے۔

اس دفعہ درد کس وجہ سے شروع ہوا ہے؟

صبا نے سورج کی روشنی سے بچنے کے لیے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں۔

سیٹ سے ٹیک لگا کر بیٹھی بند آنکھوں سمیت ہی چہرہ اس کی جانب موڑ کر بتانے لگی۔

کل مجھ سے غلطی ہو گئی۔ پیر کا روزہ رکھ لیا۔ بہت دیر سے سر درد نہیں ہوئی۔ میں نے سوچا ہو سکتا ہے اس دفعہ ٹلی ہی رہے مگر جیسے ہی روزہ کھولا ہے سر درد سے پھٹ رہا تھا۔ ساتھ ہی ومٹنگ شروع ہو گئی۔ گھر پہ جو دوا پڑی تھی اس سے جیسے تیسے رات گزاری ہے۔

وہ سڑک پہ پہنچ چکے تھے۔ پورے دھیان سے ان کی بات سن رہا تھا۔ اس لیے بولا۔

مجھے رات کو ہی کال کر لینی تھی اسی وقت ڈاکٹر کے پاس لے جاتا۔

ارے اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ ڈاکٹر بھی بس درد کی دوا دیتا ہے علاج ان کے پاس بھی نہیں ہے۔

تو آپ کوشش کیا کریں نا کہ جس باتوں سے درد ٹریگر ہوتا ہے وہ نہ کریں۔ مثال کے طور پہ روزہ آپ کو راس نہیں آتا ہے تو مت رکھا کریں۔ ڈی ہائیڈریشن بھی ایک وجہ ہے۔ پانی وغیرہ زیادہ پیا کریں۔

صبا نے بس سر ہلا دیا۔ زیادہ بات کرنے کی ہمت جو نہیں تھی۔ ویسے بھی وہ ایک بات شدت سے سوچ رہی تھیں کہ فلک شیر جتنا عام دنوں میں ان کو تنگ کرتا تھا یا مذاق کرتا ہے۔ جب بھی ان کی طبیعت خراب ہوتی اتنا ہی ان کا خیال کرتا تھا

۔

وہ ان کو لے کر ڈاکٹر حسن کے پاس آیا مگر ان کا کلینک بند ملا۔ ارادہ تو اس کا کیپٹن کے پاس جانے کا تھا، مگر راستے میں اس کو ایک دوسرے ڈاکٹر کا خیال آیا تو وہیں چلا آیا۔

صبا کی مت سر درد نے ماری ہوئی تھی ورنہ کلینک کی ابتر حالت دیکھ کر انہوں نے اختتاج ضرور کرنا تھا کہ یہ مجھے کہاں لے آئے ہو۔

صبح کے دس بجے ہی وہاں پہ مریضوں کا اتنا رش تھا۔

ایک بائیس تائیس سال کی لڑکی خواتین والی سائیڈ پہ رکھی تھی اور ایک بزرگ مردانہ سائیڈ پہ کمپوڈری کے فرائض انجام دے رہے تھے۔

فلک شیر نے صبا کو خواتین کی سائیڈ پہ بیٹھنے کا بولا۔اور خود کسی سے پوچھے یا اجازت لئے بغیر سیدھا ڈاکٹر کے سر پہ پہنچ گیا۔

"السلام علیکم سر جی کیسے ہیں؟"

ڈاکٹر صاحب کے سر پہ کالے بالوں سے زیادہ سفید بال تھے۔ان کا اپنا رنگ بھی سرخ و سفید ہی تھا۔پتلا اور لمبا سا جسم آنکھوں پہ نظر کی عینک، وہ کسی مریض کو دیکھ رہے تھے۔مگر فلک شیر کی آواز پہ خوشی سے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے گلے ملے۔

خیریت آج صبح صبح ادھر کیسے نظر آرہے ہو؟

میری باجی کو مائیگرین کا مسئلہ ہے۔کئی جگھوں سے چیک کروا چکی ہیں، آرام نہیں آیا۔سوچا آپ کو بھی دکھا لیا جائے۔

ڈاکٹر مصدق کریم نے شرمیلی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"یعنی تم میرے پہ ایکسپیریمنٹ کرنے آئے ہو۔"

فلک شیر زندہ دلی سے ہنستے ہوئے بولا۔

"ارے اپنی اتنی مجال کہاں۔ ہم تو آپ کے گاڈ گفٹڈ فن سے مستفید ہونے آئے ہیں۔"

ڈاکٹر صاحب مریض کو چیک کرتے ہوئے اسی طرح چہرے پہ مسکراہٹ لیے بولے۔

"اگر ایسی بات ہے تو مجھے اس مریض سے فارغ ہو لینے دیں۔پھت میں آپ کے ساتھ آئی مریضہ کو دیکھتا ہوں۔"

فلک شیر کو تسلی ہو گئی تھی کہ اب سب مریضوں کے آخر میں اپنی باری کا انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ڈاکٹر مصدق کریم اس کے بہت اچھے گاہک تھے۔

آپس کی علیک سلیک کی وجہ سے اس کو پتا تھا اب وہ سب سے پہلے صبا کو ہی چیک کریں گے۔

یہی ہوا جیسے ہی ڈاکٹر موجودہ مریض کے چیک اپ سے فارغ ہوئے۔ انہوں نے لیڈی نرس کو ہدایت دی کہ فلک شیر کے ساتھ آنے والی خاتون کو اندر بھیجا جائے۔

جیسے ہی صبا اٹھ کر اندر پردے کے پیچھے بنے چھوٹے سے کیوبیکل میں گئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب پیپر پیڈ ہاتھ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ صبا کو سلامتی بھیج کر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے۔ پوچھنے لگے۔

”جی خاتون میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔“

صبا کی جیسے ہی ڈاکٹر کے چہرے پہ نگاہ پڑی وہ تو اپنی بات ہی بھول گئی۔ پورے دو منٹ تک خاموشی سے ڈاکٹر کا چہرہ دیکھنے رہنے کے بعد حیرت سے پوچھا۔

”جی آپ نے مجھ سے کچھ پوچھا ہے؟“

ڈاکٹر نے عینک کے اوپر سے صبا کو دیکھا۔ دونوں کی نگاہیں ملیں۔ صبا نے آنکھیں جھکا لیں۔

ڈاکٹر نے صبا کو دیکھا اور نگاہوں میں تھوڑی سی الجھن جاگی۔ جس کے پیشِ نظر وہ تھوڑی بے یقینی سے پوچھنے لگے۔

محترمہ کیا ہم پہلے کبھی ملے ہیں؟

صبا مسکرائے بغیر سنجیدگی سے بولی۔

"ڈاکٹر مصدق کریم صاحب آپ کی بہن روبینہ میری کلاس فیلو تھی۔ میں آخری دفعہ روبینہ کی منگنی میں شرکت کے لیے آپ کے گھر آئی تھی، اس کے بعد آپ کی اور روبینہ کی شادی کا کارڈ موصول ہوا تھا، مگر میں اپنی نجی مصروفیت کی وجہ سے شامل نہ ہو سکی تھی، روبینہ کیسی ہے؟"

ڈاکٹر نے چونک کر دوبارہ سے صبا کو دیکھا۔ اور بے اختیار بولا۔

"صبا گلزار؟"

صبا نے خوفناک نگاہوں سے واپس ڈاکٹر کو دیکھا، میرا پورا نام کیسے یاد رہ گیا؟ پھر خود ہی جواب دیتے ہوئے سوچا۔ ہو سکتا ہے روبینہ اپنے گھر میں میرا ذکر کرتی ہو۔

ڈاکٹر نے صبا سے تصدیق کے لیے پوچھا۔

"آپ کا پورا نام؟"

صبا نے بتایا۔

"صبا گلزار۔"

ڈاکٹر نے پیڈ پہ نام لکھا۔ حیرت سے بھنویں اوپر کو شوٹ کر گئے۔

وہ مزید سوال کرنے کی بجائے بولے۔

روبینہ بالکل "ٹھیک ہے۔ اس وقت جرمنی میں اپنے شوہر اور دو جوان بیٹیوں"

کے ساتھ رہتی ہے۔

پاکستان کب آتی ہے؟

دو سال بعد چکر لگا لیتی ہے۔ پچھلے سال اپنی بڑی بیٹی کی منگنی کر کے گئی ہے۔

آپ کی امی کیسی ہیں؟

صبا کے پوچھنے پہ وہ افسردگی سے بولا۔

امی جی "کو فوت ہوئے چار سال ہو گئے ہیں۔"

صبا نے افسوس کیا۔

آپ کی امی بہت اچھی طبیعت کی مالک تھیں۔ جب بھی ملیں بہت پیار سے پیش آتی تھیں۔ ان کے جانے کا سن کر دکھ ہوا ہے۔ اللہ ان کے درجات بلند کرے۔

ڈاکٹر تشکر سے بولا۔

آمین، بہت شکریہ۔ ”بتائیں میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔“

صبا نے اپنا مسئلہ بتاتا۔ ڈاکٹر نے اس کا بلڈ پریشر چیک کیا۔ نبض دیکھنے کے لیے جس وقت اس نے صبا کی کلائی تھامی۔ صبا کا ہاتھ کانپ رہا تھا، مگر ڈاکٹر ایسے ہو گیا جیسے یہ سب نارمل باتیں ہیں۔

رہ رہ کر صبا کی نگاہ اس کے چہرے پہ اُٹھ رہی تھی۔ اس کو وہ دن یاد آ گئے جب یہ سنجیدہ سا نظر آنے والا مرد نوجوان لڑکا ہوا کرتا تھا۔ کئی دفعہ دونوں کا آمنا سامنا ہوا، جھکی نگاہوں سے سلام کر کے فوراً وہاں سے ہٹ جایا کرتا تھا۔ صبا نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر پوچھا

آپ کی زوجہ کیسی ہیں؟ ”آپ کے بچے بھی اب جوان ہوں گے؟“

صبا نے اپنی طرف سے تکا لگایا تھا کہ اگر روبینہ کے بچے جوان تھے تو ان کی شادی ایک ساتھ ہی ہوئی تھی۔

وہ نگاہ چرا کر بولا۔

"میری زوجہ حیات نہیں ہیں اور میرے بچے نہیں ہیں۔"

صبا کتنی دیر کچھ کہہ ہی نہ سکی۔ پھر دکھ سے بولی۔

"ان کو کیا ہوا؟"

ہونا ہوانا کیا ہوتا ہے صبا جی، جو وہاں وعدہ کر کے آئے تھے۔ اس کی معیاد ختم ہو گئی تھی۔ خیر آپ یہ دوا لے لیں۔ ہو سکے تو کھانا وقت پہ کھایا کریں۔

فلک شیر کو کال آ گئی تھی جسے سننے کے لیے وہ کلینک سے باہر گیا ہوا تھا، ابھی واپس آیا۔

صبا ڈاکٹر سے فیس کا پوچھ رہی تھی۔ جس پہ انہوں نے کہا۔

ارے صبا جی شرمندہ نہ کریں۔، میں بھلا آپ سے فیس لے کر اپنی بہن کو کیا"
منہ دکھاؤں گا۔ اگر یہ ریفرنس نہ "بھی نکلتا تب بھی میں نے آپ سے پیسے نہیں
لینے تھے کیونکہ آپ فلک شیر کے ساتھ آئی ہے۔اور فلک شیر میرا چھوٹا بھائی
ہے۔

فلک شیر نے دونوں کو باری باری شک سے دیکھا اور بولا۔

پیارے بچو میں دو منٹ سین سے غائب کیا ہوا ہوں۔ تم دونوں نے پیچھے سے"
"کوئی رشتے داری نکال لی ہے۔

صبا نے کچھ نہیں کہا۔کیونکہ اس کا سارا دھیان ڈاکٹر صاحب کی دھیمی سی
مسکراہٹ پہ تھا۔

سیدھے ہاتھ کی کلائی پہ براون چمڑے کی گھڑی باندھی ہوئی تھی۔ سفید رنگ
کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔ بال پیشانی پہ بکھرے ہوئے تھے۔

ظاہری طور پہ یہ انسان آج بھی اتنا ہی شاندار لگ رہا ہے۔ شاید بیوی کی جدائی میں بال ڈائی کرنا بند کر دیے ہوں گے۔ کیا اس کو اپنی بیوی سے بہت محبت تھی ؟

فلک شیر کی آواز پہ صبا نے سر اٹھا کر اس کو دیکھا۔

چلیں؟ یا واپس جانے کو دل نہیں کر رہا؟

صبا کے گال سرخ ہو گئے۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر فلک شیر کے پیچھے ہو لی۔

دروازے سے نکلنے سے پہلے مڑ کر دیکھا، پہلی بار ڈاکٹر صاحب کی نگاہیں صبا کے چہرے پہ ٹکی تھیں۔ سیاہ سنجیدہ اور بولتی ہوئی نگاہیں۔ صبا کے لب کپکپائے السلام کہہ کر نکل گئی۔

ڈاکٹر مصدق کو یہ صبا ہمیشہ یاد رہی تھی۔ اس کی بہت خاص وجہ ہے۔ جتنی دیر روبینہ سکول کے بعد کالج پڑھتی رہی۔ بس ایک ہی اس کی سب سے قریبی دوست تھی۔ صبا گلراز۔۔ کئی دفعہ وہ روبینہ کو ان کے گھر چھوڑنے گئے تھے۔

کئی دفعہ وہ ان کے گھر آئی تھیں۔ مگر ایک دن یہ آنے جانے کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔

ان کی یاداشت میں آج بھی وہ دن موجود تھا۔ان کی شادی کو ایک ماہ ہوا تھا۔

جب امی نے ایک دن روبینہ سے پوچھا۔

"بینہ صبا کہاں کھو گئی ہے؟ تمہاری شادی پہ بھی نہیں آئی۔اس کے بعد بھی کہیں ملاقات نہیں ہوئی۔"

دونوں بہن بھائی امی کے پاس کچن میں بیٹھ کر ناشتہ کر رہے تھے،ان کی نئی نویلی دلہن اپنی امی کے گھر گئی ہوئی تھی۔روبینہ بھی دو دن رہنے آئی تھی۔

امی کے سوال پہ روبینہ نے مصدق کی طرف دیکھ کر کہا۔

امی وہ اب نہیں آسکتی ہے۔

امی نے حیرت سے اگلا سوال کر دیا۔

"کیوں؟ کیا اس کی بھی شادی ہو گئی ہے؟"

امی وہ مصدق بھائی کو پسند کرتی ہے۔

مصدق کا منہ کو جاتا لقمے والا ہاتھ وہیں راستے میں رک گیا۔ آنکھیں پھاڑ کر بہن کو دیکھا کہیں مذاق تو نہیں کر رہی ہے۔

روبینہ مزید بتا رہی تھی۔

جب سے اس کو پتا چلا تھا کہ بھائی نے اپنی مرضی سے منگنی کروائی ہے، وہ بہت چپ سی رہتی تھی۔ مگر جب شادی کی تاریخ رکھی گئی۔ شادی کا کارڈ دینے گئی، اس دن اس نے مجھے بہت خوبصورت اور قیمتی سوٹ گفٹ کیا۔ کہنے لگی معذرت کرتی ہوں تمہاری شادی پہ نہیں آسکوں گی۔ بلکہ آج کے بعد اگر ملنا ہو تو تم ہی کو آنا پڑے گا میں آپ کے گھر نہیں آسکتی۔

میں نے بہت پوچھا۔

کہنے لگی۔ اب گھر پہ تمہاری بھابھی ہوں گی۔ اس لیے اچھا نہیں لگتا ہے۔ ویسے "بھی تم تو اپنے شوہر کے گھر جا رہی ہو۔ میں وہاں کس کے لیے آوں گی۔"

میں نے اس کو اتنا منانے کی کوشش کی کہ کم از کم میری شادی پہ تو آو۔ ہر دفعہ مسکرا کر ٹال دیتی تھی۔ کہنے لگی یہ ممکن نہیں ہے۔ اس پہ پھر میں نے اس کو کہہ

دیا کہ مجھے علم ہے تم بھائی کو پسند کرتی ہو۔اور میں نے یہ بھی کہا کہ اگر بھائی اپنی پسند سے شادی نہ کرتے تو میں تمہیں ہی بھابھی بناتی۔

اس پہ وہ غصہ کر گئی۔کہنے لگی پاگل رشتے ایسے تھوڑی ہوتے ہیں۔اللہ تمہارے بھائی کو سدا خوش رکھے آباد رکھے۔لمبی عمر والا کرے۔جس کو وہ پسند سے اپنی بیوی بنارہے ہیں اس سے سدا خوشیاں ہی پائیں۔ویسے بھی مجھے تو ان کی نفیس شخصیت اور دھیماں پن پسند ہے۔ان سے شادی کا تو میں نے کبھی سوچا ہی نہیں ہے۔

ڈاکٹر صاحب اگلا مریض اندر بھیج دوں؟

کمپوڈر کی آواز نے ان کی سوچ کا تسلسل توڑا۔

گہری سانس بھر کرانہوں نے ایک آخری نگاہ دروازے کے باہر ڈالی اور اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

وہ صبح آٹھ بجے ہی کلینک کھول لیتے تھے۔بارہ بجے دو گھنٹے کی بریک لے کر تین بجے دوبارہ سے کلینک کھل جاتا جو رات بارہ ایک بجے تک کھلا رہتا۔کلینک کے

پیچھے ہی ان کا گھر تھا۔ اپنا آبائی گھر انہوں نے کرائے پہ اٹھا رکھا تھا کیونکہ وہاں اکیلے رہنا ان کے لیے دوبھر ہو چکا تھا۔ وہاں یادیں بہت تھیں۔ مگر لوگ کوئی نہیں تھے۔ اس لیے انہوں نے تھوڑے سستے علاقے میں جگہ لے کر گھر کے اندر ہی کلینک بنوالیا۔ یہاں دن رات لوگوں کی خدمت کرتے ہوئے وہ مطمئن رہتے تھے۔ نہ یادیں تنگ کرتی تھیں۔ نہ اداس ہونے کا وقت ملتا تھا۔

**********

فلک شیر نے اپنے برابر خاموش بیٹھی صبا پہ ایک نظر ڈال کر ہنکارا بھر کر اس کی توجہ حاصل کی۔

صبا کی خاموشی میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔

میڈم جی آپ مجھے پتانا پسند کریں گی کہ آپ ڈاکٹر مصدق کو کیسے جانتی ہیں؟

صبا نے آسانی سے بتا دیا،

یہ میری دوست کے بھائی ہیں۔

کون سی دوست کے؟ میں نے تو آج تک کوئی ایسی دوست نہیں دیکھی ہے۔

ہاں تم تو میری سب دوستوں کو جانتے ہو ناں۔

آپ ٹال رہی ہیں۔

ہاں، کیونکہ میرے سر میں ابھی بھی بہت درد ہے۔

وہ حسبِ عادت بولا۔

ادھر جب ''بیٹ بیٹ ڈاکٹر کو دیکھ رہی تھیں۔تب درد کہاں گیا تھا۔''

وہ سادگی سے بولی۔

''اس وقت حیرت کی شدت سے درد کچھ دیر کے لیے بھول گیا تھا۔''

یہی تو میں جاننا چاہ رہا ہوں۔اتنی حیرت کس لیے ہوئی؟

میری چھوڑو،اپنی بتاو، تم ان کو کیسے جانتے ہو؟

فلک شیر نے ساری لائن میں بس ان کو سنا تھا۔اسی پہ کلاس شروع کر دی۔

ان کو؟ یہ ان کو کن کو؟

ڈاکٹر مصدق کو کمینے، بال کی کھال کیوں اتارے ہو۔

آپ ان کا اتنا ادب جو کر رہی ہیں، مجھے وہ ہضم نہیں ہو رہا ہے۔ان کو کیسے جانتے

ہو، واہ !

گھر کے سامنے گاڑی رکی صبا نے شکر کیا اور نیچے اتر گئی۔

پیچھے سے فلک شیر نے شیشہ نیچے کر کے صدا لگائی۔

آنٹی یہ نہ سمجھنا کہ میں سب کچھ بھول جاؤں گا۔اس پہ پوری تفتیش کروں گا۔

آج کی نسل میں خدا کا خوف ہی نہیں ہے۔جوان بھائی پاس کھڑا ہے پھر بھی

ڈاکٹر کو آنکھ جھپکے بغیر دیکھے جا رہی ہے۔آج کے بعد گھر پہ دوا لا دوں گا۔تمہارا

گھر سے نکلنا بند۔

صبا نے گھر کی بیل بجائی اور پیچھے دیکھ کر بولی۔

”کیا پاگل ہو گئے ہو؟“

وہ منہ پہ ہاتھ پھیر کر بولا۔

”ابھی تو مجھے دیر ہو رہی ہے۔واپس آ کر پوچھتا ہوں۔“

وہ گاڑی موڑ کر چلا گیا۔ سعدیہ نے دروازہ کھولتے ساتھ ہی پوچھا۔

کیا ہوا ہے؟" فلک اتنی تیز تیز کیا بولا رہا تھا۔"

کچھ نہیں بس میرا باپ بننے کی کوشش کر رہا تھا"۔"

صبا سیدھی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ سعدیہ کندھے اچکا کر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

*********

خولہ تم نے خوشی خوشی میرے ساتھ جانے کا پروگرام بنایا تھا۔ اب تم انکاری ہو رہی ہو؟ ہیں؟ بتاؤ مجھے یہ کہاں کا انصاف ہے؟

سعدیہ کو مریم نے کال کر کے بتایا تھا کہ خولہ نے خود کو اپنے کمرے تک محدود کیا ہوا ہے۔ نہ کھل کر بات چیت کر رہی ہے۔ نہ ہنس کھیل رہی ہے۔

سعدیہ کو یہ کارڈ یاد آیا جسے استعمال کرنے کو وہ اسی وقت پہنچ گئیں۔ کیونکہ ایک ہفتے سے وہ صبا کی طبعیت کی خرابی کی وجہ سے گھر سے نہیں نکل پائی تھی۔اب کچھ ہوش آیا تو انہوں نے سحری کے وقت مشین لگا کر صبا کے کمرے کی شیٹ پردے سب کچھ دھو دیا تا کہ گھر سے بیماری کے جراثیم جائیں۔

خولہ سامنے کتاب کھولے اونگھ رہی تھی۔اچانک سعدیہ کی آواز پہ ہڑ بڑا کر اٹھی۔

سعدیہ باجی آپ۔۔آئیں بیٹھیں

کہاں بیٹھوں؟ بیمار صبا ہوئی تھی۔ مگر شکل تمہاری بیماروں والی لگ رہی ہے۔

جوان جہان لڑکی ہو۔یہ کیا بات ہوئی تھوڑی سی پریشانی کیا آئی ہاتھ پیر چھوڑ کر تم نے خود کو لاتعلق کر لیا ہے۔

خولہ پہلے سے بھری ہوئی تھی،

کچھ کہنے کی بجائے رونے لگ گئی۔

سعدیہ نے اس کے آنسو دیکھتے ہی شور مچا دیا۔

نہ نہ میرے سامنے یہ کام نہ کرنا۔ میں رونے دھونے سے مسائل حل کرنے کی قائل نہیں ہوں۔ تمہارے سامنے ہم دونوں بہنوں کی زندہ مثال ہے۔ کبھی تم نے ہمیں ایسی ویسی باتوں پہ پریشان ہوتے دیکھا ہے۔ لوگ ہمارے بارے میں کیا کچھ نہیں کہتے تھے۔ اور ابھی بھی بول جاتے ہیں۔ ہم نے نہ کل لوگوں کی پرواہ کی تھی۔ نہ آج کرتے ہیں۔ اللہ جنت نصیب کرے، جب ابا جی حیات تھے۔ انہوں نے کوشش کی کہ ہم دونوں بہنوں کی شادی ہو جائے۔ ابا جی نے اپنے کہنے سننے والوں میں کہہ کہا کر میری شادی کروائی۔ میرا شوہر اچھا انسان تھا۔ مگر سعودیہ میں ان کی نوکری تھی۔ دوسری چھٹی میں پاکستان سے ہو کر گئے اور دو ماہ بعد بکسے میں بند ہو کر واپس آ گئے۔

خولہ نے اپنا کمبل ایک طرف کر کے ان کے بیٹھنے کے لیے جگہ بنائی۔ سعدیہ نے ایک جوتا اتار کر ٹانگ بیڈ پہ رکھی دوسرا پیر نیچے ہی لٹک رہا تھا۔

اتنے بڑے صدمے سے میرا جسم لڑ نہ پایا۔ بدلے میں میرا حمل ضائع ہو گیا۔ اس کے بعد ابا جی نے کوشش کی کے چلو ایک دفعہ پھر سے بیٹی کا گھر بسانے کی

کوشش کریں۔ مگر میں نے ابا جی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لی۔ اتنا بڑا غم ملا تھا کہ میرے میں ہمت ہی نہ رہی کہ میں دوسری دفعہ کوئی چانس لیتی، یہ تو میری کہانی ہے، جو میں آج پہلی دفعہ تمہارے سامنے بیان کر رہی ہوں، صرف یہ سمجھانے کے لیے کہ بیٹا ایک مشکل آجائے تو زندگی ختم نہیں ہو جاتے ہے۔

اب صبا کو دیکھ لو پاگل لڑکی نے ایک ہی دھن رکھی کہ اس کو شادی نہیں کرنی ہے۔ نہ کبھی وجہ بتائی نہ جواب دیا، پوچھ پوچھ کر تھک گئے، مگر مجال ہے جو اس عورت نے ہماری بات مانی۔

خولہ آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

آپ دونوں بہنیں تو بہت بہادر ہیں۔ آپ نے اپنی مرضی اپنے ابو تک پہنچائی۔ مجھ سے تو بھائی کے سامنے بات ہی نہیں ہوتی ہے۔ انہوں نے میری شادی طہ کر دی ہے۔ باجی کہتی ہے میں انکار کر دوں۔ مجھے ایسا لگتا ہے ان دونوں کی لڑائی میں میری شامت آئی ہوئی ہے۔

سعدیہ نے سمجھاتے ہوئے کہا،

میریم تو تمہارے لئے ہی لڑ رہی ہے نا۔"اور یہ بات بھی چھوڑو۔سب سے" پہلے تم اپنے آپ کو اس زہنی دباو سے تھوڑا آزاد کرو۔اتنا زیادہ مت سوچو۔ہم دونوں نے کتنے دن پہلے یہ پرو گرام بنایا تھا کہ ہم مارکیٹ جائیں گی۔صبا کی وجہ سے میں تو گھر سے نکل نہیں پائی،آج چلتے ہیں۔تم تیار ہو جاو،ہم ایک گھنٹے بعد نکلیں گی۔تمہارا دل کر رہا ہے یا نہیں۔میری مان کر چلو۔

خولہ نے اپنی پرانی فرمائش دہرائی،

میری بس ایک ہی شرط ہے۔آپ اپنے لوفر بھائی سے لفٹ نہیں لیں گی۔

نہ نہ ہم اپنی کار پہ جائیں گے۔چلو شاباش تیاری پکڑو۔

سعدیہ نے کمرے سے نکل کر باہر کی جانب جاتے ہوئے کچن سے سر نکال کر دیکھتی مریم کو دونوں انگوٹھے دیکھائے۔

ایک گھنٹے بعد دو ہزار ماڈل کی سوزوکی خیبر میں دونوں سوار ہو کر سیٹیلائٹ ٹاوں کی جانب جا رہی تھیں،

سعدیہ ایک ماہر ڈرائیور تھیں۔اپنی دھن میں نور جہان کے گانے لگا کر اپنے ماموں کی سڑک سمجھ کر گاڑی چلا رہی تھیں۔کئی لوگوں کو نامناسب انداز میں کٹ کیا۔مگر پرواہ کس کو تھی۔سفید دوپٹے میں چھپا چہرہ۔آنکھوں پہ کالی عینک لگائے وہ ویسے بھی پرائیوٹ سکول کی ہیڈ مسٹریس لگ رہی تھی۔ان کے برابر کی سیٹ پہ موجود خولہ ویسے ہی دنیا سے اواضار لگ رہی تھی۔اس کی شکل پہ درج تھا کہ وہ ہر چیز سے بیزار ہے۔جیسے ہی سیٹلائٹ ٹاون مارکیٹ کی طرف گاڑی گئی دور سے ہی تازہ پھولوں کے سٹال نظر آنے لگ گئے۔

سب سے پہلے سعدیہ نے گاڑی ایک پھولوں کے سٹال کے سامنے روکی۔

وہاں سے ایک خوبصورت سا گلدستہ لے کر خولہ کو پیش کیا،

یہ تمہارے لیے ہے۔

خولہ ایک دم چونک کر سیدھی ہوئی۔

پھر بے اختیار سعدیہ کے گلے میں بانہیں ڈال کر اپنے ساتھ بھینچا۔

سعدیہ باجی آپ کتنی اچھی ہیں۔ مجھے آج تک کسی سے پھول نہیں ملے۔ اُف آپ وہ پہلی بندی ہیں جنہوں نے مجھے پھول گفٹ کئے ہیں۔ میں یہ بات سدا یاد رکھوں گی۔

سعدیہ نے جواب میں اس کے گال تھپتھپا کر کہا

تمہارا موڈ فریش کرنے کو ہی دیے ہیں میری جان اب پلیز اداس سی شکل بنا کر مت بیٹھنا ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میں تمہیں زبردستی اپنے ساتھ لے کر آئی ہوں۔

خولہ پھولوں کو سونگھ کر جوش سے بولی۔

اب میں بالکل بھی اداس محسوس نہیں کر رہی ہوں۔ مگر ”آپ سے میرا ایک“ سوال ہے۔

گاڑی کو جے ڈاٹ کے سامنے موجود جگہ پہ پارک کرتے ہوئے سعدیہ نے کہا،

”ہاں کہو؟“

کیا میں یہ پھول اپنے ساتھ لے کر شاپنگ پہ جا سکتی ہوں۔ میں انہیں کار میں نہیں چھوڑنا چاہتی ہوں۔

گاڑی کا انجن بند کرتے ہوئے سعدیہ نے مسکرا کر کہا۔

ہاں کیوں نہیں۔ "یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔ جو دل میں آئے کرو لڑکی"

۔

گاڑی کو لاک کر کے دونوں کا رُخ جے ڈاٹ کی طرف تھا۔

وہاں پہ سعدیہ نے پرفیومز چیک کیے۔ خولہ نے کرُتے دیکھے۔

وہاں سے نکل کر باری باری سامنے آنے والی دکانوں کا چکر لگایا۔ کہیں سے جوتا پسند آگیا، کسی دکان سے دوپٹہ دل کو بھا گیا۔ چھوٹی موٹی چیزیں لیتے لیتے دونوں کھانے پینے والی جگہوں پہ پہنچی، پہلے برگر کھایا، اس کے بعد آئس کریم کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے باقی کی دکانوں کی خاک چھان کر تین چار گھنٹے لگا کر واپس اس مقام پہ پہنچی جہاں سے یہ سفر شروع کیا تھا۔ گاڑی کا دروازہ کھول کر سامان اندر رکھا۔ جیسے ہی سلف مارا۔ گاڑی نے ہوں کیا نہ توں۔۔

دو چار منٹ رک کر پھر ٹرائی کیا تو نتیجہ وہی پہلے والا نکلا۔

سعدیہ نے پریشان ہو کر خولہ کی جانب دیکھا جو پہلے ہی اس کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

سعدیہ بولی۔

"اس کو نہ جانے کیا موت پڑ گئی ہے۔ اچھی بھلی تو تھی۔"

خولہ نے تسلی دی۔

تھوڑی دیر بعد ٹرائی کریں۔ یقیناً سٹارٹ ہو جائے گی۔

مگر جتنا مرضی انتظار کیا۔ گاڑی کی صحت پہ کوئی اثر نہیں ہوا۔

ارد گرد رش بھی بڑھتا جا رہا تھا۔

سعدیہ نے اپنی سی کوشش کرنے کے بعد فون نکال کر نمبر ملایا۔

تیسری بیل پہ جواب آیا۔

جی جانِ من حکم۔۔

فلک ایک مسئلہ ہو گیا ہے؟ کیا تم فری ہو؟

فلک کا نام سنتے ہی خولہ کے منہ کا ذائقہ کڑوا ہو گیا۔ ناک چڑھا کر گاڑی سے باہر دیکھنے لگی۔

جبکہ وہ کہہ رہا تھا۔

فری ہوں یا نہیں آپ بتائیں کیا ہوا ہے؟

سعدیہ نے مختصر سے ساری بات بتائی جسے سن کر وہ سنجیدگی سے بولا۔

میں ادھر قریب ہی کام سے ”نکلا ہوا ہوں۔ وہیں رہو میں آرہا ہوں۔“

فون بند ہو گیا، خولہ نے اپنا بیگ اور پھول تھامے اور بولی۔

”آپ اپنے لاڈلے کے ساتھ جانا۔ میں رکشہ لے کر گھر جا رہی ہوں۔“

سعدیہ صدمے سے بولی۔

بے مروت لڑکی تم مجھے اس صورتحال میں اکیلا ”چھوڑ کر جاؤ گی۔“

خولہ جلدی سے بولی۔

آپ کا ہیرو آرہا ہے نا۔ ”اتنی بھری پڑی دنیا میں ایک یہی انسان آپ کو ملتا ہے“ کال کرنے لے لئے۔ اس سے بہتر تو آپ فواد بھائی کو کال کر لیتیں۔

سعدیہ بولی۔

اِرے میں بھول ہی گئی کہ تم فلک سے کتنا چڑتی ہو۔ مگر کیا کروں یہ تو سالوں ''
کی عادت ہے جب بھی کوئی کام خراب ہو جائے کوئی اور نام '' دماغ میں آتا ہی
نہیں ہے، فلک ہی ہمارے کام کرتا ہے۔ یقین مانوں وہ میرا وہ بیٹا ہے جو کو میں
نے کوکھ سے جنا نہیں ہے، مگر بیٹا ہونے کے سارے فرائض سرانجام دیتا آرہا
ہے۔ میرا وہ بھائی ہے جس سے میرا خون نہیں ملتا ہے۔ مگر اس نے ہمیشہ بھائی
کی طرح میرا خیال رکھا ہے۔ اس لیے میں بھول گئی کہ تم اس کو پسند نہیں کرتی
ہو۔ ابھی وہ آتا ہے تو گاڑی اس کے حوالے کر کے ہم لوگ رکشے پہ گھر چلے
جائیں گے۔

وہ لوگ اپنے شاپنگ بیگ سمیٹ رہی تھیں جب سات آٹھ منٹ بعد ہی کال
آگئی۔ سعدیہ نے لوکیشن بتائی تو دو منٹ بعد ایک گاڑی وہاں آکر رکی۔

فلک شیر نے سعدیہ کو حسب عادت ہامی تو بھر لی تھی۔ مگر بعد میں احساس ہوا کہ غلط کر گیا ہوں۔ کیونکہ اس وقت اس کی متوقع گھر والی اس کے ساتھ موجود تھی۔

امریکہ والی لڑکی نے اپنے گھر والوں کو صاف کہہ دیا تھا کہ لڑکا تصویروں میں تو قابل قبول شکل کا ہے۔ مگر وہ کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے ایک دفعہ لڑکے سے ملنا چاہتی ہے۔ بس اسی سلسلے میں آج وہ محترمہ کو لنچ کروانے لے جا رہا تھا۔ پہلے ہی آفس سے نکلتے نکلتے وہ لیٹ ہو گیا تھا۔ اب یہ نئی افتاد پڑ گئی تھی۔

اس نے اپنے برابر براجمان ماہ رُخ کو کھسیانی سی مسکراہٹ چھینکی۔

اسی پل گاڑی ماہ رُخ کی سائیڈ کا دروازہ کھلا اور گرمی کی لہر کے ساتھ ساتھ سعدیہ کی شکرانے بھری سدا سنائی دی۔

ہائے اللہ شکر ہے فلک تم آ گئے۔ قسم سے گرمی سے جان نکلنے ہی والی۔۔

ماہ رُخ کی موجودگی نوائٹس میں آتے ہی زبان کو بریک لگ گئی۔ مگر اگلے پل بغیر کسی جھجک کے پوچھا گیا۔

ارے یہ کون ہے؟

جواب کا انتظار بھی نہیں کیا۔ حکم صادر ہوا،

بیٹا پلیز تم زرا پچھلی سیٹ پہ چلی جاؤں۔ میری ''بیک پین مجھے پچھلی سیٹ کے

دھچکے کھانے کی اجازت نہیں دیتی ہے۔

فلک کو بیچ میں کودنا پڑا۔

''یہ بڑی گاڑی ہے۔ پچھلی سیٹ پہ بھی ویسا ہی آرام ملے گا۔''

مگر ماہ رُخ پہلے ہی سیٹ چھوڑ چکی تھی۔ سعدیہ نے گاڑی میں بیٹھ کر دروازہ بند کرتے ہی گاڑی کی ٹھنڈک میں سکون کا سانس لیا۔ یہ بھی نہ نوٹ کیا کہ فلک شیر ان کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا ہے۔

وہ گاڑی سے باہر نکلا پیچھے سے گھوم کر آیا اور ماہ رُخ کے لیے دروازہ کھولا۔ مگر ماہ رُخ کی بجائے خولہ اندر بیٹھ گئی۔ ماہ رُخ سوالیہ نظروں میں الجھن لئے اس کو دیکھنے لگی۔ جبکہ فلک شیر نے بے یقینی سے گاڑی کے اندر سر دے کر خولہ کو

دیکھا، جو اس کو اگنور کر کے اپنے دوپٹے کے پلو سے چہرے پہ آیا پسینہ صاف کر رہی تھی۔ اس نے ماہ رُخ سے معذرت کی اور بیٹھنے کا بولا۔

ماہ رُخ کے چہرے پہ رقم تھا کہ وہ ''نہ چار اندر بیٹھ رہی ہے۔ اپنی جگہ پہ واپس'' آتے ہوئے وہ دانت پیس رہا تھا، اس نے آج نیا لباس پہن کر اتنی مہنگی خوشبو لگائی تھی، گاڑی کی ساری صفائی کروائی تھی۔ تاکہ لڑکی کو بھرپور طریقے سے امپریس کیا جائے۔ کاش وہ سعدیہ کا فون اٹھاتا ہی نہ۔

جیسے ہی اس نے گاڑی آگے بڑھائی سعدیہ نے بات شروع کی۔

فلک میں نے گاڑی لاک کر دی ہے، مگر پلیز آج ہی کسی لڑکے کو کہہ کر گاڑی اپنے گیراج پہ منگوا لینا۔ ویسے تم اتنے بن ٹھن کے کدھر جا رہے ہو؟ اور بیٹا آپ کون ہو؟ فلک کے ساتھ کہاں جا رہی ہیں؟

ماہ رُخ نے سعدیہ کے سوال پہ سٹپٹا کر فلک شیر کو دیکھا۔

وہ سعدیہ کو گھورتے ہوئے بولا۔

یہ ماہ رُخ ہیں۔ان کی اور میری شادی کی بات چل رہی ہے۔آپ کو فاطمہ ""
باجی نے بتایا تو تھا۔

سعدیہ وہیں جوش سے بولی۔۔

اچھا اچھا" تو یہ اپنی وکیلنی ہیں۔میں بھی سوچ رہی تھی فلک کی دوستوں کو تو"
کبھی بھی اتنے چست پاجامے میں نہیں دیکھا ہے۔ماشااللہ ماہ رُخ آپ کی بیس
کون سی ہے کتنا فلٹر افیکٹ لگ رہا ہے۔

خولہ نے دوپٹے میں منہ چھپا کر ہنسی دبائی۔دل ہی دل میں وہ خوب خوش ہو رہی
تھی کہ سعدیہ باجی یہ سب کہہ رہی ہیں۔ان کی وجہ تو وہ نہیں جانتی تھی۔ مگر
خولہ کو ٹھنڈ پڑ رہی تھی۔کیونکہ آج پہلی دفعہ فلک شیر قابو آیا تھا۔اس کے
چہرے سے اس کی گھبراہٹ ظاہر ہو رہی تھی۔

فلک شیر نے ہلکی سی بڑبڑاہٹ سے سعدیہ کو کہا۔

باز آجاو۔کیوں بھائی کا "گھر بسنے سے پہلے اجاڑنے کا ارادہ ہے۔"

سعدیہ اس کو اگنور کر کے پوچھنے لگی۔

”تم لوگ کہاں جارہے ہو؟“

ماہ رُخ نے اپنے امریکی لہجے میں جواب دیا۔

فلک شیر مجھے ”اپنے فیورٹ رسٹورنٹ میں لے کر جارہے ہیں۔“

سعدیہ نے مصنوعی مکھی اُڑاتے ہوئے کہا،

ارے اس کو کیا پتا کہاں کا کھانا مزے کا ہے۔ یہ تو ”ہم سے پوچھ کر ہی کہیں“

بھی جاتا ہے۔

فلک میرا بیٹا ذرا صواب کو گاڑی ڈال۔

میں پہلے آپ کو گھر چھوڑ رہا ہوں۔

دیکھو ماہ رُخ ہمارے یہاں لڑکا لڑکی کو اکیلے یوں گھومنے کی اجازت بالکل نہیں

ہے۔ اس لیے ہمارا ساتھ جانا تو لازمی بات ہے۔ فاطمہ بیچاری تو ویسے بھی بچوں

کے ساتھ مصروف ہوتی ہے۔

ماہ رُخ بولی۔

”جی آپ ساتھ آسکتی ہیں موسٹ ویلکم۔“

اب فلک شیر کیا کرتا۔ دل پہ پتھر رکھ کر خاموشی سے گاڑی چلاتا رہا۔

صواب پہ پہنچتے بھی کافی وقت لگ گیا۔ راستے میں سعدیہ نے اپنا مشن سمجھ کر ماہ رُخ کو اپنے خاندانی روایات کا یہ لمبا سبق دیا۔ ہمارے یہاں بہویں زیادہ وقت میکے رہنے نہیں جاتی ہیں۔ بہو کو اپنے ہر کام میں نندوں کی اجازت درکار ہوتی ہے۔

سعدیہ کو یہ سب باتیں کرتے ہوئے بالکل کوئی فکر نہیں تھی کہ آیا ماہ رُخ کو برا نہ لگ جائے۔ بلکہ وہ تو چاہتی ہی یہ ہیں کہ ماہ رُخ کو برا لگے۔ کیونکہ ابھی کل ہی تو فاطمہ ان کے گھر پہ چائے پیتے ہوئے بتا رہی تھیں۔

ماہ رُخ نے کہا ہے کہ وہ جوائنٹ فیملی میں بالکل نہیں رہ سکتی ہے، اس کو اپنے ذاتی کاموں میں کسی کی مداخلت پسند نہیں ہے۔ شوہر کو بھی یہ حق نہیں ہونا ہے کہ وہ اس پہ بے جا پابندیاں لگائے۔ نہ ہی وہ شوہر کی فیملی کے لیے کھانے پکایا کرے گی۔ گھر کا کام دونوں میاں بیوی مل بانٹ کر کریں گے۔ سعدیہ کو ان میں سے بہت سی باتوں پہ اتفاق ہوتے ہوئے بھی یہاں ماہ رُخ کا ساتھ نہیں دینا تھا۔

کیونکہ ان کی ذاتی رائے یہ تھی کہ فلک شیر کو اس سے اچھا رشتہ مل جانا ہے۔

جبکہ فاطمہ نے جب سے یہ سنا تھا کہ ماہ رُخ نے اپنے ماں باپ کو صاف کہہ دیا ہوا ہے کہ وہ جہیز ہر گز نہیں لے گی۔ فاطمہ کو یہ رشتہ تب ہی ناپسند ہو گیا تھا۔ اس لیے سعدیہ اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کے چکر میں تھی۔ ویسے تو فلک شیر ان کو ماہ رُخ سے دور ہی رکھتا۔ اب جو موقع مل گیا تھا تو وہ کیسے اس کو ضائع کرتیں۔

ریسٹورنٹ پہنچتے ہی انہوں نے فلک شیر کے برابر والی کرسی سنبھال لی۔ بیگ سے عینک نکال کر لگیں پھر مینیو پڑھنے۔

خولہ نے سعدیہ کو پہلی دفعہ اس روپ میں دیکھا تھا۔ اس لیے وہ پوری جان سے اس کوشش میں تھی کہ کہیں اس کا قہقہہ نہ نکل جائے۔ کبھی اپنے فون پہ مصروف ہو جاتی کبھی ارد گرد بتیاں دیکھنے لگتی۔

واٹس ایپ گروپ میں میسج آیا تھا۔ خولہ کے علاوہ سعدیہ نے بھی فون کھول کر دیکھا۔

فلک شیر نے غصے والی ایموجیز بھیجی تھیں۔

جواب میں خولہ نے ہنسی کا فوارہ بھیجا۔

جواب فوری آیا۔

دکھی آتما تمہارے جو اتنے دانت نکل رہے ہیں نا میری دعا ہے تمہاری شادی وہیں ہو جہاں تمہارے بھائی نے تمہارا رشتہ کیا ہے۔

خولہ نے تیزی سے لکھا۔

یااللہ مجھے کالی زبان والے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھنا۔

جواب پڑھ کر سعدیہ کی ہنسی نکل گئی۔فلک شیر نے غصے سے فون کی سکرین نیچے کر کے میز پہ رکھ دیا۔

ماہ رُخ ان تینوں کو غور سے دیکھ رہی تھی۔وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ تینوں میسج پہ بات کر رہے ہیں۔خولہ کو تیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس نے سوال کیا۔

آپ فلک شیر کی کیا لگتی ہیں؟

سعدیہ کو پانی پیتے ہوئے اچھو لگا،اف لڑکی کی اتنی جرات۔

خولہ سے پہلے ہی بول اٹھیں۔

میری امی اور فلک شیر کی امی منہ بولی بہنیں تھیں، مگر دونوں کا آپس میں پیار سگھی بہنوں جیسا تھا۔ ہم لوگ بچپن سے ہی ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں

۔

سوال خولہ سے ہوا۔ جواب سعدیہ نے دیکر صاف صاف بتادیا تھا کہ بہن تمہارے خلاف ہم سب ایک ہیں۔

فلک شیر نے گروپ میں لکھا،

جو تم لوگ کر رہی ہو، خدا کی قسم بہت برا انجام ہوگا۔

سعدیہ نے لکھا۔

ابے چل بڑا آیا۔ آج اس کے سامنے تیری زبان بند ہوگئی ہے۔ کل کونہ جانے کیا کرو۔

فلک شیر بظاہر پرسکون بیٹھا فون کو دیکھ رہا تھا۔ مگر میسج اتنے ہی سنجیدہ تھے۔ یہ الگ بات کہ اس کی کسی بات کو سیریس نہیں لیا جا رہا تھا۔

میں سمجھ گیا ہوں۔ اصل میں تو تم لوگ جیلس ہو رہی ہو، کہاں تم لوگ ایف اے پاس بے میں سپلی۔۔ کہاں امریکہ سے ڈگری لینے والی اتنی حسین لڑکی۔ تم لوگوں کا جیلس ہونا بنتا ہے۔

سپلی کا لفظ پڑھتے ہی خولہ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس نے مینیو پکڑا اور دو کلو بکرے کے گوشت کی کڑھائی آرڈر کر دی۔ ساتھ میں مچھلی کی سبجی کے ساتھ مسالہ چاول آرڈر کئے۔

اسی طرح سعدیہ نے باربی کیو کی یہ بھری ٹرے آرڈر کر دی ساتھ میں نان اور چٹنی وغیرہ۔

فلک شیر کی گھوری ایک سیکنڈ کے لیے کم نہ ہوئی۔ مرے دل سے اس نے ماہ رُخ کو کہا کہ وہ بھی اپنی مرضی سے کچھ آرڈر کرنا چاہے۔

ماہ رُخ س ے پہلے سعدیہ بولی۔

"ارے وہ بیچاری کیا جانے گی کہ یہاں پہ کیا مشہور ہے۔وہ ٹھہری پزا برگر

کھانے والی۔اور یہاں کا پزا ایک دم بکواس ہوتا ہے۔اسی لئے تو دیسی کھانے

والی جگہ پہ لے کر آئی ہوں۔ماہ رُخ تم کھانا کھاو گی تو یدا کرتی رہ جاو گی۔"

ماہ رُخ ناک چڑھا کر بولی۔

"فلک شیر پلیز میرے لئے کوئی سبزی یا دال آرڈر کر دیں۔میں گوشت نہیں

کھاتی ہوں۔"

سعدیہ نے اس پہ بھی فوراً رائے زنی کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا آپ کی صحت سے تو نہیں لگتا ہے کہ آپ گوشت خور نہیں ہیں۔انسانی

جسم کے لیے پروٹین بہت ضروری ہے۔میرا مشورہ مانو تو آج سے ہی گوشت

کھانا شروع کر دو۔"

جتنا غصہ فلک شیر کو اس وقت سعدیہ اور خولہ پہ آیا ہوا تھا۔وہ اس نے کھانے پہ

اتارا۔پورا پورا انصاف کیا۔جس ڈش کی طرف خولہ ہاتھ بڑھاتی وہ اٹھا کر اپنے

آگے کر لیتا۔

سعدیہ تو اس کے ہاتھ پہ ایک جھڑ دیتی تھی، جبکہ خولہ نے اس سے اگلی سیاست لگاتے ہوئے۔ ہر دفعہ ماہ رُخ سے کہنا شروع کر دیا۔

ماہ رُخ پلیز کڑاھی تو پاس کر دیں۔

ماہ رُخ پلیز یہ کباب کا پلیٹر تو دینا۔

چانپوں کو دانتوں سے توڑتے ہوئے فلک شیر نے جن نگاہوں سے خولہ کو دیکھا ۔خولہ کو تو اس کے جنگلی پن پہ جھر جھری ہی آگئی۔ اس کو ایسا لگا جیسے وہ اس کا کلیجہ چبا رہا ہو۔

ماہ رُخ نے فلک شیر کی خوش خوراکی دیکھ کر ناک چڑھائی۔ سعدیہ کیسے موقع جانے دیتی۔ جیسے ہی وہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے گیا۔ سعدیہ نے وار کر دیا۔

ارے ہمارا بھائی ماشاءاللہ سے بچپن سے اتنا پیٹو ہے۔ ہم تو کبھی بھی فریج سے بکرا ختم نہیں ہونے دیتے ہیں۔ تمہیں سب ڈشیں سیکھنی ہوں گی۔ یہ تو ہفتے میں دو دفعہ پائے کھاتا ہے۔ ایک دفعہ حلیم کھاتا ہے۔ ایک دفعہ نہاری کھاتا ہے۔ بریانی

تو ہر دوسرے دن بنتی ہے۔ میٹھے میں اس کو رس ملائی پسند ہے۔ گلاب جامن پہ آئس کریم ڈال کر کھاتا ہے۔ سب سے اہم بات یہ کہ اس کو باہر کے کھانے بالکل پسند نہیں ہیں، فلک شیر کہتا ہے وہ عورت ہی کیا جس کو کھانا بنانا نہ آتا ہو۔ فلک شیر کو آتا دیکھ کر خولہ نے اشارہ کر دیا۔ سعدیہ خاموش ہو گئی۔

تب ہی لڑکا چائے لے کر آ گیا۔

چائے پی رہے تھے اور بل آ گیا۔

ساٹھ ہزار پچانوے روپے دیکھتے ہی سعدیہ کو اچھو لگتے لگتے رکا۔

خولہ بولی۔

سعدیہ باجی چلیں ''ہم رکشہ لے کر چلتے ہیں، تاکہ واپسی پہ یہ دونوں پرایوسی'' میں اپنی باتیں کر سکیں۔

سعدیہ نے ایک منٹ نہ لگایا فوراً اٹھ کھڑی ہوئیں۔

فلک شیر نے پانی کا گلاس پی کا اپنا غصہ کم کرنے کی کوشش کی۔ نکلتے نکلتے بھی سعدیہ نے لڑکے کو بول کر بچا ہوا سارا کھانا پیک کروالیا۔

رکشے سے گھر جاتے ہوئے خولہ کا ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا۔ کھانا اتنا پیٹ

بھر کر کھایا ہوا تھا کہ ہنسا بھی نہیں جا رہا تھا۔

سعدیہ ایک ہی بات کئے جا رہی تھی۔

میرا بھائی مجھے معاف نہیں کرے گا۔ بہتر یہی ہے اس کے گھر آنے سے پہلے میں

اپنے کسی دور کے رشتے دار کے گھر چلی جاؤں۔

خولہ بولی۔

باجی میں بہت زیادہ خوش ہوں۔ اس انسان نے جتنا میرا خون جلایا ہے۔ جتنے"

تعنے مار مار کر ناک میں دم کرتا رہا ہے۔ آج سارے حساب پورے ہو گئے" ہیں

۔ پتا اس دن یہ منہ اٹھا کر دروازے پہ آ گیا۔ فواد بھائی نے مریم باجی کی بے عزتی

کر دی کہ گھر میں جوان بہن ہے۔ یہ لڑکا ہمارے گھر کیوں آ رہا ہے۔

عام طور پہ یہ ایسی حرکتیں کرتا نہیں ہے۔ نہ جانے کیوں ایسا ہوا۔ مجھے نہیں لگتا

اس نے سوچ سمجھ کر ایسا کیا ہو گا۔

جس رکشے میں وہ لوگ بیٹھی تھیں۔وہ ہواوں میں اڑتا ہوا جا رہا تھا۔دونوں کے سائیڈ دروازے بند تھے۔پھر بھی گردن جھکا کر سامنے سے باہر دیکھا جا رہا تھا۔

خولہ نے نگاہ موڑ کر سعدیہ کو دیکھا،ساتھ ہی اس کے بازو پہ ہاتھ مار کر بولی۔

دیکھا۔۔!آپ سے ''اپنے بھائی کی برائی برداشت نہیں ہوتی ہے۔ساتھ ہی'' اس کی صفائیاں دینی شروع کر دی ہے۔میں تو اندر ہی اندر اس بات پہ بھی حیران ہوں کہ آج آپ نے کیسے اپنے بھائی کے خلاف جا کر اس کا خرچہ کروایا، اور اس کے رشتے میں چول بھی ماری ہے۔

سعدیہ بولی۔

ارے کبھی کبھی اپنوں کی بھلائی کے لیے ایسی حرکتیں کرنی پڑتی ہیں۔اس کی'' وجہ میں تمہیں وقت آنے پہ بتاوں گی۔''

اپنے بازار کو دیکھ کر سعدیہ نے رکشے والے کو آواز لگائی۔

''بھائی اس گلی میں جانا ہے۔او بھائی آگے نہ چلے جانا،ہماری گلی یہ ہے۔''

رکشے والا پٹھان گردن موڑ کر بولا۔

او باجی کانوں کے پردے کیوں پھاڑتی ہے۔ایک دفعہ میں مجھے سنائی دیتا ہے۔

گلی میں جاتے ہی رکشہ کھلے گٹر میں پھنس گیا۔پٹھان فوری نیچے اتر کر بولا۔

تم کو اگر اتنا شوق ہے باجی کہ رکشہ تم کو گھر کے سامنے ”چھوڑ کر آئے تو کم از“ کم اپنے گڑ تو ٹھیک کرو۔میری نئی گاڑی خراب کروانے لگی ہو۔ابھی میں ڈبل کرایا لوں گا۔

ہوں دیتی ہوں میں ڈبل کرایہ میری کیا کمیٹی نکلی ہے جو یوں پیسے بانٹتی پھروں گی۔میرے بیگ میں بس یہ آخری ڈیڑھ سو بچا ہے لینا ہے تو لو۔نہیں تو میں یہ بھی واپس رکھ دیتی ہوں۔ویسے بھی بات تو گھر کے سامنے اتارنے کی ہوئی تھی ۔ابھی چار میل دور مجھے چل کر جانا پڑے گا۔

پٹھان اپنے رکشے کو کھڈے سے نکال کر گلی کے آخری دنوں میں دیکھتے ہوئے بولا،

او باجی خدا کو مانو، کیا تم نے مرنا نہیں ہے؟ چار گز کا فاصلہ ہے اس کو تم چار“ ”میل بول رہی ہو۔

سعدیہ تیزی سے اپنے گھر کی طرف جاتے ہوئے بولی،

ہائے بھائی کا خرچہ کروا کر آئی ہوں۔ لگتا ہے اس کے دل سے بددعائیں نکل رہی ہیں۔

خولہ سعدیہ کے ساتھ ان کے گھر گئی۔ کیونکہ لائٹ گئی ہوئی تھی۔ شام کے وقت مدھم سا اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔اس نے مریم کو میسج کر دیا کہ وہ سعدیہ کے گھر پہ ہے۔ جیسے ہی لائٹ آئے گی وہ گھر آجائے گی۔

صبا کو ساری واردات کے بارے میں بتاتے ہوئے دونوں ایک دفعہ پھر سے ہنسے لگیں۔

جیسے ہی وہ دونوں وہاں سے نکل کر گئی ہیں۔ فلک شیر نے ایک دم سکھ کا سانس لیا۔ماہ رُخ کے سامنے اپنی ساخت کا کچومر بنتے دیکھنے کے بعد بھی اس کو اپنی ذات پہ اتنا سا اعتماد تو ضرور تھا کہ اگر اس کو چند پل اکیلے میں مل گئے ہیں تو وہ ماہ

رُخ کو ایک دفعہ پھر سے شیشے میں اتارنے کی کوشش ضرور کرے گا۔اور ایسا آج تک کبھی ہوا نہیں تھا کہ اس نے کسی خاتون کو متاثر کرنے کی کوشش کی ہو اور اس کوشش میں وہ ناکام ہوا ہو۔

گاڑی کو بے مقصد مختلف سڑکوں پہ گھماتے ہوئے وہ ماہ رُخ سے اس کی پسند نا پسند کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔

میری بہن سعدیہ کو دورے پڑتے ہیں۔آپ نے دیکھا ہو گا میں نے ایک دفعہ بھی ان کو روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ان کی بات ست اختلاف کیا جائے تو وہ چیخنا چلانا شروع کر دیتی ہیں۔میرے علاوہ ان کا کوئی بھائی جو نہیں ہے۔اس لیے مجھے ان سب کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔مگر میں جتنا بھی نرم دل واقع ہوا ہوں۔بیوقوف ہر گز نہیں ہوں۔میں اپنی بیوی کو اس ماحول میں نہیں رکھوں گا۔مجھے کل کو اپنی ذاتی زندگی میں کسی کی بھی مداخلت پسند نہیں ہو گی۔چاہے مداخلت کرنے والی میری بہنیں ہی کیوں نہ ہوں۔

ماہ رُخ کی امید کچھ بحال ہو گئی تھی وہ بولی۔

ان خاتون کی باتیں سن کر تو مجھے آپ کی ہونے والی بیوی پہ رحم آرہا تھا۔ اگر تو'' آپ مجھے یہ سب باتیں نہ بتاتے کہ سعدیہ مریض ہیں۔ میں تو یہی سوچ رہی تھی کس قدر ٹوکسک ماحول ہو گا۔ چلیں سگی نند ہو تو انسان مروت کے مارے کچھ عرصہ برداشت کر بھی لیتا ہے۔ یہ خاتون تو بالکل ہی آوٹ آف داوے جا کر اتنا حق جتا رہی تھیں۔ منہ بولی خالہ کی بیٹی یہی کہا تھا نہ اس نے؟ "

اور وہ جو اس کے ساتھ لڑکی تھی۔ جسے نہ جانے کون سے لطیفے یاد آرہے تھے۔ اس کے دانت ہی اندر نہیں ہو رہے تھے۔ اور دونوں کھانا ایسے کھا رہی تھیں جیسے ان کے باپ کا ولیمہ چل رہا ہو۔

میز کے نیچے سے فلک شیر نے آخری دو باتیں ریکارڈ کر کے خود کو ہی دوسرے فون ہی بھیج دیئے۔

بظاہر وہ نرمی سے مسکرا رہا تھا، مگر دل میں وہ سوچ رہا تھا لڑکی کا بس چہرہ ہی خوبصورت ہے۔

اس نے باتوں باتوں میں ماہ رُخ کو اتنا دوستانہ موحول دیا تھا کہ وہ اس کے ساتھ سیلفی لینے پہ رضامند ہو گئی۔

اس سیلفی کو گروپ میں بھیج کر نیچے لکھا۔

کچھ لوگ اس خوبصورت جوڑے کو ایک ہوتا نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ان کے ارمان کبھی پورے نہیں ہوں گے۔

پونے نو بجے اس کے ماہ رُخ کو اس کے گھر کے باہر اتارا۔اس وقت تک وہ مکمل زہن بنا چکا تھا کہ اس کو اس رشتے کے حوالے سے کیا فیصلہ لینا ہے، مگر وہ اس بات کا اظہار فلحال نہیں کرنا چاہتا تھا۔

******

صبا بالکونی پہ اکیلی بیٹھ کر ہاتھ والی سویاں بنا رہی تھی۔ نگاہیں دور افق پہ اڑتے پرندوں کو دیکھنے میں مصروف تھیں۔آٹے ہاتھ میں پکڑا اسو کھ رہا تھا۔زہن اپنی

الگ محفل سجا کر بیٹھا ہوا تھا۔ اتنی پیاری ہوا چل رہی تھی اس کو پنکھا چلانے کی ضروت بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

سعدیہ نے اندر سے دو دفعہ سر نکال کر بہن کو مراقبے کی حالت میں دیکھا ضرور تھا۔ مگر کوئی کمنٹ پاس نہیں کیا۔ دل میں وہ بہت دنوں سے ایک الجھن کا شکار تھیں،۔ مگر ان کو اس کو کوئی سرا نظر نہیں آر ہا تھا کہ آیا ان کی بہن ایک دم سے یوں خیالوں میں گم کیوں رہنے لگی ہے۔

نہ ہی وہ کئی دنوں سے ٹک ٹاک پہ لائیو ہوئی تھی۔ نہ کوئی ولاگ ریکارڈ کیا تھا۔ مسلسل ایک خاموشی کی چادر اوڑھے ہوئے تھی۔ پہلے تو وہ یہ سوچ کہ چپ رہی کہ صبا بیمار تھی شاید اس لیے اس کا رویہ ایسا ہو رہا ہے۔ مگر اب تو وہ اچھی بھلی ہو چکی تھی۔ مگر خاموشی کا روضہ نہیں ختم ہو رہا تھا۔

کپڑے استری کرنے کا سلسلہ درمیان میں ہی روک کر سعدیہ استری کا تار نکال کر باہر آکر بہن کے برابر بیٹھ گئی۔ اس کے ہاتھ سے آٹا لے کر اس کی لمبی سی تار بنانے لگی۔

صبا تھوڑی سنبھل کر سیدھی ہو بیٹھی۔بہن کے ہاتھ سے تار لے کر سویاں بنانے لگی۔

سعدیہ نے پر سوچ آواز میں بات شروع کی۔

صبا۔۔مجھے تم نے ایک بات سچ سچ بتانی ہے۔

صبا نے بہن کا چہرہ دیکھا۔اور گہری سانس لے کر بولی۔

”ہاں۔۔ایسی کیا بات ہے جو یوں سنجیدگی سے پوچھنی پڑ رہی ہے۔“

سعدیہ نے سویاں بناتے ہوئے بہن کا چہرہ پڑھنا نہیں بند کیا۔

کیا ہمارے درمیان کوئی ان دیکھی دیوار آگئی ہے صبا؟

صبا نے تھوڑا پریشان ہو کر بہن کو دیکھ کر کہا۔

”نہیں تو۔“

پھر جو کچھ اپنے دل و دماغ پہ سوار کئے پھر رہی ہو۔آسان ترین الفاظ میں مجھے بتا دو۔تاکہ میں تمہاری مدد کر سکوں۔کیونکہ جب تک مجھے معاملے کا علم نہیں ہوگا

میں خود سے ہی اندازے لگا لگا کر پریشان ہوتی رہوں گی۔ کیا جب تم ڈاکٹر کے پاس گئی تھیں۔ اس نے کسی خطرناک بیماری کی تشخیص کر دی ہے؟

صبا مجروح سا مسکرا کر بولی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔"

تو پھر کیا بات ہے؟

صبا چونکے اتنے دن سوچ سوچ کر تھک گئی تھی۔ اس لئے زبان سے نکل گیا۔

کیا آپ کو میری دوست روبینہ کا بھائی یاد ہے؟

سعدیہ ایک دم ہاتھ روک کر سوچنے لگی۔ زبان سے نام کو دہرایا بھی،

روبینہ۔۔؟ نام سنا سنا سا لگ رہا ہے۔ مگر یاد نہیں آرہا۔

صبا آنکھیں گھما کر بولی۔

"یار میری ایک ہی تو بسٹ فرینڈ رہی ہے۔ تم اس کو بھی بھول گئی ہو۔"

تم کہیں اس لڑکی کی بات تو نہیں کر رہی ہو۔ جس کی شادی پہ تم نہیں گئی تھیں۔

کیونکہ تمہیں اس کا بھائی پسند تھا۔

صبا چڑ کر بولی۔۔

ہاں مزید اونچی آواز میں بولو تاکہ ساری گلی سن لے۔

"اچھا آگے کی بات بتاو۔ تمہاری اداس شکل کا اتنے سالوں بعد تمہاری دوست

سے کیا لینا دینا بنتا ہے"؟

صبا بے دلی سے سویاں بناتے ہوئے بتا رہی تھی۔

اس دن فلک مجھے جس ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا تھا۔ وہ روبینہ کا بھائی تھا۔

ہیں وہ لڑکا ڈاکٹر ہے؟

ہاں۔۔

"اچھا، تو تم کہنا چاہ رہی ہو، اس لڑکے کو اتنے سال بعد بھی تم پسند کرتی ہو؟ دیکھ

کر اداسی کا دورہ پڑ گیا؟" مگر تم نے تو مجھے ہمیشہ سے یہی کہا کہ تمہارے شادی نہ

کرنے کے پیچھے اس لڑکے کا ہاتھ نہیں ہے۔

صبا نے ماتھا پیٹ لیا۔

سعد و تم بولنے سے پہلے سوچتی کیوں نہیں ہو؟ مجھے بات تو پوری کرنے دو، بیچ میں ہی اپنی پیشن گوئیاں دینے لگ جاتی ہو۔

سعدیہ کو بہن کا انداز بالکل نہ بھایا اس لیے واپس وار کرتے ہوئے بولی۔

''اچھا مہارانی جی آپ بات پوری کریں۔''

ڈاکٹر مصدق کی امی کی وفات ہو گئی ہوئی ہے۔ مگر جس بات نے مجھے صدمے کا شکار کیا ہے۔ یار ان کی زوجہ بھی حیات نہیں ہیں۔ وہ اتنی خوبصورت لڑکی کیسے مر گئی۔

سعدیہ گہری سانس لیتے ہوئے بولی۔

جیسے سب لوگ مرتے ہیں میری جان وہ بھی ویسے ہی مر گئی ہیں''۔ یاد ہے'' جب امی جی گئی تھیں کتنے مہینے مجھے یقین ہی نہیں آیا تھا۔ ہر روز مجھے صبح اٹھانے والی ماں کو ایک دن میں اٹھانے گئی ہوں تو پتا چلا ان کو وجود تو ٹھنڈا برف پڑا ہوا ہے۔ اف اللہ کو میرے دل و دماغ پہ بیتی وہ میں ہی جانتی ہوں۔

ڈاکٹر کی بیوی کو کیا ہوا تھا؟ ہم لوگوں کو علم ہوتا تو ضرور افسوس کرنے جاتے۔

صبا بولی۔

ہمیں تو اب پتا چلا ہے۔ وہ بھی بائے چانس۔ روبینہ تو باہر چلی گئی ہے۔ مگر اس'' کو میرے گھر کا تو علم ہی ہے اگر واپس آکر رابطہ کرنا چاہتی تو کر سکتی تھی۔ جب اس نے کوشش نہیں کی تو میں بھی زندگی میں مصروف ہو گئی۔ کبھی بھولی بسری یاد کی طرح ذہن سے گزر جاتی تھی۔ مگر اس دن مصدق صاحب کو دیکھ کر ماضی واپس زندہ ہو گیا ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب دیکھنے میں ''آج بھی ویسے ہی ہیں۔ بس گزرے وقت نے ان کے بال سفید کر دیے ہیں۔ اپنوں کو کھونے کے غم آنکھوں میں حزن سا بھرا ہوا ہے۔

سعدیہ نے بہن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم اتنی غور سے ڈاکٹر کو معائنہ کر آئی ہو؟''

میری تو نگاہ ان کے چہرے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی۔ جی چاہ رہا تھا پلک جھپکے بغیر دیکھتی رہوں۔

آئے ہائے پرانی پسند تو نہیں جاگ گئی۔

ارے نہیں۔ایسا کچھ نہیں ہے، مگر احساسات عجیب سے ہو رہے ہیں۔

تو اسی لئے فلک شیر مجھے کہہ رہا تھا کہ اپنی بہن کو عقل سکھاوں ادھر منہ کھول کر میرے ڈاکٹر دوست کو گھورتی رہی تھی۔میں نے تو اس کی بات ان سنی کر دی مجھے لگا یوں ہی تمہاری ٹانگ کھینچ رہا ہے۔

اس کی تو بات ہی نہ کرو۔اس کے اندر کی پھاپھا کٹنی عورت جو ہے ناوہ ہر عام سی بات کو بھی دس گنا بڑھا چڑھا کر کرتا ہے۔

سعدیہ کو ہنسی آگئی۔کیونکہ فلک شیر اس دن کے واقعے کے بعد ان کے ساتھ مکمل ناراضگی دکھا رہا تھا۔

سعدیہ نے بہت غور سے اپنی بہن کو دیکھا اور دل میں ایک فیصلہ کر لیا۔

جیسے ہی شام گہری ہوئی سعدیہ نے بالکونی سے دیکھ لیا کہ فلک شیر کی گاڑی گیراج میں موجود ہے۔دوپٹہ اتار کر سفید کاٹن کی چادر اوڑھی اور صبا کو ابھی آتی ہوں کا کہہ کر گھر سے نکل آئی۔

گلی میں پوری روشنی تھی کیونکہ انہوں نے خود سے بلب لگائے ہوئے تھے تاکہ بچوں کو پریشانی نہ ہو۔ جیسے ہی گیٹ کے ساتھ لگی بیل پہ ہاتھ رکھا ان کو کرنٹ کا شاک لگا۔

ہلکی سی چیخ نکلی۔ ساتھ غصے سے گیٹ بجا دیا۔

نوازش نے ہال کا دروازہ کھول کر وہیں سے دہائی دی۔

کون ہے؟

سعدیہ نے گیٹ کے اوپر سے منہ نکال کر اس کو کہا۔

"دروازہ کھولو۔"

وہ سپیڈ سے بھاگتا آیا۔

تم لوگوں نے اپنی بیل کب ٹھیک کروانی ہے؟ جب کوئی نہ کوئی اس سے چپک کر مر جائے گا؟

ماموں کہتے ہیں اس بیل سے صرف منافقوں کو کرنٹ پڑتی ہے۔ کیونکہ وہ تو روز یہی بیل استعمال کرتے ہیں۔ انہیں کبھی شاک نہیں لگا۔

تمہارے ماموں کا کوئی فرمان کبھی سیدھا بھی ہوا ہے ؟ہمیشہ الٹی بات کرتا ہے۔

ساری فیملی ڈنر کے بعد سٹٹنگ روم میں ٹی وی دیکھ رہی تھی۔فاطمہ نے سعدیہ کو دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اُٹھ کر اس کا استقبال کیا اور پھر اپنی جگہ پیش کر دی۔

فلک شیر آواز سے ہی پہچان گیا تھا،اس لیے ایسے بن گیا جیسے اس وقت ٹی وی پہ بہت اہم معلومات دی جا رہی ہیں اگر ایک لفظ بھی مس ہو گیا تو دنیا تباہ ہو جائے گی۔

فاطمہ نے سعدیہ سے پوچھا،

کھانا کھائیں گی یا کچھ ٹھنڈا پینے کو لاوں ؟فالسے کا جوس بنایا تھا ابھی بھی فریج ‘‘ میں پڑا ہوا ہے۔

’’نہیں سادہ پانی پلا دو۔

فلک شیر بڑبڑایا۔

ابھی دو دن پہلے ہی تو کسی ''یتیم کی حلال کمائی پہ ہاتھ صاف کیئے ہیں اتنی جلدی''
بھوک کیسے لگے گی۔لوگوں کے اندر جو دوزخ جل رہا ہے سن لو وہ پانی سے بھی
ٹھنڈا نہیں ہو گا۔

سعدیہ بے نیازی سے بولی۔

تم جو مرضی کہو۔مجھے دوبارہ سے موقع ملا میں پھر ''سے ایسا ہی کروں گی۔''

وہ ایک دم ان کی طرف مڑا۔

کیوں ؟کیا مجھے بھی ساری عمر اپنی طرح اکیلا رکھنا ہے ؟میرے گھر پہ کوئی کھانا''
پکانے والی نہ آئے ؟اور میرے بچے جو لیٹ ہو رہے ہیں ان کا کیا؟ہاں ؟''کیا
مرد کو درد نہیں ہوتا؟اچھی خاصی لڑکی ملی ہے۔مگر آپ کو نہ جانے کیا سوجھ رہی
ہے۔

سعدیہ نے پوچھا،

کیا بہن پہ اعتبار نہیں ہے ؟

بہن نے ایک دن میں میرا ساٹھ ہزار خرچہ کروادیا اس کے باوجود میں اس کا اعتبار کروں؟ کیا میں اتنا عقل سے پیدل ہوں۔

وہ تو تمہاری سزا تھی۔ بہنوں نے منع بھی کیا تھا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے وکیلنی کو ڈنر شنر کرانے کی مگر تمہاری جان کو کون سا سکون ہوا تھا۔ اب بھگت لیا انجام۔ میں تمہیں پہلی اور آخری دفعہ بتا رہی ہوں۔ میں نے جو لڑکی تمہارے لئے پسند کر رکھی ہے وہ ہر حال میں اس امریکہ پلٹ سے بہتر ہی ہے۔

وہ ابھی تک سعدیہ کو مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ مزید پوچھا،

"اس کا نام بتائیں؟"

سعدیہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کشن اٹھا کر اپنی گود میں رکھ کر اس کے ڈیزائن پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے نفی کی۔

"بالکل نہیں۔"

وہ دوبارہ سے لاتعلق بنتے ہوئے بولا۔

خیر جسے مرضی پسند کرو۔ شادی میں نے اپنی مرضی سے کرنی ہے۔اچھا ہوا "آپ نے آگئی ہے۔ آپ کی گاڑی ٹھیک ہو گئی ہے۔ میں ابھی بل آپ کے گھر بھیجنے والا تھا۔"

اس نے جیب میں سے ایک رسید نکال کر سعدیہ کی جانب بڑھائی۔

سعدیہ آنکھیں میچتے ہوئے رسید پڑھنے کی کوشش میں بولی۔۔

یہ کتنا بل بنادیا ہے؟ میری گاڑی میں تو اتنا مسئلہ ہی نہیں تھا۔

ستر ہزار کا بل بنا ہے۔ گاڑی کی بیٹری نئی ڈالی ہے۔ ریڈیٹر نیا پڑا ہے۔ باقی بھی کئی چھوٹی چھوٹی چیزیں سیٹ ہونے والی تھی۔

سعدیہ نے رسید واپس اس کی گود میں پھینکتے ہوئے کہا۔

سمجھ گئی ہوں۔ تم اپنے پیسے نکلوا رہے ہو۔ مگر یاد رکھنا میں تمہیں پیسے دینے کی "بجائے گاڑی ہی بیچ دوں گی۔"

گاڑی کے پلے ہے کیا جو بیچنا ہے؟ اس کا کوئی پچاس ہزار بھی نہیں دے گا۔

میری بات مانو تو سکریپ والے کو دے دو۔

چل اپنے مشورے اپنے پاس رکھو۔میں تو اپنے ابا کی نشانی کو کبھی نہ دوں۔مجھے کوئی ایک کڑوڑ بھی آفر کر دے میں تب بھی کسی کو یہ گاڑی نہ دوں۔

فلک شیر مذاق اڑانے کے انداز میں بولا۔

اجی جانے دیں۔ایک کڑوڑ کبھی دیکھا ہے؟" خیر چھوڑیں۔مجھے لڑکی کا نام بتا"

دیں۔

سعدیہ نے پھر سے نفی کرتے ہوئے کہا

نام پتا میں وقت آنے پہ بتاوں گی۔ابھی تو مجھے تم سے ایک اور ضروری بات"

"کرنی ہے۔

فاطمہ نے پانی کا گلاس سعدیہ کے حوالے کیا اور وہیں دوسرے صوفے پہ بیٹھ گئ

۔

وہ کالر ٹھیک کرتے ہوئے بولا۔

"جی فرمائیں۔۔"

سعدیہ نے گھور کر دیکھا۔

زیادہ شوخے ہوئے ناتو ابھی کہ ابھی جوتا اتار لوں گی۔

بہنیں جو مرضی کرتی رہیں۔ بھائی بچارہ شوخا بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ کیا بات ہوئی۔

دو منٹ سنجیدگی سے میری بات سن لو۔

جی۔

ڈاکٹر مصدق کیا تمہارا دوست ہے ؟اور کب سے تم اس کو جانتے ہو ؟

فلک پوری طرح متوجہ ہو گیا۔

آپ کیوں پوچھ رہی ہیں ؟

پہلے مجھے میرے سوال کا جواب دو، پھر میں تمہیں بتاوں گی میں کیوں یہ سب پوچھ رہی ہوں۔

ڈاکٹر مصدق کو میں پچھلے پانچ چھ سال سے جانتا ہوں۔ایک دفعہ میری بائیک پنچر ہو گئی تھی۔انہوں نے مجھے لفٹ دی تھی۔اس کے بعد میں نے شکریہ کے طور پہ ان کو ڈنر کروایا۔ پھر انہوں نے مجھ سے گاڑی خریدی،اس کے بعد ہر دو

ماہ بعد کہیں نہ کہیں ملاقات ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے گھر میں اکیلے رہتے ہیں۔ ایک بہن ہے وہ ملک سے باہر ہوتی ہیں۔ والدین حیات نہیں ہیں۔ شادی ہوئی تھی مگر زوجہ کینسر سے ہار کر دنیا سے چلی گئیں۔ اب وہ اکیلے ہی ہوتے ہیں۔ انتہائی خوبصورت شخصیت کے بہت ملنسار انسان ہیں۔

سعدیہ غور سے سن رہی تھیں۔ تھوڑی دیر خوموشی سے سوچتی رہیں پھر بتانے لگیں۔

ڈاکٹر صبا کی دوست کا بھائی ہے۔ کالج کے دنوں میں صبا ڈاکٹر کو پسند کرتی تھی۔ مگر ڈاکٹر کی شادی ہو گئی۔ اس کے بعد صبا نے دوبارہ کبھی اس کا زکر نہیں کیا۔ بلکہ اس کی بہن سے ملنا بھی چھوڑ دیا۔ فلک شیر میں چاہتی ہوں تم ڈاکٹر سے بات کرو۔ کیا وہ دوبارہ شادی کرنا چاہتا ہے؟ اگر وہ ہاں میں جواب دیتا ہے تو میں کسی نہ کسی طرح صبا کو منالوں گی۔

فلک شیر سمجھتے ہوئے بولا۔

میں بھی کہوں اس دن صبا کو کیا ہو گیا تھا جو ڈاکٹر کو دیکھ کر حیران پریشان ہو گئی تھی۔

کیا آپ کو لگتا ہے کہ صبا اب بھی ڈاکٹر مصدق کو پسند کرتی ہیں؟

سعدیہ نے ہاتھ اچکا کر کہنا شروع کیا،

کسی کے دل میں کیا ہے۔ کوئی کیسے جان سکتا ہے۔ مگر میری بہن نے ابو جی کی بیماری میں مجھے اکیلا چھوڑ کر جانے سے انکار کرتے ہوئے شادی سے مسلسل انکار کیا، بعد میں وہ بولی کہ اب میں کسی بھی آدمی سے شادی نہیں کر سکتی ہوں کیونکہ عمر کے ساتھ ساتھ انسان میں برداشت کا مادہ کم ہوتا جاتا ہے۔ اب وہ بہت سوچ سمجھ کر کسی انسان کو اپنی زندگی میں شامل کرے گی۔ میں نے رشتے ڈھونڈنے چاہے۔ مگر مجھے لگتا ہے اس نے اپنے دل میں جو ایک معیار بنا لیا ہوا تھا ۔ اس معیار پہ ڈاکٹر مصدق کے علاوہ کوئی پورا نہیں اترا ہے۔

فاطمہ پہلی دفعہ گفتگو میں شرکت کرتے ہوئے بولی۔

اس سے اچھی کیا بات ہو گی اگر ڈاکٹر اور صبا کی شادی ہو جائے۔ کیونکہ صبا"

جیسی دھیمے مزاج کی پیاری حسینہ "ڈاکٹر صاحب جیسے سوبر انسان کے ساتھ بہت

پیاری لگے گی۔ میں ڈاکٹر صاحب سے ملی ہوئی ہوں۔ بہت کم گو ہیں۔ مگر بڑے

اچھے انسان ہیں بہت ادب اور تمیز سے بات کرتے ہیں۔

فلک شیر ٹانگ پہ ٹانگ جما کر پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھتے ہوئے بولا۔

تم لوگوں "اپنی جگہ ٹھیک ہو۔ مگر میری پوزیشن بھی تو دیکھو۔ کیا یہ اچھا لگے"

گا کہ میں ڈاکٹر سے اپنی بہن کے رشتے کی بات کروں؟

سعدیہ نے سمجھایا۔

تم اس سے صرف اس کی مرضی جانو آیا وہ شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے یا نہیں۔

اور اس سے اس کی بہن کا فون نمبر مانگ لینا۔ باقی کی بات میں اس کی بہن سے

کر لوں گی۔

یہ بھی ٹھیک ہے۔

ابھی وہ یہی باتیں کر رہے تھے جب مریم کا بڑا بیٹا روتا ہوا آ گیا۔

فلک چاچو۔۔!! باہر آئیں۔۔ہائے فاطمہ خالہ۔۔

سب سے پہلے فلک شیر جوتے پہنے بغیر باہر کو بھاگا تھا، اس کے پیچھے فاطمہ اور سعدیہ دل تھامیں بھاگی چلی آئیں۔

خولہ دیوار کی دوسری طرف کھڑی کانپ رہی تھی۔

فلک شیر نے بچے کے آنسوؤں سے تر چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لے کر پوچھا،

”کیا ہوا ہے؟“

ماما اور بابا ڈاکٹر کے پاس گئے تھے۔ راستے میں ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ سڑک سے دکان والے انکل گھر بتا کر گئے ہیں۔

دیکھتے ہی دیکھتے افراتفری مچ گئی۔ فلک شیر واپس گھر کے اندر بھاگا گیا۔ جوتا پہنا گاڑی کی چابی لی۔ جیب میں پیسے رکھے۔

اس کے ساتھ ہی فاطمہ اور سعدیہ گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئیں۔ صبا کو کہا کہ وہ خولہن سمیت سب بچوں کا خیال کرے۔

صبا نے دروازے بند کئے اور خولہ کی طرف آ گئی۔ فاطمہ کے بچوں کو بھی ادھر ہی بلا لیا۔

سب بچوں کو وضو کروا کر دعا کرنے پہ لگا دیا۔

خولہ چھپ چاپ ایک جگہ بیٹھی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

ابھی تک صرف یہی معلومات تھیں کہ حادثہ ہوا ہے اور دونوں کو اسپتال لے کر جایا گیا ہے۔ حادثے کی نوعیت کیا ہے۔ چوٹیں کتنی آئی۔ حالت کیسی ہے؟ اسی لئے وسوسوں نے جان سولی پہ لٹکائی ہوئی تھی۔ صبا مسلے پہ بیٹھ کر اللہ کی بارگاہ میں دعا گو تھیں۔ آہستہ آہستہ چھوٹے بچے سو گئے۔ کہاں آٹھ بجے وہ لوگ گھر سے گئے تھے۔ اور اب رات کے بارہ بج رہے تھے، کسی نے کال تک نہ کی تھی۔

صبا نے کال کی تو کہا رک کر تمہیں کال کرتے ہیں۔

ایک بجے باہر گاڑی رکی۔

صبا اور خولہ نے ڈرتے ڈرتے دروازہ کھولا۔

فلک شیر کی گاڑی تھی مگر سعدیہ اور صبا آئیں تھیں۔ دونوں کے چہرے پہ پریشانی صاف رقم تھی۔ آنکھیں رونے کی چغلی کھا رہی تھیں۔

خولہ ان کو اکیلا دیکھ کر وہیں فرش پہ بیٹھتی چلی گئی۔

سعدیہ نے آگے بڑھ کر اس کو پکڑ کر تسلی دیتے ہوئے بتایا۔

اللہ کا کرم ہے۔ اس نے بہت رحم کیا ہے۔ دونوں کی جان بچ گئی ہے۔ مریم کو'' تو اللہ کا ''شکر ہے معمولی خراشیں آئی ہیں۔ مگر ہم نے کہا کہ آج رات وہ ہسپتال میں ہی رہے، البتہ فواد بھائی کو کافی چوٹیں آئی ہیں۔ ٹانگ بھی ٹوٹی ہے۔ مگر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ نے جان بخشی ہے۔

صبا نے آسمان کی جانب ہاتھ اٹھا کر شکرانہ ادا کیا۔

فاطمہ بتانے لگی۔

ڈاکٹر سے واپسی پہ اپنے بازار میں داخل ہونے لگے تھے جب سپیڈ سے آتی کار نے ان کو ٹکر دی ہے۔ مریم اڑ کر دور جا گری ہے۔ جبکہ فواد بھائی کے اوپر موٹر سائیکل گری ہے اور وہ روڈ کے درمیان گھسٹتے ہوئے گئے ہیں۔

یہ شکر ہے کوئی اور گاڑی نہیں آگئی۔ ہماری سڑک تو دن رات اتنی مصروف ہوتی ہے۔ سڑک کراس کرتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔

فاطمہ مزید بتانے لگی۔

گاڑی میں نوجوان لڑکے تھے۔مار کر وہیں سے بھاگ گئے ہیں۔ مگر دکان والوں نے ان کی کار کا نمبر فلک شیر کو دے دیا ہے وہ تھانے میں رپورٹ کروادے گا۔ ابھی تو وہ فواد بھائی کی ٹانگ کے آپریشن تک وہیں رکے گا۔اس نے ڈاکٹر مصدق کو کال کی تھی کہ اگر اس کا کوئی واقف ڈاکٹر ڈیوٹی پہ ہو۔وہ بھی وہیں آگیا ہے۔ کیونکہ ہمارے یہاں یہ تو عام بات ہے پیسہ ہوتے ہوئے بھی جب تک آپ کی کہیں سلام دعا نہ ہو آپ کو کوئی پوچھتا بھی نہیں ہے۔

صبا نے سب کو اندر جانے کا شارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اندر چل کر بات کرتے ہیں۔“

سعدیہ بولی۔

میں کچھ چادریں" اور چائے پانی کا سامان لے کر واپس ہسپتال جا رہی ہوں۔"

فاطمہ کو چھوڑنے آئی تھی۔ تم لوگ دروازے بند کر لو، اب صبح ہی واپسی ہو گی۔

ابھی فلحال پریشانی کی بات نہیں ہے۔ سب آرام کرو۔ تاکہ ہسپتال میں اگر زیادہ

وقت رکنا پڑے تو ہم لوگ آپس میں شفٹ بانٹ سکیں۔

فاطمہ اور صبا گھر پہ بچوں کے ساتھ تھیں۔ کیونکہ بچے پہلے ہی مریم کی طرف سو

گئے ہوئے تھے۔ اس لیے صبا اور فاطمہ بھی وہیں رک گئیں۔

خولہ ضد کر کے سعدیہ کے ساتھ ہسپتال چلی آئی۔

جیسے ہی وہ لوگ سول ہسپتال میں داخل ہوئیں۔ فلک شیر باہر ہی مل گیا۔

کیونکہ وہ میڈیکل سٹور سے دوائی لینے آیا ہوا تھا۔

وہ ان دونوں کو ساتھ لے کر اندر وارڈ میں لے آیا جہاں پہ مریم کو رکھا ہوا تھا۔

مریم دوائی کے زیر اثر سو رہی تھی۔ رونے سے آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں۔

خولہ کے آنسو بے اختیار بہتے جا رہے تھے۔ جس پہ فلک شیر نے سعدیہ سے

سرگوشی کی۔

آپ دکھی آتما کو ساتھ کیوں لائی ہیں۔ یہاں کا ماحول پہلے ہی افسردہ ہے۔ اوپر سے یہ منہ بسور بسور کر دکھائیں گی۔

اس کی بات سنتے ہی خولہ کے آنسو چابی والے کھلونے کی طرح اسی وقت بند ہو گئے۔ ساتھ ہی خولہ نے اپنے پرس سے پچاس ہزار نکال کر فلک شیر کی طرف بڑھایا۔

اس نے سوالیہ نظروں سے زیادہ الجھی ہوئی نظروں سے اس کو دیکھ کر پوچھا۔

یہ کیا ہے؟

یہ کچھ پیسے ہیں۔ یہ رکھ لیں۔

فلک شیر نے سعدیہ کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔

لڑکی بہت دیالو ہے۔

پھر خولہ سے بولا۔

میڈم آپ یہ پیسے اپنے پاس رکھیں۔ اگر ہم کو ضرورت پڑی تو ہم آپ سے مانگ کر لیں گے۔

سعدیہ منہ چھپا کر مسکرا رہی تھیں۔ کیونکہ وہ جہاں تک فلک شیر کو جانتی تھی، اس کو علم تھا وہ خولہ سے پیسے نہیں لے گا۔

"السلام علیکم۔۔"

نئی آواز پہ سب کی توجہ اسی سمت ہو گئی۔

وعلیکم السلام ڈاکٹر مصدق یہ سعدیہ جی ہیں یہ صبا باجی کی بڑی بہن ہیں، میری بڑی بہن جیسی ہی ہیں۔، اور یہ خولہ جی ہیں یہ مریم باجی کی چھوٹی بہن ہیں۔

سعدیہ باجی یہ میرے دوست ہیں، ڈاکٹر مصدق۔

سعدیہ نے سر تا پیر ڈاکٹر کا جائزہ لیا۔ ڈاکٹر مصدق نے ان کی جائزہ لیتی نگاہوں کو محسوس کر لیا مگر کہا کچھ نہیں۔ وہ ان کو معلومات دینے لگے۔

فواد بھائی الگ وارڈ میں تھے۔" مریم الگ وارڈ میں تھی۔ دونوں کے درمیان" کاریڈور میں ایک بینچ پہ چار لوگ براجمان تھے۔ سب سے پہلے ڈاکٹر مصدق اس کے ساتھ فلک شیر، اس کے بعد سعدیہ، آخر میں خولہ سمٹ کر جمی ہوئی تھی۔

اس ڈاکٹر کا انتظار تھا جس نے فواد بھائی کا آپریشن کرنا تھا، سٹاف کا کہنا یہ تھا، کہ

ڈاکٹر صاحب صبح نو بجے آئیں گے۔

بیچ میں باری باری وہ لوگ دونوں وارڈ کا چکر لگا آتے تھے۔ جیسے ہی آٹھ بجے

مریم اُٹھ گئی۔ رو رہی تھیں، سعدیہ اور فلک شیر نے تسلیاں دے کر چپ کروایا

، ساتھ یہ بھی نصیحت کی کہ فواد بھائی کو ان سے ہی مضبوطی ملنی ہے، اس لیے ان

کے سامنے جانے سے پہلے خود کو جذباتی طور پہ مضبوط کر لیں۔

فلک شیر سب خواتین کو گھر چھوڑ آیا۔ اس کا کہنا تھا کہ مریم باجی فواد بھائی سے

ملنے سے پہلے فریش ہوں جب تھوڑا سنبھل جائیں گی تب ہسپتال کا چکر لگا لیں۔

فواد کو جس وارڈ میں رکھا گیا تھا۔ وہاں تین مریض اور تھے۔ سب کے پردے

گرے ہوئے تھے،

فواد صاحب نے فلک شیر کو اپنے کمرے میں آتے دیکھ کر سب سے پہلے پوچھا۔

مریم کیسی ہے؟''

بالکل ٹھیک ہیں۔ آپ کے لیے ٹسوے بہا رہی تھیں، میں ''ان کو گھر چھوڑ آیا

ہوں۔ آپ کو علم تو ہے فواد بھائی خواتین کتنے چھوٹے دل کی ہوتی ہیں۔ میں ان کو آپ سے ملوانے لے آتا تو آپ کے چہرے کی خراشین دیکھ کر انہوں نے رو رو کر اپنا بی پی لو کر لینا تھا۔

فواد بہت زیادہ خاموش تھے۔

فلک شیر کو سعدیہ نے الوویرا جیل کا بتایا تھا کہ مسلسل فواد بھائی کے چہرے پہ لگاتے رہو، سب خراشیں ختم ہو جائیں گی۔ ابھی بھی وہ ان کی گال اور ماتھے پہ جیل لگا رہا تھا۔ فواد بھائی بولے۔

مریم کو کال کر کے کہنا تھا کہ "گھر پہ جو پیسے پڑے ہوئے ہیں وہ تمہیں دے۔"

فلک شیر نے فوراً پوچھا۔

"ایسی کیا ضرورت پڑ گئی ہے؟"

یہاں اسپتال میں دینے ہوں گے نا۔

بڑے بھائی آپ اپنا سارا فوکس اپنی صحت پہ رکھیں۔ باقی "فکریں ہمارے" لئے رہنے دیں۔

نہیں یار مجھے احسان لینا پسند نہیں ہے۔اور تم رات سے میرے لئے ہسپتال میں رکے ہوئے ہو۔

تو؟ اگر میں آپ کی جگہ ہوتا۔آپ بھی تو میرے لئے یہی سب کرتے۔

فواد نہ کہہ پائے کہ میں عیادت ضرور کرتا۔ مگر اسی وقت چلا جاتا۔

واد بھائی کی بہنیں ان کی عیادت کو آئیں۔خود بھی روئیں فواد بھائی کو بھی خوب رولایا۔اتنے بڑے مرد کو روتا دیکھ کر فلک شیر کا دل بہت خفا ہوا۔اس کے بعد اس نے یہ طہ کیا کہ جو کوئی بھی عیادت کے لیے آئے گا۔اس کو باہر سے ہی کوئی بہانہ بنا کر ٹرخا دیا جائے گا۔کیونکہ فواد بھائی کے ساتھ رہ کر ہر وقت وہ ان کو ادھر ادھر کی باتوں میں لگائے رکھا۔جیسے ہی کوئی عیادت کو آتا۔فواد بھائی کو یہ یار کروایا جاتا کہ وہ اپنے گھر کے اکیلے کمانے والے ہیں۔اگر ان کو کچھ ہو جاتا تو ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا کیا بنتا۔مریم بیچاری کیسے سب دیکھے گی۔

فلک شیر مہمانوں کے جانے کے بعد فواد بھائی کے سامنے ان کا مذاق اڑاتا۔

ارے جاہلو پالنے والا کوئی انسان تھوڑی ہے۔ پالنے والی ذات تو اللہ کی ہے۔ ماں باپ تو بس دنیا میں آنے کا ذریعہ بنے ہیں۔ پیدا کرنے والا تو اللہ ہے۔

ماں باپ کو بھی اللہ ہی پال رہا ہے۔ ہمارے اباواجداد کو بھی اللہ نے ہی پالا ہے۔

ایسی حوصلے والی باتوں سے وہ دوبارہ سے فواد بھائی کا موڈ ٹھیک کر دیتا تھا۔

ایک ہفتہ فواد بھائی ہسپتال میں رہے۔ اس دوران فلک شیر نے سوائے سعدیہ باجی کے کسی اور خاتون کو وہاں کا رخ کرنے نہ دیا۔ البتہ خود وہ اپنا سب کام دھندا چھوڑ کر چوبیس گھنٹے وہیں ان کے ساتھ رہا۔ صبح جواد بھائی کے اٹھنے سے پہلے گھر جاتا۔ نہادھو کر خود کھانا کھا آتا۔ ان کے لیے لے آتا۔ اس ایک ہفتے میں ڈاکٹر مصدق بھی کئی دفعہ وہاں آئے۔

جس دن ڈاکٹر نے چھٹی دی۔ فلک شیر نے فواد بھائی سے کہا۔

فواد بھائی میں نے ایک بات سوچی ہے۔ اور جب آپ اس کے پیچھے وجہ کو ”
“ سمجھیں گے تو آپ میری بات سے یقیناً اتفاق کریں گے۔

اب تمہارے زرخیز دماغ میں کیا نیا فشار آیا ہے۔جب سے میں یہاں قید ہوں۔

میرے سارے فیصلے تم ہی کر رہے ہو۔ جیسے میں تمہارا بچہ ہوں۔

فواد کو ان چند دنوں میں فلک شیر کی شخصیت کے وہ پہلو نظر آئے تھے۔جو عام

طور پہ شاید کبھی نہ دکھائی دیتے۔

وہ ان کو سمجھانے کی کوشش میں بولا۔

کیونکہ آپ کی ٹانگ ٹوٹی ہے۔ابھی پلاسٹر میں ہے۔اس لیے اگلا کچھ عرصہ ‘‘

آپ کو واش روم وغیرہ جانے میں مدد کی ضرورت ہو گی۔اب آپ کے گھر پہ

ماڑی کوڑی سی دو خواتین ہیں۔جو آپ کی مدد کے چکر میں آپ سمیت کہیں

گری ہوئی ہوں گی۔اور سچ پوچھیں تو میں ان پہ اس معاملے میں بالکل اعتماد نہیں

کر سکتا ہوں۔اور چونکہ آپ کے گھر پہ بقول آپ کے آپ کی جوان بہن رہتی

ہے تو مجھ لفنگے کا دن رات آپ کے گھر آنا جانا بھی مناسب نہ ہو گا۔اسلیے میں

نے ارادہ کیا ہے۔اگلے ایک ہفتے تک آپ میرے ساتھ میرے گھر پہ رہیں

گے۔ایک دفعہ آپ اپنے آپ واش ''روم تک جانے آنے لگ گئے۔تب آپ اپنے گھر جا سکتے ہیں۔

میرے گھر پہ اگر میں نہیں ہوا۔تو میرا کوئی دوست آجایا کرے گا۔ڈاکٹر مصدق روز چکر لگالیا کریں گے۔

''فواد بھائی کی آنکھیں بھر آئیں۔''

یار فلک شیر میں تو تمہیں بہت لاپرواہ اور لاابالی سالڑکا سمجھتا تھا یار۔تم نے تو مجھے میری ہی نظروں میں شرمندہ کر دیا ہے۔

بڑے بھائی اتنے متاثر نظر نہ آئیں۔اگر میں آپ کو بتاوں گا ناکہ میں نے کیا''

'' معرکہ سرانجام دیا ہے،آپ نے مجھے گالیاں دینی ہے۔

فواد چوکس ہوئے۔

کیا کر دیا ہے؟

وہ جو مسٹر فرعون نہیں ہیں۔عرف عام میں جنہیں آپ اپناسالہ شریف کہتے ہیں۔وہ اور ان کی گوچی کے بیگ والی بیگم آپ کی عیادت کو آئے تھے۔میں نے

باہر سے ہی بھیج دیا کہ آپ سو رہے ہیں۔اور ڈاکٹر نے کسی سے بھی ملنے سے منع کیا ہے۔

فواد نے ہاتھ ہلا کر کہا

" بہت اچھا کیا۔اس شخص کو دیکھ کر میرا بی پی بڑھ جاتا ہے۔"

فلک شیر ہنستے ہوئے بولا

بہت زیادہ پھوں پھاں کر رہے تھے صاب جی۔کہنے لگے تم کون ہو یہاں پر "

حکم صادر کرنے والے۔"

میں نے بھی کہہ دیا میں یہاں کا نیا سپر وائزر ہوں۔

اس بات پہ ان کو مزید غصہ آیا کہ میں ان کا مذاق اڑا رہا ہوں۔اتنے میں ان کی بیگم بولی۔

چلو چلیں "۔اس بتمیز کے منہ ہی کیوں لگنا۔"

فلک شیر نے انہی کے انداز میں بولا تو فواد بھائی کی ہنسی چھوٹ گئی۔اس کے ساتھ ہی بولے۔

بیٹااب تم ان کے سخت ترین ناپسندیدہ لوگوں میں شامل ہو چکے ہو۔جہاں نظر ''

'' آوگے۔وہ اپنی نفرت جتائیں گے۔

میں نے کون ساان کے ساتھ رشتے داری کرنی ہے۔نہ میراان سے کبھی دوبارہ

سامناہوناہے۔ویسے نااان کے ساتھ ان کے کوئی دوست بھی تھے۔

تم بہت ہی خطرناک آدمی ہو۔ایوں بیٹھے بٹھائے لڑائیاں مول لیتے ہو۔

فواد بھائی میں تواب کی بار آپ کی بہنوں کو بھی اندر نہیں آنے دوں گا۔ایک تو

جتنے لوگ اتنے نسخے،۔اتنے ہی مشورے،یہ کرو۔فلاں کھاو۔ہائے کس قدر

کمزور ہوگئے ہیں۔منہ نکل آیاہے۔یہ لوگ دنیامیں آئے ہی دوسروں کو

مشورے دینے ہیں۔خود چاہے کبھی عمل کیاہو یانہیں۔

فواد بھائی اس کے تپے انداز پہ کافی دیر تک بولتے رہے تھے۔

خولہ نے صبح سے کپڑے دھونے کی مشین لگائی ہوئی تھی۔ کیونکہ پچھلے دنوں میں کپڑے بہت جمع ہو گئے تھے۔ مریم باجی کی طبعیت بھی ٹھیک نہیں تھی۔ اس لیے زیادہ کام خولہ کے زمے ہی تھا۔ مگر اس میں صبا اس کے بہت مدد کر دیتی تھیں۔ سعدیہ باجی بھی کبھی ہسپتال جاتی کبھی گھر آ کر مریم کو سمجھاتی کیونکہ مریم بہت زیادہ ڈپریشن کا شکار ہو رہی تھی۔ اس لیے فاطمہ اور سعدیہ باجی ان کو ذہنی طور پہ مصروف رکھتی تھیں۔

سب کپڑے دھو کر چھت پہ ڈالنے کے بعد اوپر سے فرش اور مشین صاف کرنے کے بعد شاور لے کر باہر نکلی تو بھانجے نے اطلاع دی۔

نیچے ماموں آئے ہوئے ہیں۔ اور امی کو ڈانٹ رہے ہیں۔

وہ جو اپنے دھیان میں تیزی سے سیڑھیوں کی جانب بڑھ رہی تھی۔ وہیں تھم گئی۔

چہرے کا رنگ بدل گیا۔

اس نے بھانجے کو وہیں سے واپس بھیجا۔

جاو سن کر آؤ امی کو کیوں ڈانٹ رہے ہیں،

بھانجے نے اس کو ایسے دیکھا جیسے اس کے سینگ نکلے ہوں۔

مجھے ماموں نے بھیجا ہے کہ آپ کو بلا کر لاوں۔ چلیں نیچے آپ بھی تھوڑی سی ڈانٹ سن لیں۔ میری امی سے تو ماموں جان کو نہ جانے کیوں اتنا بیر ہے۔ ہر دفعہ ان کے آنے پہ یا تو امی روتی ہیں۔ یا غصے کا شکار ہوتی ہیں۔

''اچھا چلو زیادہ باتیں نہ بناو۔ صبا باجی کدھر ہیں؟''

وہ بابا کے لیے کھانا نکال رہی ہیں۔

سیڑھیاں ٹی وی ہال میں ہی کھلتی تھی۔ وہ نیچے آئی اور ڈرائنگ روم کی جانب جانے کی بجائے سیدھی کچن میں آ گئی۔

صبا باجی اندر کیا باتیں ہو رہی ہیں؟

صبا نے ہلکے پیازی رنگ کا کرتا ساتھ میں سفید دوپٹہ اور سفید ٹراوزر پہنا ہوا تھا۔
سفید ماربل سے بنے کچن میں کھڑی کام کرتی بہت پیاری لگ رہی تھی۔اس کو
دیکھ کر حسب عادت دھیما سا مسکرائی اور بتانے لگی۔

فلک شیر کو لے کر خفگی کا اظہار کر رہے ہیں۔

سرخ رنگ کے دوپٹے سے اپنا صبیح چہرہ صاف کرتے کرتے ہاتھ روک کر
حیرت سے بولی۔

"ہیں؟اس سے کس خوشی میں خفا ہیں؟"

اصل میں یہ میاں بیوی فواد بھائی کی عیادت کو گئے تھے۔فلک شیر بتمیز نے ان
کو اندر جانے نہیں دیا۔باہر سے ہی واپس بھیج دیا۔اور تو اور جو فروٹ اور کیک وہ
فواد بھائی کے لیے لے کر گئے تھے۔اس نے ان کے سامنے ہی وہاں نرسوں اور
سٹاف میں بانٹ دیے۔اب وہ مریم سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ آخر اس
لڑکے کو کس نے اتنا اختیار دیا ہوا ہے۔

مریم ان کو سمجھانے کی کوشش کر رہی ہے کہ فواد کو ڈسٹرب نہ کرنے کے چکر میں کسی کو بھی ملنے نہیں دیا گیا۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بتاتی ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا اور بھائی کی چنگھاڑتی ہوئی آواز ہال میں گونجی۔

خولہ !! کہاں ہو تم؟ جلدی ادھر آو۔

خولہ اپنی جگہ اچھل گئی۔ پھر جلدی سے دوپٹہ ٹھیک کرتی ہوئی کچن سے نکلی۔

" السلام علیکم بھائی کیسے ہیں؟"

بھائی نے لٹھ مار انداز میں سلام کا جواب دیا اور گھوری لیے واپس ڈرائنگ روم میں چلے گئے۔

جیسے ہی خولہ وہاں پہنچی انہوں نے اسی انداز میں اگلا حکم صادر کر دیا۔

جلدی سے اپنا سامان باندھ لو۔ میں تمہیں لینے آیا ہوں۔ تمہاری شادی کی تاریخ طہ ہے۔ یہ تو اب بیماروں کا گھر ہے یہاں کوئی کیسی تیاری کرے گا۔ گھر چلو تمہاری بھابھی تمہاری مدد کر دے گی۔

خولہ نے ہلکے گرے رنگ کے پینٹ سے سجے ڈرائنگ روم می قدم رکھا۔ گولڈن رنگ کے کراون والے لکڑی کے صوفے بہت بارعب لگ رہے تھے۔درمیان میں ہلکے براون رنگ کا کالین اوپر کافی ٹیبل رکھا تھا۔کافی ٹیبل کے شیشے پہ چھوٹے چھوٹے خوبصورت ڈیکوریشن پیس رکھے ہوئے تھے۔ کھڑکی کے پردے گرے ہوئے تھے۔اس نے آنسو بہاتی مریم کو ایک نگاہ دیکھا اور مضبوط لہجے میں بولی۔

''بھائی میں اس وقت نہیں جاسکتی ہوں۔آج کل میری یہاں پہ ضرورت ہے۔''

بھائی تڑخ کر بولے۔

''کوئی ضرورت نہیں ہے۔یہاں کون سا ان لوگوں کو کسی کی کمی ہے۔سارا محلہ ان کا چہیتا ہے۔''

خولہ نے تو مریم کو بھی حیران کر دیا۔بولی

میں سمجھ سکتی ہوں۔آپ اس وقت تھوڑے خفا ہیں۔مگر میں باجی کو اس حال''

'' میں اکیلا چھوڑ کر کبھی نہیں جاؤں گی۔

بھائی صاحب کو تو خولہ سے اتنی توقع ہی نہیں تھی۔اسی وقت بیوی کو چلنے کا اشارہ

کیا۔

دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے بولے

تم رہ لو یہاں اب شادی والے دن ہی آنا میری طرف۔بلکہ تب بھی سیدھی''

میرج ہال ہی آجانا۔بہن بہنوئی کی خدمتیں کرو۔انھی نے تمہیں جنت لے کر

'' جانا ہے۔بھائی جتنا مرضی کرلے اس کی تو کتے جتنی اہمیت نہیں ہے۔

مزید کچھ سننے سنانے کا موقع دیے بغیر وہ باہر نکل گئے۔خدا کی کرنی کہ اسی وقت

صبا باہر کھڑے فلک شیر کو فواد بھائی کا ڈنر سے بھرا ٹرے پکڑا رہی تھیں۔

بھائی اس کے پاس ایک پل رکے اور فلک شیر کو گھوری اے نوازنے کے بعد اس

کو دکھا کر فرش پہ تھوکا اور وہاں ے نکل گئے۔

اندر مریم کے رونے میں تیزی آگئی تھی۔

کیسا بھائی ہے ؟ ایک دفعہ اتنا نہیں سوچا کہ بہن اس وقت کس کرب سے گزر

رہی ہے۔ ہمیشہ کی طرح خود غرض کا سارا فوکس اپنے آپ پر ہی ہے۔ مجھے پیسے

ایسے دے رہا تھا جیسے بھیک دے رہا ہو۔ میں نے کہہ دیا ہے اپنے ساتھ ہی لے

جاو مجھے ضرورت نہیں ہے۔ اس سے تو غیر اچھے ہیں۔ فلک شیر نے اف کئے

بغیر اسپتال کا سارا بل دے دیا ہے۔ گھر کا پورے مہینے کا راشن اس نے ڈال دیا

ہے۔ مجھے بتائے بغیر بچوں کے سکول کی فیس بھی دے آیا ہے۔ میں نے جب

استفسار کیا تو عام سے لہجے میں بولا

میں کہیں بھاگا تھوڑی جا رہا ہوں۔ جب فواد بھائی ٹھیک ہو کر واپس آفس جانا"

"شروع کر دیں گے ایک ایک پائی واپس لوں گا۔

میں جانتی ہوں اس نے مذاق میں بات ٹالی ہے۔ فواد کو اس لڑکے نے ایک پل

کے لیے نہ محرومی کا شکار ہونے دیا ہے۔ نہ فضول کی سوچوں سے ڈپریشن ہونے

دیا ہے۔ جتنا وقت آفس میں ہوتا ہے اس کے دو تین دوست فواد کے پاس

موجود ہوتے ہیں۔ میں جب بھی ادھر گئی ہوں۔ فواد کے چہرے میں مسکراہٹ

ہی دیکھی ہے۔ فاطمہ کہہ رہی تھی رات گئے تک ان کی بیٹھک سے ہنسی مذاق کی آوازیں آتی رہتی ہیں۔

اتنا تو فواد اپنی ساری زندگی میں نہیں ہنسے جتنا پچھلے ڈیڑھ ہفتے میں ہنسے ہیں۔

ایک یہ میرا خون کا تعلق ہے۔ حادثے کے تین دن بعد یہ ہسپتال گئے تھے۔

جب ساری دنیا عیادت کر چکی تھی۔ تب ان کو توفیق ملی بہن کی خبر لینی ہے۔

خولہ نے بہن کو ڈانٹ دیا کیونکہ اس کو لگ رہا تھا کہ سمجھانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے بس ڈانٹ کر بات ختم کر دی جائے۔

باجی تمہیں جب بھائی کی عادت کا علم ہے اس کو ہماری کوئی پرواہ نہیں ہے۔ تو رو کیوں رہی ہو؟

مریم اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سے بہن کو دیکھ کر بے بسی سے بولی۔

تو اور کیا کروں؟ ہاں؟ پہلے تو مجھے امید تھی میں ''فواد کے ساتھ مل کر تمہارا'' رشتہ ڈھونڈ لوں گی۔ مگر آج کل تو میری ہمت جیسے بالکل ختم ہو گئی ہے۔ بات

بے بات بس رونا آئے جا رہا ہے۔ خولہ میں کیسی بہن ہوں جو تمہیں اس مصیبت سے نکال نہیں پا رہی ہوں۔

باجی پلیز تم اپنا اور اپنے بچوں کا خیال کرو۔ میرا کیا ہے۔ اگر وہیں نصیب لکھا ہے جہاں بھائی نے رشتہ کیا ہوا ہے تو پھر وہی سہی۔ تم پلیز میرے مستقبل کا سوچ سوچ کر اپنا وزن کم نہ کرو۔

باہر سے پہلے جوتے رگڑ رگڑ کر چلنے کی آواز آئی۔ پھر فاطمہ کے سپوت نے دروازے کے فریم میں رک کر کہا۔

مریم خالہ آپ کو فواد ماموں بلا رہے ”ہیں۔“

مریم نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے خولہ کو دیکھا۔۔

خولہ میں نہیں جا رہی۔ تم جا کر بتا آو۔ ان کو بھائی کی آمد کی خبر ملی ہو گی اسی کے بارے میں پوچھنا چاہ رہے ہوں گے۔ اب میں کیا جا کر بتاؤں کہ میرا بھائی آپ کو ملے بغیر ہی دھمکیاں دے کر واپس چلا گیا ہے۔

خولہ نے کوئی بحث کرنے کی بجائے، فاطمہ کے گھر کا رخ کیا۔

جس دن سے فواد بھائی کو چوٹ لگی تھی۔ خولہ نے عادت بنالی تھی روز رات کو ہلدی والا دودھ بنا کر فواد بھائی کو دے کر آتی ساتھ ان کا حال بھی پوچھ لیتی۔ اس وجہ سے وہ جو پہلے فواد بھائی کی خاموش فطرت سے خار کھاتی تھی کہ وہ اس کو پسند نہیں کرتے اب ان کے ساتھ تھوڑی بہت بات چیت بھی کر لیتی تھی۔ کیونکہ فواد بھائی ہر روز چھوٹے موٹے سوال پوچھتے رہتے۔ جن میں سے اکثر سوال مریم اور بچوں کے حوالے سے ہوتے تھے۔

بچے مریم کو زیادہ تنگ تو نہیں کر رہے۔

اس پہ وہ کہتی۔

فواد بھائی سکول سے آتے ساتھ بیچارے سپارہ پڑھتے ہیں۔ وہاں سے فارغ ہو کر سکول کا کام کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کو وقت ہی کب ملتا ہے کہ وہ ماں کو تنگ کر سکیں۔

ابھی بھی وہاں پہنچتے ہی اس نے باہر سے بیٹھک کا دروازہ ہلکے سے ناک کیا۔ اندر سے فلک شیر کے بولنے کی آواز دستک سنتے ہی بند ہو گئی۔

''تھوری دیر بعد فواد بھائی نے کہا۔''

اندر آجاو کون ہے؟

خولہ نے سر اندر دے کر سلام کیا۔

دروازے سے اندر سامنے چار سیٹر صوفہ رکھا ہوا تھا۔اس کے آگے کافی کا میز۔

دوسری دیوار کے آگے رنگین پائیوں والی سفید اون سے بنی چارپائی بچھی ہوئی تھی۔ جس کے اوپر ہر روز الگ چادر بچھائی جاتی تھی، یہ کام فاطمہ کے تھے۔

اس کو دیکھتے ہی فواد دھیمے سے مسکرائے۔اور سلام کا جواب دیکر بولے۔

آج میری ''جڑی بوٹی ڈاکٹر خالی ہاتھ ہی آئی ہے۔''

خولہ نے نوٹ کیا فلک شیر کمرے سے جا چکا تھا۔وہ فواد بھائی سے بولی۔

ہاں جی کیونکہ ابھی ''دوائی کا وقت نہیں ہوا ہے۔آپ نے اپنی بیگم کو بلاوا بھیجا'' تھا، وہ نہیں چاہ رہی ہیں کہ آپ ان کی رونی صورت دیکھ کر پریشان ہوں اس لیے انہوں نے مجھے بھیج دیا۔

مریم آج کل میرے سے زیادہ بات نہیں کرتی ہے۔

وہ اس لیے فواد بھائی کیونکہ آپ کی بیوی کے اوپر آج کل ڈپریشن نے زور کیا ہوا ہے۔ ایک طرف وہ آپ کے لیے پریشان ہے۔ دوسری طرف میرے رشتے نے اس کی نیندیں حرام کی ہوئی ہیں۔

وہ صوفے پہ بیٹھ گئی، گود میں کشن رکھ لیا۔

"فواد بھائی نے پوچھا۔"

"بڑے بھائی کیا کہنے آئے تھے؟"

وہ ہی پرانی باتیں۔ کچھ نیا نہیں کہا۔

"کچھ برا ہی بولا ہوگا۔ جو مریم خود نہیں آئی ہیں۔ کیا بہت زیادہ پریشان ہے؟"

خولہ تھوڑا سا مسکرائی۔

ہمارا بھائی ہم سے ملنے آئے۔ اور اس کے جانے کے بعد ہمارا بی پی ہائی نہ ہو۔

آپ جانتے ہی ہیں ایسا ممکن نہیں ہے۔

فواد کے چہرے کے تاثرات سنجیدہ ہو گئے۔ وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے اور پلاسٹر والی ٹانگ کے نیچے تکیہ رکھ کر اس کو بیلنس کیا ہوا تھا۔

خولہ کی بھی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔

ایک دم ہی فواد بھائی نے خولہ سے ایک ایسا سوال کر دیا کہ خولہ کو بہت ہی عجیب

معلوم ہوا۔

خولہ بیٹا میں تم سے ایک مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔

”جی بھائی؟ کس بارے میں؟“

”تمہارے بارے میں؟“

خولہ کو بالکل سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ گفتگو کس طرف جارہی ہے۔اس لیے بولی

۔

”آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں فواد بھائی؟“

بیٹا میں یہ جاننا چاہ رہا ہوں۔”میں اگر آپ کے لیے کسی جیون ساتھ کا انتخاب“

کروں تو کیا آپ اس کو قبول کرو گی؟

خولہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولی۔

میں ابھی اسی موضوع سے بچنے کے ” لئے یہاں آئی ہوں۔اب آپ نے بھی“ یہی موضوع چھیڑ دیا ہے۔ فواد بھائی مجھے ایسا لگتا ہے اس دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ گلوبل وارمنگ، مہنگائی، بھوک یا لوگوں پہ ہونے والے مظالم نہیں ہیں۔ بلکہ میری شادی ہے۔

”فواد بھائی ہلکا سا مسکرائے۔“

بات یہ ہے بیٹا اگر ہم کوئی کوشش نہیں کریں گے تو بھائی صاحب تمہیں اس نکھو کے ساتھ رخصت کر دیں گے۔اس کے بعد میں اور مریم ساری عمر ضمیر کی مار کھاتے رہیں گے کہ ہم نے تمہارے لئے کچھ نہیں کیا۔ میں جانتا ہوں تم یہی سمجھتی ہو کہ مجھے تمہارا اپنے گھر میں رہنا پسند نہیں ہے۔اگر میں مریم کا ساتھ نہ دیتا تو وہ اپنے فیصلے پہ عمل نہیں کر سکتی تھی۔جب وہ تمہیں اپنے ساتھ لائی تھی میری مرضی اس میں شامل تھی۔

خولہ خاموشی سے ان کو سن رہی تھی۔جب وہ ایک دم موضوع بدلتے ہوئے بولے۔

جس لڑکے کو میں نے تمہارے لئے پسند کیا ہے۔ ”میرا دل کہتا ہے وہ تمہیں“

بہت خوش رکھے گا۔اب مجھے اس بات پہ سو فیصد یقین ہو گیا ہے کہ جو ہوتا ہے

بہتری کے لیے ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ حادثہ پیش نہ آتا۔نہ میری ٹانگ ٹوٹتی

نہ میں کسی پہ اتنا انحصار کرتا تو مجھے کبھی اندازہ نہیں ہونا تھا کہ فلک شیر کس قدر

خوبصورت دل ودماغ رکھنے والا لڑکا ہے۔

خولہ نے سوچا بات میری ہو رہی ہے۔بیچ میں فلک شیر کا تذکرہ کدھر سے آگیا

ہے؟

پھر بھی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے بولی۔

جی بھائی آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔فاطمہ باجی اور ان کے بھائی نے ہمارا بہت“

ساتھ دیا ہے۔” آپ بہت خوش قسمت ہیں جو آپ کے اتنے اچھے ہمسائے ہیں

کہ وہ اپنوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔

فواد کے اگلے الفاظ نے اس کے سر پہ بم پھوڑ دیا۔

میں چاہتا ہوں میں فلک شیر سے تمہارے رشتے کی بات کروں۔

جب فواد بھائی یہ بات کہہ رہے تب اس کی نگاہ سامنے اٹھی۔ سامنے دیوار کے ساتھ فواد بھائی ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ ان سے کچھ دوری پہ دروازہ تھا جو ہلکا سا کھلا ہوا تھا۔ اس گیپ میں پروں کے پیچھے ہاتھ میں چائے کا کپ لیے کھڑا فلک شیر جس کی نظر خولہ پہ پڑ رہی تھی۔ اور عین اس پل جب فواد بھائی نے فلک شیر کا نام لیا تھا۔ جتنے شاک میں خولہ تھی دوسری طرف وہ بھی اتنا ہی حیران لگ رہا تھا۔ گہری سنجیدہ نظروں کو جھپکے بنا اس کو دیکھے گیا۔ پہلی دفعہ خولہ نے اس کو اتنا سنجیدہ دیکھا تھا، ایسے تاثرات تو اس کے چہرے پہ اس دن بھی نہیں دیکھے تھے جب خولہ اور سعدیہ نے مل کر ماہ رخ کے ساتھ اس کے ڈنر کا ستیاناس کیا تھا۔ خولہ یہی سمجھی کہ فلک شیر کو فواد بھائی کی بات پسند نہیں آئی ہے۔ اور جیسے ہی اگلے پل وہ وہاں سے ہٹا تھا۔ اس بات نے خولہ کا شک یقین میں بدل دیا، کیونکہ فاطمہ باجی سے یہ بات تو پتا چل چکی تھی کہ وہ ابھی بھی ماہ رخ سے مل رہا ہے۔ دونوں شادی کے بارے میں بہت سیریس تھے۔ بقول فاطمہ باجی اگر بیچ میں فواد بھائی کے ساتھ یہ حادثہ پیش نہ آتا تو فلک شیر اب تک منگنی کر چکا ہوتا۔

ان سب باتوں کے زیر اثر اس نے سوچا اگر میں فواد بھائی کو ہاں کرتی بھی ہوں تو فائدہ کوئی نہیں ہونا ہے کیونکہ فلک شیر تو پکا انکار ہی کرے گا۔ بیچارے فواد بھائی ۔۔ چلو میں ان کو دو پل کی خوشی دے دیتی ہوں۔

"فواد بھائی نے اس کو خاموش دیکھ کر مزید پوچھا۔"

خولہ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں "ہے؟"

وہ جلدی سے بولی۔۔

نہیں بھائی، مجھے کیا اعتراض ہونا ہے۔ ویسے بھی آپ نے سوچ سمجھ کر ہی کہا ہو گا۔

"فواد بھائی کا چہرہ ایک دم کھل اٹھا۔"

"اچھا بھائی ابھی میں چلتی ہوں۔ رات کو آپ کی دوا لے کر آوں گی۔"

"فواد بھائی بولے"

"ہو سکتا ہے آج میں گھر آ جاؤں کیونکہ لاٹھی کے ساتھ مجھے چلنا آ گیا ہے۔"

نہیں نہیں فواد بھائی پلیز جلدی نہیں کرنی۔ ابھی آپ مزید ایک ہفتہ خود سے چلنے سے پرہیز کریں پلیز کیونکہ ہمارے ایک کزن تھے انہوں نے پرہیز پورا نہیں کیا تھا تو بعد میں پلاسٹر دوبارہ لگانا پڑا تھا۔ ساری کری کرائی محنت پہ پانی پھر گیا تھا۔

فواد ہاتھ اُٹھا کر بولے۔

اچھا اچھا بس کرو۔ پہلے فلک شیر اس ''حوالے سے میرے دماغ میں کم وہم'' نہیں ڈالتا ہے۔ اب تم شروع ہو گئی ہو۔ جاؤ اور جا کر اپنی بہن کو میرے پاس بھیجو۔

خولہ جیسے ہی کمرے سے نکل کر باغ میں آئی۔ گیٹ کے باہر نظر پڑی جہاں ڈاکٹر مصدق کی گاڑی رک رہی تھی۔ جس کو دیکھتے ہی خولہ منہ میں بڑبڑائی،

ہم ''تین گھر تو ہمسائیگی کے آٹے میں بہت گھرے گندھے ہوئے ہیں اس'' لیے ہم دن رات ایک دوسرے کی خبر گیری کرتے ہیں۔ مگر ان ڈاکٹر صاحب

کی سمجھ نہیں آرہی ہے کہ ان کو بیٹھے بٹھائے فواد بھائی کے ساتھ ایسی انسیت کیسے ہو گئی کہ یہ بلاناغہ دن کے دو چکر کاٹ رہے ہیں؟

اس کے دیکھتے دیکھتے کار سے نکلنے کے بعد ڈاکٹر صاحب کسی بت کی طرح کھڑے ہو کر بالکونی کو تکنے لگے۔ جیسے وہاں سے کسی کے نمودار ہونے کا انتظار ہو۔

خولہ کے بھنویں اوپر کو شوٹ کر گئے۔

اوئے ہوئے یہ اوپر کیا دیکھا جا رہا ہے؟ مجھے نادال میں کچھ کچھ کالا لگ رہا ہے۔

خود سے بڑبڑاتے ہوئے وہ گیٹ سے باہر نکلی اور اونچی آواز میں سلامتی بھیجی۔

ڈاکٹر صاحب جلدی سے سنبھل کر مڑے۔

سلام کا جواب دیا اور فلک شیر کا گیٹ عبور کر کے فواد بھائی کے دروازے پہ دستک دے رہے تھے۔ ساتھ انہوں نے مڑ کر دوبارہ بالکونی کی جانب اک اداس نگاہ ڈالی اور کمرے سے اجازت ملتے ہی اندر چلے گئے۔

*********

صبا کو بہت دنوں بعد آج ٹک ٹاک پہ لائیو آنے کا موقع ملا تھا۔ لائیو آن کرتے ہی ڈیڑھ ہزار لوگوں نے لائیو دیکھنی شروع کر دی۔ جن میں نوے فیصد تعداد خواتین کی تھی۔

سب کا تقریباً ایک جیسا ہی شکوہ تھا کہ صبا آج آپ اتنے دنوں بعد کیوں آئی ہیں؟ اتنے دن کہاں تھیں؟ آپ نے کوئی گیٹ ریڈی ویدمی کی ویڈیو کیوں اپ لوڈ نہیں کی ہے؟

اتنے سارے سوالات کے جواب صبا کی بجائے پیچھے کھڑی سعدیہ نے دیے۔

یہ آپ ””لوگوں کو کچھ نہیں بتائے گی۔ مگر میں آپ لوگوں سے درخواست““ کرنا چاہتی ہوں پلیز میری بہن کے لیے دعا کریں، کیونکہ آج کل اس کی طبعیت کچھ ٹھیک سی نہیں ہے۔

اب نیچے سینکڑوں کمنٹ آتے جا رہے ہیں۔ اللہ خیر کرے ان کو کیا ہوا ہے؟ یہ ٹھیک تو ہیں؟ کیسی ہیں؟ کسی نے کہا۔ ہاں ہاں عمر کا تقاضہ ہے۔ جو کوئی نازیبا کمنٹ ہوتا۔ سعدیہ بغیر اس کو منشین کئے بلاک کر دیتی۔

میں آپ لوگوں کے ساتھ صبا کی علامات شیئر کرتی ہوں۔ ''مجھے اس کی بیماری'' سمجھ نہیں آ رہی ہے ہو سکتا ہے آپ کے پلے کچھ پڑ جائے۔

سب سے پہلی علامت، میری بہن بیٹھی بیٹھی کھو جاتی ہے۔

آج کل اس کی بھوک پیاس سب کچھ مرا ہوا ہے۔

یہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اپنا فون چیک کرتی ہے۔

ہمارے سامنے والے گھر میں ایک ڈاکٹر کا آنا جانا ہے۔ میں نے ایک دو دفعہ نوٹ کیا ہے۔ میری بہن چھپ چھپ کر اس ڈاکٹر کو دیکھتی ہے۔ ڈاکٹر کو پورا وقت سوشل میڈیا پہ ڈھونڈا جا رہا ہے۔ نہ جانے اس کو وہ یہاں پہ ملا ہے کہ نہیں

۔

لال ٹماٹر ہوتے چہرے کے ساتھ صبا منہ کھولے اپنی بہن کو دیکھے جا رہی تھی،

اومائے گاڈ۔۔۔!!! سعدیہ تم کس قدر بتمیز عورت ہو۔اگر تم نے یہ سب باتیں نوٹ کی ہی تھیں تو یوں لائیو پہ سب کے سامنے کہنے کی کیا ضرورت تھی۔

اف اللہ سعدیہ تم کتنی بری ہو۔اگر وہ سن رہے ہوئے تو؟

سعدیہ نے فوراً یہ لائن پکڑلی۔

آپ لوگوں نے نوٹ کیا ہے؟اگر وہ سن رہے ہوئے تو؟ہائے میں مر جاواں۔

بھئی وہ کون ہیں؟جن کی اتنی پردہ داری ہے؟کن کی بات ہو رہی ہے؟

صبا نے دھمکی دی۔

سعدیہ باز آجاو ورنہ میں لائیو ڈراپ کر دوں گی۔بہن کی عزت کی کوئی فکر نہیں ہے۔کیسے بے شرموں کی طرح پٹر پٹر بولے جا رہی ہو۔

بھئی میں اس لیے بول رہی ہوں کہ اگر کوئی ڈاکٹر صاحب کا جاننے والا سن رہا ہو تو بات آگے بڑھے۔ہم غریبوں کو بھی کوئی فنکشن آئے،ہم بھی شادی کا کھانا کھائیں،ہم بھی نئے سوٹ پہنیں۔

نیچے کسی نے ایک کمنٹ کیا تھا۔ جس کو باقی لوگوں نے بھی نوٹ کیا اور کمنٹس کے اندر ایک نیا جوش پیدا ہو گیا۔

کمنٹ ایک پرائیویٹ آئی ڈی سے آیا تھا۔

بات تو آگے تب بڑھے گی نا جب صبا فیس بک پہ ڈاکٹر کی ریکوسٹ کو قبول کرے گی۔

سعدیہ نے کمنٹ پڑھا تو آنکھیں پھیل گئیں۔ فوراً صبا کی طرف دیکھا۔ جس کا بس نہیں چل رہا تھا کیسے بات کو یہیں ختم کیا جائے۔

سعدیہ کے ساتھ ساتھ لائیو دیکھنے والے بھی کمنٹ میں یہی مطالبہ کرنے لگے کہ صبا اپنا فیک بک چیک کرے۔ دو ہزار سے دیکھتے ہی دیکھتے لوگ چار ہزار ہو گئے تھے۔

صبا نے سعدیہ کو گھورتے ہوئے سب کو بتایا۔

میرے فیس بک پہ ایک آئی ڈی ہے، جو ہر روز مجھے فرینڈ ریکوسٹ "بھیجتی" ہے۔روز کینسل کرتی ہے، اور اگلے دن دوبارہ پھر اسی آئی ڈی سے ریکوسٹ آتی ہے۔نہ جانے وہ کون ہے۔

نیچے اسی پرائیوٹ آئی ڈی نے لکھا۔

وہ میرا بھائی ہے۔جو آپ سے بات تو کرنا چاہتا ہے۔مگر اس کے اندر اتنی جرات نہیں پیدا نہیں ہو رہی ہے کہ وہ براہ راست آپ سے مخاطب ہو۔اس کو یہ ڈر ہے کہ کہیں آپ اس کو رد نہ کر دیں۔

صبا کے دماغ نے اسی وقت کلک کیا

کہیں یہ پرائیوئٹ آئی ڈی روبینہ کی تو نہیں ہے؟

سعدیہ بھی اس آئی دی کی جانب متوجہ ہو گئی۔

اس آئی ڈی نے کمنٹ میں لکھا۔

بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے۔آخر دوست کی یاد آ ہی گئی۔

یہ کمنٹ پڑھنے کے بعد صبا نے سعدیہ کو دیکھا اور سعدیہ نے صبا کو دیکھا۔

اگلے پل سعدیہ نے اس آئی ڈی کو فالو کر دیا۔

اور بولی۔

روبینہ مجھے فالو بیک کرو۔ اور انباکس میں اپنا فون نمبر بھیجو۔ ہم بڑوں کو ہی "

" بات کر کے ان چھوٹے اچھور بچوں کے مسائل کا کوئی حل نکالنا پڑے گا۔

ساتھ ہی سعدیہ نے صبا کے کانپتے ہاتھوں سے اس کو فون لے کر فیس بک پہ آئی

ریکوسٹ کو قبول کر دیا۔

صبا نے تیزی سے فون واپس جھپٹا مگر تب تک دیر ہو چکی تھی۔ صبا نے غصے میں

لائیو ہی بند کر دی۔

سعدیہ ایک حد ہوتی ہے کہ آپ کتنا کسی کی پرسنل سپیس میں گھس سکتے ہیں۔

تم نے آج وہ حد پار کر دی ہے۔

سعدیہ کو اس کے الفاظ سے جھٹکا لگا اسی لئے غصے سے بولی۔۔

اچھا جی ملکہ عالیہ میں نے "آپ کی پرائیوسی میں کون سے ڈھول بجا دیے ہیں"

جو آپ اتنی اوکھی بات کر رہی ہیں؟

لائیو پہ یہ سب کرنے کی تمہیں کیا ضرورت تھی؟ جتنی لوگوں سے اٹنشن ملتی ہے تمہیں اتنی کافی نہیں ہے؟ جو تم ہر دفعہ کسی نہ کسی کی پرسنل زندگی پہ کمنٹ کر کے اپنا کانٹینٹ بناتی ہو۔

سعدیہ کو صبا کی بات بالکل پسند نہیں آئی تھی۔ اس لیے وہیں پکڑ لیا۔

میں چاہتی ہوں کہ اگر زندگی تمہیں موقع دے رہی ہے تو تم اس کو اپنی بیوقوفی کی وجہ سے اگنور کر کے گنواؤں مت بلکہ میں تمہیں ایسا کرنے نہیں دوں گی۔

صبا ٹھوس لہجے میں بولی۔

مجھے اس عمر میں اپنا مذاق نہیں بنوانا ہے۔ ”آخری دفعہ کہہ رہی ہوں، اپنے“ کام سے کام رکھو۔

صبا وہاں سے ہٹ گئی۔ یہ جانے بغیر کے اس کے الفاظ نے سعدیہ کو اندر سے کتنا دکھی کیا تھا۔

سعدیہ وہاں باہر بیٹھ کر رونے لگی۔ اندر صبا اپنے کمرے میں بیٹھ کر رو رہی تھی۔

باہر کی بیل ہوئی۔ سعدیہ نے آنسو صاف کیئے اور اٹھ کر دیکھا کہ دروازے پہ کون ہے۔ فلک شیر کو کھڑے دیکھ کر انہوں نے وہیں سے رسی کھینچ کر لاک کھول دیا۔

دو منٹ میں دو دو سیڑھیاں ایک ساتھ پھلانگتا اوپر آچکا تھا،

ایک نگاہ سعدیہ پہ ڈالنے کی دیر تھی۔ وہیں رک گیا۔ مزید غور سے ان کا جائزہ لیا ۔اور پھر آکر خاموشی سے ان کے برابر بیٹھ گیا۔

دونوں تھوڑی دیر خاموش بیٹھ کر پرندوں کو کھیلتے دیکھتے رہے، بالکونی کے ایک کونے چھت سے ایک برڈ فیڈر لٹک رہا تھا۔ جس میں ہر وقت دانہ اور پانی موجود رہتے تھے۔اس وقت بھی دو چھوٹی چھوٹی چڑیا دانہ چن رہی تھیں۔ کبھی وہ اڑ کر ایک منڈھر پہ جاتی کبھی دوسری پہ۔۔ دن کے ابھی گیارہ کا وقت تھا،اس لیے دھوپ میں ابھی اتنی تپش نہیں تھی۔ آخر فلک شیر نے خاموشی تھوڑی۔

اب بتا بھی دیں کس بات پہ نینا بھر بھر آرہے ہیں؟

مجھے چھوڑو،اپنی بتاو کیا ہوا ہے؟

فلک شیر جوتے اتار کر پیر اوپر کر بیٹھ گیا اور بولا،

نہیں ”جی لیڈیز فرسٹ۔۔“

میں کیا بتاوں۔ میں نے کچھ دن پہلے صبا سے شادی کی بات کی تھی۔ مگر وہ تو ہتھے سے اکھڑ گئی، کہتی ہے کہ میں اس کے سفید سر میں خاک ڈالنا چاہتی ہوں۔ ارے بھلا شادی کرنا کب سے بے عزتی کی بات ہو گئی؟

فلک شیر ناک کی سیدھ میں دیکھتے ہوئے پورے غور سے ان کی بات سن رہا تھا۔ پھر بولا۔

میں ”آپ کی لائیو سن کر آیا ہوں۔ اگر وہ پرائیوٹ میں بھی اس موضوع پہ“ بات کرنے کو پسند نہیں کر رہی ہے تو لائیو پہ زکر نہیں کرنا چاہئے تھا۔

ارے میں تو اس کے خول سے نکالنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ میں مانتی ہوں اس نے پہلے شادی کے بارے میں نہیں سوچا۔ مگر پہلے اتنا اچھا رشتہ بھی کبھی نہیں آیا تھا۔ میں ان گزرے دنوں میں ڈاکٹر مصدق سے جتنی دفعہ ملی ہوں میں نے اس انسان کو صبا سے ملا کر دیکھا ہے۔ یہ دونوں ایک جیسے ہیں۔ مجھے صاف

انکار کر دیا اور خود ہر روز وہاں کونے میں چھپ کر اس کو آتا جاتا دیکھتی ہے۔ کیا یہ کھلا تضاد نہیں ہے۔

فلک شیر مسکراتے ہوئے بولا۔

ڈاکٹر اتنے سالوں میں ایک دفعہ میرے گھر نہیں آیا۔اب صاحب جی ہر روز" تشریف لا رہے ہیں۔ بار بار دروازے کی جانب دیکھتے ہیں جیسے وہاں سے کسی کے اچانک اندر آنے کی امید ہو۔ ہر روز واپسی پہ گہری سانس بھرتے ہیں جیسے آج کا دن بھی ضائع گیا کسی کا دیدار تک نہیں ہوا۔ میں دیکھ سب رہا ہوں۔ مگر مجھے اس وقت کا انتظار ہے جب وہ اپنے منہ سے صبا کے بارے میں پوچھیں گے "۔

سعدیہ کو اس بات پہ ہنسی آ گئی۔

ارے یہ آج کل کی جنریشن سے بہت دور کے لوگ ہیں، تم نے لائیو پہ سن ہی لیا ہو گا۔ ڈاکٹر نے اس کو فیس بک پہ ریکویسٹ بھیجی ہوئی ہے۔ میں نے ابھی دیکھا تھا آئی ڈی پہ نام بھی اپنا نہیں ہے۔ نہ جانے کیا نام تھا مجھے تو ابھی سے بھول

گیا۔ بھلا صبا کو خواب آتا کہ یہ ڈاکٹر کی آئی ڈی ہے۔ اس آدمی سے اتنا نہیں ہوا کہ

ہر روز ادھر آ رہا ہے مجھ سے سیدھا سیدھا رشتے کی بات کر لے۔

اب وہ دونوں ہنس رہے تھے۔ فلک شیر دھیمے سے بولا۔

کل رات ''میرے گناہگار کانوں نے بائے چانس کسی کی پرسنل گفتگو سن لی''

تھی۔

سعدیہ بھول گئی وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے دکھی ہو کر رو رہی تھی۔ پورا چوکس ہو

کر پوچھا،

ہیں؟ کس کی'' باتیں سن لی؟''

''بڑے بھائی اپنی بہن دکھی آتما سے رشتے کی بات کر رہے تھے۔''

سمجھتے ہی سعدیہ نے پوچھا،

ہائے ہائے۔۔ کہیں خولہ کا کوئی نیا رشتہ تو نہیں آ گیا۔ ارے میں نے اس کے''

''لیے ایک لڑکا دیکھا ہوا ہے، مجھے اس کی شادی وہیں کرنی ہے۔

فلک شیر اس کی تشویش دیکھ کر تنزیہ بولا۔

حوصلہ باجی حوصلہ۔۔"وہ کہیں بھاگ نہیں رہی ہے۔تم پوری تسلی سے"

جہاں چاہے رشتہ کرو۔

"اچھا بتاو تو۔۔فواد بھائی کیا کہہ رہے تھے۔"

وہ دکھی آتما"کو بتا رہے تھے کہ وہ اس کی شادی مجھ سے کرنا چاہتے ہیں۔"

سعدیہ زور سے اچھلی۔۔۔

ہیں؟ کھا قسم تم نے ایسا ہی سنا ہے؟

ہاں،مجھے پورا یقین ہے،فلک شیر میرا ہی نام ہے۔

سعدیہ کا چہرہ ایک دم سے کھل اٹھا۔۔

خولہ نے کیا جواب دیا۔

یہ مجھے نہیں پتا ہے،کیونکہ میں وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

ارے آدھی ادھوری خوشی دے رہے ہو،ویسے آپس کی بات ہے تمہیں تو کوئی

اعتراض نہیں ہے؟

کس بات پہ؟

یہی کہ اگر تمہارا رشتہ خولہ کے ساتھ کر دیا جائے۔

فلک شیر کے چہرے پہ کوئی سایہ آ گر گزر گیا۔ فواد بھائی کے گھر کی جانب دیکھتے

ہوئے وہ ہنسنے لگا۔ اور بولا

ارے ایسا ویسا کچھ نہیں ہونا۔ اس ”کے بھائی نے پہلے سے اس کا رشتہ طہ کیا ہوا“

ہے، اپن جائیں گے اس کی شادی پہ حلوہ کھائیں گے۔

تمہیں یاد ہے۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ میں نے تمہارے لئے ایک لڑکی دیکھی

ہوئی ہے۔

ہاں؟ ارے ہاں۔۔ بتاوں نا کون ہے؟ ورنہ ماہ رخ بھی بری نہیں ہے۔ یار۔۔

سعدیہ جلدی سے بولی۔

میں نے کب کہا کہ ماہ رخ بری ہے۔ وہ بہت اچھی لائق لڑکی ہے۔ بہت“

خوبصورت بھی ہے۔ مگر وہ ہمارے ماحول کی نہیں ہے۔ بہت جلد یہاں کی

رسموں سے اکتا جائے گی۔ ہمارے گھروں میں تو ”نہ کوئی دروازہ ہے نہ دیوار

ہے اور وہ بیچاری پرائیوسی کے معاملے میں بہت حساس بچی ہے۔ باقی رہی تمہیں اس کے ساتھ رخصت کرنے کی بات تو بھئی ہمارا ایک ہی بھائی ہے اس کو بھی کسی کر گھر داماد بنا دیں۔ نہ جی نہ ہم سے تو نہ ہو گا۔

''کیوں نہیں ہو گا؟ میں تو خود گھر داماد بننا چاہتا ہوں۔''

سعدیہ نے اس کے کندھے پہ جھاپڑ رسید کیا۔

تب ہی اندر سے صبا ہاتھ میں فون لئے آگئی۔ سعدیہ کی جانب فون بڑھا کر بولی۔

روبینہ ہے۔ آپ سے بات کرنا چاہتی ہے۔ میں نے اس کو بتا دیا ہے جو ''وہ چاہ'' رہی ہے ویسا ہونا ممکن نہیں ہے۔ پلیز آپ بھی انکار کر دیں۔ مجھے یہ شادی نہیں کرنی ہے۔

فون میوٹ پہ تھا۔ سعدیہ نے میوٹ ہٹا کر کان سے لگایا۔ فلک شیر پھر بات ہوتی ہے کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔

اگلا پورا گھنٹہ وہ روبینہ سے ہنس ہنس کر باتیں کرتی رہی ماضی کے قصے چھیڑ لیے۔ ٹک ٹاک کی باتیں ہوئیں۔ دونوں نے ماں باپ کی وفات پہ افسوس کیا، ڈاکٹر

صاحب کی سابقہ زوجہ کی وفات پہ بھی افسوس کیا گیا۔ سارے جہاں کی باتیں ہوئیں۔ اگر نہیں ہوئی تو صبا اور ڈاکٹر کی بات نہیں ہوئی۔ زکر ہی نہیں ہوا۔ صبا پہلے تو ارد گرد گھومتی رہی۔ پھر تھک کر ایک جگہ بیٹھ گئی۔ سعدیہ کن اکھیوں سے سب دیکھ رہی تھی۔ آخر کار صبا کا زکر آ ہی گیا۔

جس پہ سعدیہ نے سیدھا سیدھا کہہ دیا۔

ہاں نار وبینہ انسان کے ساتھ زبردستی تو نہیں کی سکتی ہے۔

ارے واہ ڈاکٹر صاحب کا رشتہ آیا ہوا ہے۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے بھئی اس دفعہ میں ضرور آپ کے گھر شادی پہ شریک ہوں گی۔ صبا بھئی اپنی مرضی والی ہے۔ اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی ہوں۔

اللہ اللہ کر کے کہیں جا کر کال بند ہونے کی طرف آئی۔

روبینہ مجھے تم سے بات کر کے دلی خوشی ہوئی ہے۔ ابھی نماز کا وقت ہو رہا ہے۔ انشااللہ اب تو بات ہوتی رہے گی۔

تھوڑی مزید باتوں کے بعد فون بند ہو گیا۔

صبا کو اب دکھ ہو رہا تھا کہ اس نے کال اٹھاتے ہی اپنی سالوں کی بچھڑی دوست سے اتنے خشک انداز میں بات کیوں کی۔ میری بداخلاقی کی وجہ سے ہی اس نے سعدیہ کو بتادیا ہے کہ اس کے بھائی کے لیے کہیں سے رشتہ آیا ہوا ہے۔

سعدیہ نماز پڑھنے چلی گئی۔

صبا وہیں بیٹھی رہ گئی۔ حلانکہ اس وقت کڑی دھوپ کی وجہ سے وہاں بہت زیادہ گرمی ہو رہی تھی۔ گلی میں لگے درخت کا سایہ جہاں جہاں تک آتا تھا ہوا کے موسم میں وہاں بیٹھنا بہت اچھا لگتا تھا۔۔

صبا کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دل اندر ہی اندر بیٹھا جا رہا ہے۔

اس نے فون اٹھا کر فیس بک کھولی۔

ڈی او سی والی آئی ڈی سے میسج آیا ہوا تھا۔

اس نے میسج کھولا۔۔

السلام علیکم محترمہ صبا صاحبہ میں ڈاکٹر مصدق عرض گزار ہوں۔ مجھے آپ" سے "ایک بہت ضروری بات کرنی ہے۔ اگر آپ پہ گراں نہ گزرے تو پلیز میں نے اپنا نمبر بھیجا ہے۔ اس پہ کال کر دیں۔ آپ کے وقت کا بہت شکریہ۔

عام حالات میں اتنا فارمل میسج پڑھ کر اس کو ہنسی ضرور آتی مگر اس وقت تو دور دور تک ہنسی کا امکان نہیں تھا۔

اس نے پروفائل کھول کر دیکھا۔ وہاں کوئی تصویر کچھ بھی پرسنل انفارمیشن نہیں دی گئی تھی۔ جس کا مطلب کہ ڈاکٹر انتہائی پرائیویٹ انسان ہے۔ اکاؤنٹ کو بنے پندرہ سال ہو رہے تھے۔ مگر اس کے باوجود اس پہ ڈاکٹر کی ذاتی کوئی چیز نہیں لگی ہوئی تھی۔ صبا کے تو سب اکاؤنٹ پبلک تھے۔ ٹک ٹاک پہ تو اس کے ڈھائی لاکھ فالور تھے۔ میک اپ کی وڈیوز بہت مشہور ہوتی تھیں۔ صبا نے سوچا اچھا ہے یہ بات آگے نہ بڑھے، ہم دونوں بہت الگ ہیں۔

بہن کو بھی منع کر دیا۔ خود کا بھی اٹل فیصلہ تھا کہ اب پنتالیس سال کی عمر میں شادی کر کے لوگوں کی باتیں نہیں سننی ہیں۔ اس لیے دل کی صدا پہ آواز نہیں

رکھی۔ فیصلہ کر کے بیٹھ گئی تھی۔ مگراب اندر ہی اندر دل گھبراہٹ کا شکار ہو رہا تھا۔ جیسے جو کچھ کہا یا کیا ہے وہ سب غلط ہے۔

سعدیہ ظہر پڑھ کر باہر آئی اس کو گرل کے پاس بنی چھوٹی سی دیوار پہ گال کے نیچے ہاتھ رکھے بیٹھا دیکھا۔ تو وہیں رک گئی۔ کیونکہ صبا پرندوں کا نہاتا دیکھتے ہوئے کسی بہت گہری سوچ میں گم تھی۔ سعدیہ کے دل کو کچھ ہوا۔ چاہے دونوں کی عمر میں ایک سال کا ہی فرق تھا مگر سعدیہ ہمیشہ سے صبا کے لیے ماں باپ کی طرح بہت شفقت سے سوچتی تھیں۔

اس کے پاس آئی اور سر پہ ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"صبو کیا سوچ رہی ہو؟"

صبا کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر اس کی گود میں گم ہو گیا وہ دھیمے سے بولی، سعدو میں سوچ رہی ہوں۔ اپنے "معاشرے کے بنائے اصولوں پہ پورا" اترنے کے لیے بعض اوقات ہمیں اپنے دل کی بہت سی جائز خواہشات کا بھی گلا دبانا پڑتا ہے۔

سعدیہ نے اس کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔

اس کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں بھرا۔ پھر اس کی پیشانی چومی۔ بھرائی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سعدیہ نے کہنا شروع کیا۔

میری جان، ہم یہاں اس دنیا میں اس معاشرے کو خوش کرنے نہیں آئے ہیں۔ ہمیں زندگی دینے والا اللہ ہے۔ اور اللہ نے ہمیں زندگی کے تمام اصول بنا دیے ہیں۔ زنا حرام ہے۔ نکاح کے بغیر جنسی تعلقات قائم کرنا حرام ہے۔ اور یہ سب اس معاشرے میں بہت عام ہوتا جا رہا ہے جس کے معیار کی تم بات کر رہی ہو۔ اس معاشرے کا کوئی معیار رہا ہی نہیں ہے، یہاں چالیس پچاس سال کی عورت اگر شادی کرتی ہے تو اس پہ ٹھٹھا لگایا جاتا ہے۔ مگر اسی عمر کی عورت کو آنٹی بنا کر ناجائز تعلقات قائم کیے جائیں تو وہ عام سی بات ہوتی ہے۔ اس کو ہمارا معاشرہ سرعام قبول کر رہا ہے، مگر نکاح کو قبول نہیں کرنا چاہتا ہے۔ نکاح کرنے والی عورت بہت بری مانی جاتی ہے۔ یہ معاشرہ عورت کو عزت والے رشتے میں لانا نہیں چاہتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا دیکھ لے تو آواز کسے گا مگر جب ان کے سامنے ڈیڑھ

سال کی بچی کو زیادتی کے بعد مار دیا جائے وہاں ان کی زبانیں بن ہوتی ہیں۔ وہاں کوئی آواز نہیں اٹھائے گا، وہاں کسی کی غیرت نہیں جاگے گی۔

ہم نے اپنی زندگی اللہ کے بتائے اصولوں پہ گزارنی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کو پسند فرمایا ہے۔

سب سے اہم بات یہ ہے صبا کہ ایک مرد تمہیں اپنی زوجیت میں لینا چاہتا ہے۔ اس کو تمہاری عمر کا بھی پتا ہے، تمہارے شوق بھی جانتا ہے۔ میں نے ابھی نوٹ کیا ہے فیس بک آئی ڈی والے کے نام سے ایک اکاؤنٹ ہمیں ٹک ٹاک اور انسٹا گرام پہ بھی فالو کر رہا ہے۔ اس نے تمہاری ہر ویڈیو لائک کی ہوئی ہے۔ اس سے زیادہ کیا کہوں؟

میری جان آج کا مرد شادی سے بھاگتا ہے، ذمہ داری سے بھاگتا ہے، ایسے میں یہ خود تم سے شادی کی خواہش کا اظہار کر رہا ہے تو تم کیوں بھاگ رہی ہو؟

صبا نے روتے ہوئے کہا۔

”مجھے ڈر لگتا ہے۔“

ہمارے بس میں کیا ہے ؟ یہ کہ لڑکے کی مکمل چھان بین کرنا؟اس کے ماضی کے بارے میں پتا کروانا۔ فلک شیر سے پہلے توتم اس کو سالوں سے جانتی ہو۔ کل وہ تمہارے پسندیدہ لوگوں میں شمار تھا۔مجھے نہیں لگتا یہ رائے آج بدلی ہے۔

تو باقی سب کچھ پھر اللہ پہ چھوڑ دونا۔ہاں ؟

سعدیہ نے اس کے آنسو صاف کئے۔

صبا دھیمے سے بتانے لگی۔

انہوں نے مجھے اپنا نمبر بھیجا ہے۔وہ مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔

سعدیہ مسکرائی۔

تو کال کرلو۔

صبا نے سعدیہ کے گلے لگ کراس کو زور سے اپنے ساتھ بھینچا۔

*********

فواد بھائی کو تو" وہ مثبت جواب دے آئی تھی۔ مگر تنہائی میں جب دوبارہ سے "ان کی بات پہ غور کیا تو تلملا کر رہ گئی۔

ہائے میرے اللہ فواد بھائی نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا کہ میں اس لفنگے سے شادی کروں گی؟ ہائے ہائے میرے اتنے برے دن آئے ہیں کہ اس آدمی کو اس حوالے سے سوچا گیا؟ اس سے تو ہزار درجے بہتر میں وہیں بیاہ کر چلی جاؤں جہاں پہ بات پکی ہوئی ہے۔

میرے نصیب میں بھی خوب ڈرامے لکھے ہوئے ہیں۔ ایک جگہ بات پکی ہوئی ہے۔ دوسری جگہ بات کرنے کا سوچا جا رہا ہے۔ اور دل کرے جو میرے نصیب میں لکھا گیا ہے وہ اس وقت کسی اور کو جانو جانو کہہ رہا ہو۔

اپنی زندگی کے حالات و واقعات پہ غور کر کے اس کی اس کنفیوژن میں ہنسی نکل گئی کہ آیا ہنسا ہے یا رونا ہے۔

یونہی لیٹے لیٹے اس کا جی چاہا امرود کھائے۔ پھر کیا تھا۔ اسی وقت وہ بیڈ سے نکلی اور بے خطر سیڑھیوں کا رخ کیا۔

ابھی تو وقت بھی اتنا نہیں ہوا تھا۔ صرف سوا دس ہوئے تھے۔ مریم اور بچے نو بجے ہی سو گئے تھے۔ سعدیہ اور صبا باجی اپنے گھر پہ تھیں۔ اکیلے اوپر جاتے ہوئے اس کو ڈر اس لیے بھی نہیں لگا کہ ہر روز بارہ بجے تک فواد بھائی کے کمرے سے مردانہ باتوں اور قہقہوں کی آوازیں آتی رہتی تھیں۔

چھت پہ پہنچی، بہت پیاری ہوا چل رہی تھی۔ وہ چند منٹ واک کرنے لگی۔ ایک طرف مسجد کے منار پہ لگے قمقمے اندھیرے میں چمک رہے تھے، ایک گلی چھوڑ کر کسی کی شادی تھی وہاں سے ڈھول بجنے کی آواز آ رہی تھی۔ ساتھ ساتھ ان کے گھر پہ لگی لائٹنگ بھی یہاں سے نظر آ رہی تھی۔ دوسری منڈھر کے پاس آئی گلی میں نگاہ ڈالی جو سنسان پڑی ہوئی تھی۔ اگلے بازار میں چونکہ کافی کھانے پینے کی دکانیں، میڈیکل سٹور اور ایک ڈاکٹر صاحب کا کلینک تھا اس لیے وہاں رات گئے تک ٹریفک کا رش رہتا تھا۔ اس سمت سے آنے والی ہوا میں مزے دار کھانوں کی خوشبو شامل تھی۔ پچھلی طرف ہمسایوں کا پورا صحن نظر آتا تھا۔ جس

میں بہت سے رنگ ونسل کے پھول دن کے وقت بہت بھلے لگتے مگر اس وقت اندھیر ہی تھا۔ صرف ایک بلب روشن تھا،ان کو کتا صحن میں پھر رہا تھا۔

واک سے دل بھر گیا تو اپنے منصوبے پہ عمل کے لیے مطلوبہ گھر کی جانب رخ کیا۔ جو شاخیں ان کی چھت کے قریب تھیں۔ان پہ کوئی امرود نہ تھے۔ دور سے دوسری طرف لگے بہت موٹے موٹے مارود نظر آئے۔ اس نے ارادہ کر کے منڈھیر پہ چڑھ کر دوسری چھت پہ کودنے کا سوچ لیا۔

منڈھر پہ چڑھ گئی۔ دوسری طرف ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئی۔ جیسے ہی نیچے قودی اس کے دوپٹے سے اٹک کر ایک اینٹ کا بڑا سا ٹکرا بھی اس کے ساتھ دوسری طرف چھت پہ گر گیا۔

اتنا بڑا دھماکا ہونے پہ اس نے سر پیٹ لیا۔

ہائے سیاپا۔۔!!

کتنی دیر چپ چاپ جہاں تھی وہیں کھڑی رہی، جب یقین ہو گیا کہ نیچے کسی نے پتھر گرنے کی آواز کا نوٹس نہیں لیا تو آرام سے اپنا مشن پورا کرنے آگے بڑھی

۔

ڈاکٹر مصدق، اور فلک شیر کا دوست شارق فواد بھائی کے ساتھ لڈو کھیل رہے تھے۔ وہ سب کے لیے دودھ سوڈا بنانے کچن میں آیا ہوا تھا، جب چھت پہ پتھر گرنے کی آواز آئی تو اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ پہلا لفظ اس کے منہ سے نکلا

۔

"چورنی۔۔" !!

دودھ سوڈے میں وہ جام شریں ڈال رہا تھا، سارا کام بیچ میں چھوڑ کر چھت کا رخ کیا۔

بہت احتیاط کے ساتھ سیڑھیوں کا دروازہ کھولا۔

دبے قدموں سے چھت پہ قدم رکھا۔

وہ ان کی منڈھیر پہ آدھی باہر باغیچے کی جانب جھکی ہوئی تھی۔اس کے پیر زمین سے بہت اوپر ہوا میں جھول رہے تھے۔

فلک شیر نے قمیض کی جیب سے فون نکال کر ٹارچ کے ساتھ کیمرہ آن کر کے ویڈیو ریکاڈنگ لگاتے ہوئے اس کے سر پہ پہنچ کر کہنا شروع کیا۔

ناظرین اس دفعہ ہم نے چورنی کو رنگے ہاتھوں پکڑ لیا ہے۔

وہ جو پورے فوکس کے ساتھ اپنی پہنچ سے دور امرود کو جھپٹنے کے چکر میں تھی اس اچانک پڑنے والی افتاد پہ اتنا گھبرائی کے اگر عین وقت پہ فلک شیر آگے کو بازو بڑھا کر اس کے پیر کو نہ پکڑ لیتا وہ اس وقت ان کے باغیچے میں منہ کے بل گری ملتی۔

پچاس سیکنڈ لگے تھے خولہ کو اپنی گھبراہٹ پہ قابو پانے میں۔اس کے بعد اس نے الٹا فلک شیر پہ اٹیک کر دیا۔

مر جانے کمینے میرا پیر چھوڑو۔۔

وہ احسان کرتے ہوئے بولا۔

سوچ لو۔۔ ”کہیں یہیں سے تم میرے گھر میں لینڈ نگ کر گئیں تو؟“

وہ اپنا بیلنس سنبھال چکی تھی۔اس لیے چیخ کر بولی۔

پیر چھوڑتے ہو کہ میں ”امر ود مار کر تمہاری آنکھ نیلی کروں۔“

فلک شیر نے اس کا پیر چھوڑ دیا۔وہ سیدھی کھڑی ہوئی اور تیزی سے اپنے گھر کی جانب جانے لگی۔جب وہ پھر سامنے آ کر اس کا راستہ روک گیا۔

اس پہ وہ دانت پیستے ہوئے بڑ بڑائی۔

”اب کیا ہے؟“

کیا مطلب اب کیا ہے؟ کتنے امر ود چوری کیئے ہیں؟

یہی کوئی دو۔۔

وہ کہہ دورہی تھی مگر اس کے دونوں ہاتھوں میں دو دو امر ود تھے۔

فلک شیر افسوس کرتے ہوئے بولا۔

توبہ توبہ تم تو چورنی ”ہونے کے ساتھ ساتھ جھوٹی بھی ہو۔“

وہ اس کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے بولی۔

سامنے سے ہٹ جاو۔ پھر نہ کہنا امرود لگنے سے کوئی دانت وانت بھی ٹوٹ ''
سکتا ہے۔''

وہ بھی اسی کے انداز میں بولا۔

واہ جی واہ میرے گھر سے چوری ''امرود نہ ہوئے تھور کا ہتھوڑا ہو گیا نا جو''
دانت ہی توڑ دیں گے۔ چورنی، جھوٹی ہونے ساتھ ساتھ لمبی لمبی چھوڑنے والی
بھی ہو۔اور یہ جو تم اپنے بہنوئی کے ساتھ مل کر میرے گھر پہ قبضہ کر کے ہمیشہ
کے لیے ان امرودوں پہ اپنا اختیار قائم کرنے کی سازشیں کر رہی ہو نا۔ میں
تمہارے یہ منصوبے پورے نہیں ہونے دوں گا۔ چاہے مجھے الٹا ٹکا دیا جائے پھر
بھی تم سے شادی نہیں کروں گا۔

خولہ کا خون اپنے خاندانی جوش میں آگیا۔ اس کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے کہہ رہی
ہو۔ارے تیری اتنی جرات۔ پھر بولی تو آواز میں پورا رعب تھا۔

اوہیلو کسی کارٹون نیٹ روک کے ہیرو، کبھی شیشہ دیکھا ہے؟ میں تم جیسے سے
شادی کروں گی؟ جو پینٹ کوٹ کے نیچے کینچی چپل پہن کر آدھا شہر گھوم آتا

ہے۔ جو امریکہ پلٹ لڑکی کی خوشامدیں کرتا پھر رہا ہے کہ کسی طرح اس کو امریکہ کی نشنیلٹی مل جائے۔ تم نے کیا سمجھا تھا کہ میرے بھائی کی بیماری پہ ادھر ادھر تھوڑے پیسے لگا دو گے تو میں متاثر ہو کر شادی کے لیے ہاں کر دوں گی۔ میری طرف سے پکی ناہ ہے۔ تم سے بہتر وہ ہے جس کے ساتھ میرے بھائی نے میرا رشتہ کیا ہوا ہے، تم سے تو وہ بڑے کانوں والا بہتر ہے۔ اگر کوئی لڑکا نہ بھی ملے تب بھی تم سے شادی کرنے سے ہزار درجے بہتر ہے کہ میں اس چھت سے کود جاؤں۔

اپنی بات پوری کر کے وہ منڈھیر عبور کر کے اپنی چھت پہ پہنچی۔

اس کی اتنی بڑی تقریر کے بعد وہ مزے سے بولا۔

اچھا ایسا ہے تو پھر چھت سے کودنے کی تیاری کر لو۔ ”کیونکہ اب تمہارے“ پاس دو ہی راہ ہونے ہیں۔ یا مجھ سے شادی، یا خودکشی۔

وہ سیڑھیوں کی جانب جاتے ہوئے بولی۔۔

خوشی سے خودکشی کروں گی۔

فلک شیر تب تک وہاں کھڑا رہا جب تک وہ نیچے نہیں چلی گئی۔ سیڑھیوں کا دروازہ بند کرنے سے پہلے خولہ نے پلٹ کر دیکھا اس کو وہیں کھڑا پا کر اونچی آواز میں بولی۔۔۔

!! جن بھوت"۔۔"

وہ بھی اسی کے انداز میں چلایا۔۔

!! "چورنی۔۔"

دروازہ بند کر کے نیچے جاتے ہوئے اس کا خون کھول رہا تھا۔

ہائے مجھے اس وقت وہاں جانا ہی نہیں چاہیے تھا۔ ابھی تک میرا پیر جل رہا ہے جہاں سے پشو نے پکڑا تھا۔

کمرے میں جا کر روشنی میں پیر کو دیکھا، سیدھے پیر کے ٹخنے سے تھوڑا اوپر ٹانگ پہ فلک شیر کی انگلیوں کے نشان پڑے تھے۔

اس نے سوچے سمجھے بغیر پیر کی تصویر لے کر فلک شیر کے نمبر پہ بھیج کر نیچے لکھا۔

جانور کہیں کے۔۔

فواد بھائی آج ''خود بایسا کھیوں کی مدد سے چل کر اپنے گھر گئے تھے۔اس لئے ''

مریم باجی نے کھانا بنا کر مدرسے میں بھیجا تھا،آج کا سارا دن وہیں پہ گزرا تھا۔

سعدیہ ابھی بھی وہیں تھیں ،صبا کو گرمی لگ رہی تھی۔اسلئے فریش ہونے کو گھر

کی راہ لی تھی۔

کاٹن کے سوٹ پہ کٹ پیس کا کام ہوا تھا۔ساتھ نو میک اپ میک اپ لک کے

ساتھ وہ بہت زیادہ ڈیسنٹ اور پر کشش لگ رہی تھی۔

سادہ سالون کا سوٹ نکال کر واش روم جانے سے پہلے اس نے اپنا میک اپ

صاف کیا۔اس کے بعد شاور لیا۔

بالوں کو برش کرنے کے بعد سکن پہ نائٹ کریم وغیرہ لگائی۔ نماز پڑھی اور باہر بالکونی میں بتی بند کر کے بیٹھ گئی۔ یہاں سے مریم کے باغیچے میں بھاگتے کھیلتے بچے صاف نظر آ رہے تھے۔ خواتین یقیناً ابھی تک اندر اپنی گفتگو میں مگن تھیں۔

صبا نے فون میں ڈاکٹر کا نمبر کب سے سیو کیا ہوا تھا، مگر فون ملانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

اپنے آپ سے بہت باتیں کر کے خود کو اس بات پہ رضامند کر پائی تھی کہ اس کو آج ڈاکٹر صاحب کو کال کرنی چاہیے، روبینہ کے ساتھ تو اب تقریباً روز ہی سلام دعا ہو رہی تھی۔

اس نے جیسے ہی نمبر پہ ڈائل کے آپشن کو دبایا۔ دل کی دھڑکن ایک دم سے اوپر چلی گئی۔ ہاتھ الگ کانپ رہے تھے۔ گہری سانس بھر کر تھوڑی ہمت مجتمع کی۔

"السلام علیکم جی؟"

ڈاکٹر صاحب کی نرم خو "آواز سنتے ہی صبا کے ہاتھ سے فون گرتے گرتے بچا" تھا۔

”وعلیکم السلام۔۔“

ابھی اس نے سلام کا جواب ہی دیا تھا کہ ڈاکٹر مصدق اس کو پہچان گئے۔

دھیمے سے ٹھہرے ٹھہرے بھاری لہجے میں بولے۔

”تم آئے تو یوں لگا، جیسے مدتوں سے ٹھہری ہوئی دعا قبول ہو گئی۔“

”تم آئے تو یوں لگا، جیسے کوئی بہت اپنا لوٹ آیا ہو۔“

صبا کے تو خواب و خیال میں بھی نہیں تھا کہ یہ آدمی اتنے خوبصورت انداز اور اس قدر پیارے طریقے سے بات کا آغاز کرے گا۔ کیا واقعی یہ مجھ سے اتنی شدت سے بات کرنا چاہ رہے تھے؟

بہت دیر تک لائن خاموش رہی۔ نہ ڈاکٹر نے کچھ پوچھا۔ نہ صبا سے کچھ کہا گیا۔

تین چار منٹ کی خاموشی کے بعد وہ ”کہنے لگی۔“

جہاں تک مجھے ماضی کے واقعات یاد پڑتے ہیں۔ ان دنوں میں مجھے آپ بہت“ پسند آئے تھے، مجھے آپ کے بال بنانے کا انداز بہت پسند تھا۔ ”آپ جب اپنی امی سے دھیمی آواز میں پوچھ رہے ہوتے تھے کہ روبینہ کی سہیلی آئی ہے ان کے لئے

بیکری سے کیا لے کر آنا ہے۔ مجھے وہ انداز بہت دل موہ لینے والا لگتا تھا۔ پھر آپ کی زندگی میں آپ کی زوجہ آئیں تو میں نے اسی دن سے آپ کو سوچنا چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ مجھے دوسروں کی چیز پہ نظر رکھنا پسند نہیں ہے۔ اس دن اتنے سالوں بعد آپ کو یوں سامنے دیکھ کر مجھے ایسے لگا کہ جیسے بیچ میں اتنے سال آئے ہی نہیں ہیں۔

صبا جی انسان اور چیز میں بہت فرق ہوتا ہے۔ ''آپ نے بھلے مجھے نہ سوچا ہو۔'' مگر جب سے میں اکیلا رہا ہوں، میں کئی دفعہ آپ کو یاد کرتا تھا۔ جب کہیں تنہائی کا سانس ڈستا تھا۔ مجھے آپ کا خیال ضرور آتا تھا۔

صبا دل جلانے کو ہنستے ہوئے بولی۔

ہاں اسی '' لئے تو آپ مجھے ڈھونڈتے ہوئے میرے گھر پیچھے پہنچ گئے۔''

ڈاکٹر صاحب نے ''اپنے نرم لہجے میں کہنا شروع کیا۔''

میں تو یہ سوچ کر چپ تھا کہ ایک شادی شدہ لڑکی کے بارے میں سوچنا بھی'' گناہ ہے۔ ''میں تو تصور میں آپ کو آپ کے شوہر اور بچوں سمیت کئی دفعہ دیکھ چکا ہوں۔ یہ تو اب آکر خبر ہوئی کہ آپ نے تو شادی ہی نہیں کی ہے۔

صبا تیزی سے بولی۔

اب پلیز ''کہیں آپ یہ نہ سمجھ لیجئے گا کہ میں نے آپ کی وجہ سے شادی نہ کی۔''

''پہلی دفعہ ڈاکٹر صاحب مسکرائے۔''

ایسی جسارت میں کبھی نہیں کر سکتا ہوں۔ کیونکہ میں ایک خود پسند شخص نہیں ہوں، میں جانتا ہوں اور بھی غم ہیں زمانے میں محبت کے سوا۔ مجھے جو معلومات نہیں تھی۔ وہ فلک شیر سے مل گئی، میں اس بات کی بہت داد دیتا ہوں جیسے آپ دونوں بہنوں نے اپنے والدین کی خدمت کی اور ان کے جانے کے بعد ایک دوسرے کے ساتھ کھڑی رہی ہیں۔ یہ بات بہت زیادہ قابل دید ہے، کسی اور کی خاطر اپنے خواب چھوڑ دینا۔

وہ ایک دفعہ پھر سے ان کو درمیان میں ٹوک کر بولی۔

ڈاکٹر صاحب اایسا ہر گز نہیں ہے کہ میرے پاس رشتہ تھا مگر میں نے اس کو چھوڑ کر اپنی بیوہ بہن کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی۔ اگر مجھ پہ ایسی آزمائش آتی تو میں اتنی اچھی ہر گز نہیں تھی، بات یہ ہے کہ مجھے کوئی اایسا انسان ملا ہی نہیں کہ جس کے ساتھ بات کر کے یا جس سے مل کر اایسا محسوس ہوتا کہ ہاں اس کے ساتھ زندگی گزارنے میں مزا آئے گا۔ تو اسلئے جس قربانی کا کریڈٹ آپ مجھے دینا چاہ رہے ہیں وہ میں نے کی ہی نہیں ہے،۔ البتہ عمر کے اس دور میں آکر میرے لئے ناممکن سی بات ہے کہ میں سعدیہ سے الگ رہوں۔ اس لئے مجھے لگتا ہے کہ اب وہ وقت آیا ہے جب میں یہ قربانی دوں گی، کیونکہ اب میرے سامنے اایسا انسان ہے جس کو دیکھ کر اور جس کے ساتھ کو تصور کر کے زندگی مزید حسین لگتی ہے۔ مگر پھر ایک سوال ہے کہ آیا میں اس انسان کی خاطر اپنی بہن کو اکیلا چھوڑ دوں گی۔

”اس دفعہ ڈاکٹر نے بات پکڑ لی۔“

مس صبا، میں آپ سے اایسا کوئی مطالبہ نہیں کر رہا ہوں۔ نہ میں آپ کے اوپر ایسی کوئی مشکل ڈالوں گا۔ میں نے سعدیہ جی سے بات کرلی ہوئی ہے، جیسے ہی آپ کے کرائے داروں کا کنٹریکٹ ختم ہو گا۔ میں آپ کا نچلا پورشن کرائے پر لے لوں گا۔ پورے سال کا کرایہ ایڈوانس دینے کو تیار ہوں۔ اس دوران اگر آپ برا نہ منائیں تو میرے غریب خانے کو رونق بخش سکتی ہیں۔ میں ہر روز کلینک جانے سے پہلے آپ کو آپ کے گھر چھوڑ جایا کروں گا، کلینک بند کرتے وقت آپ کو واپس لے جایا کروں گا، اس طرح آپ کبھی بھی اپنی بہن سے دور نہیں ہوں گی

۔

صبا کی آنکھ سے آنسو ٹپکنے لگے،

اس نے تو سوچا تھا کہ وہ شادی کی شرط یہ رکھے گی کہ اس کی بہن ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گی۔ مگر اس انسان نے تو اایسا کچھ کہنے کی نوبت ہی نہیں آنے دی۔

وہ مزید کہہ رہے تھے۔

”اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہے تو پلیز وہ بھی دل سے نکال لیں۔“

صبا کو خیال آیا۔ تو بولی۔

میں سوشل میڈیا استعمال کرتی ہوں۔آپ کو میرے اس عمل پہ کوئی اعتراض ‘‘
تو نہیں ہے’’؟

میں نے آپ کے ویلاگز دیکھے ہوئے ہیں۔آپ سر ڈھانپ کر اچھے باعزت ‘‘
لباس میں بڑے ’’مہذبانہ انداز میں میک کرنا سکھاتی ہیں۔آپ کے فالورز میں
زیادہ تعداد خواتین کی ہے۔مجھے آپ کے اس شوق پہ کوئی اعتراض نہیں ہے۔
بلکہ میں تو آپ کا مداح ہوں۔

صبا کو لگا کہ اب وہ جو سوال کرنے جارہی ہے۔اس پہ تو ڈاکٹر صاحب ضرور
لڑکھڑا جائیں گے۔

آپ یہ بات تو سمجھتے ہوں گے کہ میں اس عمر میں بچہ پیدا نہیں کر سکتی ہوں۔اگر
کل کو آپ کو بچے کی خواہش پیدا ہوئی تو آپ کیا کریں گے؟ دوسری شادی؟

اس پہ دوسری جانب سے مسکراتے ہوئے بولا گیا۔

مس صبا مجھے خوشی ہے کہ آپ بلا جھجک اپنے تمام وہموں کا اظہار کر رہی ہیں"

"۔

میں آپ کو ایک سچا واقع سناتا ہوں ایک ایسے یونانی شخص کا جو کہ امریکہ میں ہوتا تھا۔اس کو کوئی مسئلہ ہوا تو جب وہ ڈاکٹر کے پاس گیا اس ڈاکٹر نے اس کو بتایا کہ تمہیں کینسر ہے اور تم بس چھ ماہ تک ہی زندہ رہ سکو گے۔اس نے اپنی تسلی کے لئے نو ڈاکٹروں سے مزید رائے لی سب نے یہی بات کی۔وہ بہت مایوس ہوا کہ اب میرے پاس صرف گنتی کے چند ماہ بچے ہیں۔میں کیا کروں گا۔وہ واپس اپنے دیس یونان چلا گیا۔وہاں جا کر اس نے اپنا پرانا طرز زندگی اپنا لیا۔ کھیتی باری کرنے لگا پھول پودے لگایا کرتا۔کرتے کرتے چھ ماہ گزر گئے۔چھ سے بارہ ہوئے اور بارہ سے سال پھر دس سال اور دیکھتے ہی دیکھتے پچیس سال گزر گئے اور وہ بالکل ٹھیک ٹھاک جی رہا تھا۔ایسے میں وہ واپس امریکہ گیا کہ میں جا کر اپنے ڈاکٹروں سے ملتا ہوں۔بتاتا ہوں کے میں نے تو کئی سال گزار لئے اور ابھی بھی زندہ ہوں۔جب وہ سب کی تلاش کر کے ان کے پاس گیا۔تو نو میں سے ایک

بھی ڈاکٹر زندہ نہیں تھا۔ تشخیص کرنے والے سبھی جا چکے تھے۔اور جس کو مرنے کی پیش گوئی کی گئی تھی وہ نوے سال سے بھی اوپر جتا تھا۔

اس لئے صبا جی میں یہی کہوں گا۔اولاد، مال، عزت، زلت، اور موت یہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

جہاں تک بچے کی بات ہے۔اگر مجھے اولاد کا اتنا شوق ہوتا تو میں کب کا شادی کر کے فیملی بنا چکا ہوتا۔دنیا میں ایسے بہت سے بچے گھوم رہے ہیں جن کے ماں باپ نہیں ہیں۔ہم ان میں سے کسی کو اپنی اولاد بنا لیں گے۔

صبا خاموش ہو گئی۔چند پل اسی طرح پر سکون سی بولتی ہوئی خاموشی میں گزر گئے۔پھر صبا کسی خیال کے تحت بولی۔

''مصدق صاحب میں نے تو آپ سے اپنے تمام وہم اور خدشے بانٹ لئے اب آپ کی باری ہے۔

دوسری جانب وہ مسکرائے اور بولے۔

''میری ایک فرمائش ہو گی۔''

"جی؟"

ڈاکٹر کہہ کر تو مجھے سبھی دوست احباب بلاتے ہیں۔ابھی آپ نے "میرا نام لیا" تو مجھے بہت اچھا محسوس ہوا ہے، میں چاہوں گا آپ ہمیشہ مجھے میرے نام سے مخاطب کریں۔ کیونکہ اللہ جنت نصیب کرے اماں جی مجھے مصدق کہہ کر بلایا کرتی تھیں۔اگر آپ بھی ہمیشہ مجھے اسی انداز میں پکاریں گی تو مجھے خوشی ہو گی۔

صبا مسکرائی۔اور دھیمے سے بولی۔

"کچھ اور مصدق صاحب؟"

وہ بھی مسکرا دیے۔

اور یہ کہ جس گھر میں رہتا ہوں۔اس کا صحن بہت بڑا ہے، مگر کچا ہے۔میں نے اس میں بہت سارے پودے لگوائے ہوئے ہیں۔میرے گھر میں کمرے زیادہ نہیں ہیں، کیونکہ میں سالوں سے اکیلا رہ رہا ہوں تو مجھے کبھی شوق ہی نہیں ہوا کہ میں گھر کو پکا کرواؤں۔نہ گھر پہ کوئی خاتون تھی جو مجھ سے لڑتی کہ ہوا چلتی ہے تو اندر کمرے میں گرد جمع ہو جاتی ہے،اور میں تو گرد کا عادی ہو چکا ہوں۔

جب شام کے وقت میں اپنے صحن میں پانی کا چھڑکاو کر کے بیٹھتا ہوں۔ چائے پیتے ہوئے رنگ بدلتے آسمان کے نیچے پرندوں کو اپنے گھر لوٹتے دیکھتا ہوں تو اس سادہ سی زندگی کا حسن مجھے دھنگ کر دیتا ہے۔ میں ایسی حسین شامیں آپ کے ساتھ بانٹنا چاہتا ہوں۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا؟

وہ چند پل تک خاموش رہ کر اس موجود وقت کی خوبصورتی کو محسوس کرتی رہی۔ پھر نرمی سے بولی۔

”جی یہ میرے لئے بہت بڑے اعزاز کی بات ہو گی۔“

وہ شکریہ کے بعد پوچھنے لگے۔

صبا جی اگر آپ کی اجازت ہو تو کیا میں ہمارے نکاح کا انتظام کر سکتا ”ہوں؟“

جی مصدق صاحب، جب انتظام ہو جائے تو مجھے لینے آجایئے گا، میں آپ کو ”“ یہیں ملوں گی السلام علیکم۔

اتنا کہہ کر صبا نے کال کاٹ تھی۔

فون ایک طرف رکھ کر اس نے اپنے ارد گرد کا جائزہ لیا، ہر چیز کا حسن پہلے سے دو بالا لگ رہا تھا۔ وہ گنگناتی ہوئی اپنے کمرے کو چلی گئی۔

*******

ماہ رخ اس کو بہت دنوں سے کہہ رہی تھی کہ مجھے اپنا گھر دکھاؤ، مگر فواد بھائی کی وجہ سے وہ ٹال رہا تھا کیونکہ اس کو علم تھا ماہ رخ ایسی باتیں ہضم نہیں کر پائے گی کہ تمہارا ہمسایہ تمہارے گھر کیوں رہ رہا ہے جبکہ اس کا اپنا گھر بالکل ساتھ میں ہے، اب وہ کیا بتاتا کہ وہ راتوں کو فواد بھائی کے گھر جا کر ان کو واش روم لے جانے میں مدد نہیں کر سکتا تھا، یہاں تو وہ آسانی سے ہر وقت ان کے ساتھ رہتا تھا۔ اس کے دوست آجاتے تھے۔ آج وہ ماہ رخ کو گھر لے کر آیا تھا۔

فاطمہ باجی کو بتایا کہ ''ماہ رخ آرہی ہے۔ انہوں نے سیدھا جواب دیا یہاں مت لانا کہیں اور لے جاؤ۔ سعدیہ کے گھر لے جاؤ کہہ دیا یہی میرا گھر ہے۔

وہ میرا بیڈروم دیکھنا چاہتی ہے۔

"بڑی ودھی ہوئی ہے، بے شرم لڑکی۔ ہم نے تو اپنے خصم کا بیڈروم شادی کے بعد ہی دیکھا تھا، آج کل کی لڑکیوں کو "کیا ہو گیا ہوا ہے"۔ منہ پھاڑ پھاڑ کے پُٹھی سیدھی فرمائشیں کرتی ہیں۔ اور ماں باپ بھی کیسے ہیں جو مان جاتے ہیں ہمارے ماں تو جوتا اتار لیتی۔

وہ بہن کی وائس نوٹ سب کر اس کو مزید جلانے کے لئے بولا۔

"مجھے ماہ رخ کی کوئی بات بری نہیں لگتی ہے۔ اگر وہ مجھ سے کہے کہ اس کو چائینا وال دیکھنی ہے، میں کل ہی ویزا اپلائی کر دوں گا۔"

"ہاں جی دنیا کا سب سے بڑا بدھو میری ماں کے گھر ہی پیدا ہونا تھا۔ جا کتے اجاڑ اپنی کمائی اس لاڈورانی پہ۔ بہن تو دو ہزار مانگ لے تو تمہارے پاس بچتا ہی کچھ نہیں ہے۔"

اس نے جواب دیا۔

دیکھو فاطمہ باجی میں سب کچھ برداشت کر سکتا ”ہوں اپنی ہونے والی بیوی کی“ شان میں ایسی گستاخیاں برداشت نہیں کروں گا،

فاطمہ نے ہاتھ جوڑنے والی ایموجی بھیج کر نیچے لکھا

ساڈے ولوں ناہ جے۔۔

اچھا میں اس کے گھر کے باہر کھڑا ہوں، آدھے گھنٹے تک پہنچ جائیں گے، پلیز کھانے کو کچھ اچھا سا پیش کرنا، اور یاد رہے ماہ رخ ایک تو تمہاری سسرال سے ہے اس کے ساتھ جتنا اچھا کرو گی اپنے سسرال میں تمہاری ہی عزت بنے گی۔ دوسرا کل کو وہ تمہارے لیے امریکہ سے اچھے اچھے تحفے لایا کرے گی، مجھے تم سے ملنے سے منع نہیں کرے گی۔اب ظاہر ہے تم میری ہونے والی بیوی کے ساتھ بد اخلاقی سے ملو گی کل کو ہم بہن بھائی کا تعلق ہی خراب ہو گا۔اور ہاں ماہ رخ گوشت نہیں کھاتی وتجیٹیرین ہے۔

صبا نے فون صوفے پہ پٹخا۔۔

کون سی منخوس گھڑی تھی جب یہ لڑکی ہماری زندگیوں میں آئی۔اور یہ میرا بھائی

آج ہی اس کے آگے بچھا جا رہا ہے، کل کو تو مجھے اس گھر سے چلتا کرے گا، یااللہ

لڑکے اگر دے تو تھوڑے غیرت مند دے۔

بڑبڑاتے ہوئے وہ باہر نکلی اور دیوار کے پاس کھڑے ہو کر آواز لگائی۔

”مریم؟خولہ؟“

دوسرے پل خولہ باہر آگئی۔

”جی باجی؟“

خولہ اگر فارغ ہو تو پلیز دو منٹ میری مدد کر دو۔ایمر ”جنسی میں مہمان آرہے“

ہیں اور سارا گھر بکھرا پڑا ہے۔

رکیں مریم باجی تو بتا کر آتی ہوں۔

وہ اندر گئی اور دو تین منٹ بعد بڑا دوپٹہ لے کر واپس برامد ہوئی۔

اس کو آتا دیکھ کر فاطمہ نے کہا۔

تم جلدی سے سیٹنگ روم کی چیزیں سمیٹ دو۔ ''ڈرائینگ روم اور فلک شیر ''
کے کمرے پہ بھی ایک نگاہ ڈال لینا۔ تب تک میں چائے کے لئے کچھ سامان
فرائی کر لیتی ہوں۔

''باجی آکون رہا ہے؟''

ارے وہی وکیلنی۔ نہ جانے میرے شدائی بھائی کو اس میں کیا نظر آگیا ہے۔ لٹو ''
''ہی ہوا پڑا ہے۔

یہ سوچ کر کے فلک شیر ماہ رخ سے شادی کے لئے اتنا ''سنجیدہ ہے۔ خولہ کی ''
روح خوش ہوگئی، اس نے سوچا اب تو پرے دل سے صفائی کروں گی تا کہ ماہ رخ
کو انکار کا کوئی بہانہ نہ ملے۔ ساتھ ہی فاطمہ سے بولی۔

فاطمہ باجی۔۔ ''ویسے نا ایک بات کہوں ماہ رخ بہت اچھی لڑکی ہے۔ آپ کے ''
ساتھ بہت پیار سے رہے گی۔

فاطمہ جلی ہوئی تھی۔

دفعہ کرو خولہ۔۔ادھر یہ شادی کرے گا۔ادھر میں اپنا گھر بدل لوں گی۔ مگر میں کسی نک چڑھی لڑکی کے نخرے نہیں دیکھ سکتی ہوں۔ تمہیں پتا ہے اپنے گھر میں وہ ایک چیز ادھر سے اٹھا کر ادھر نہیں کرتی ہے، پانی تک نوکر سے مانگ کر پیتی ہے، میں کہتی ہوں کیا امریکہ میں یہ اپنے کام خود نہیں کرتی ہو گی؟اوپر سے جو یہ اپنے برینڈز کا رعب جھاڑتی ہے۔ میری دیورانی بتا رہی تھی۔ جہاں جاتی ہے ڈیزائنر بیگ کے بغیر نہیں جاتی ہے، میرے بھائی کی کمائی تو اس کے ٹشن پورے کرنے میں لگ جایا کرے گی۔اور یہ تو ہے بھی سدا کا نرم دل بیوی کچھ مانگے گی تو یہ انکار تھوڑی نا کرے گا۔اٹھا کر دے دیا کرے گا۔ایک ٹریلر تو تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ فواد بھائی اس کو کب پسند کرتے تھے، مگر کمینے نے اپنے اعلی اخلاق سے ان کو اپنا دیوانہ کر لیا ہے، کیسے ان کی خدمت میں خود کو بھی بھول گیا تھا۔ یہ ایسا ہی ہے۔ زبان اس کی دس گز لمبی ہے۔ مگر دل بہت نرم اور محبت کرنے والا ہے۔ سعدیہ کبھی بیمار ہو جائیں تو یہ ایسے پریشان ہوتا ہے جیسے اس کی ماں بیمار ہو گئی ہو۔ اللہ جنت نصیب کرے جب امی جی بیمار ہوئیں یہ

تو ان کی چارپائی کے پاس سے ہلتا نہیں ہوتا تھا۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دیکھتا تھا کہ آیا سانس تو چل رہی ہے نا۔ امی اس کے لئے بہت دعا کیا کرتی تھیں کہ اللہ اس کو نیک دل عورت دے۔ ہائے امی جی آپ کی دعاؤں کا الٹ ہو گیا ہے۔ آپ کا بیٹا نک چڑھی سے شادی کر رہا ہے۔

خولہ کا" دل اتنا باغ باغ تھا، فاطمہ کی باتوں پہ بمشکل اپنی ہنسی دبائی۔"

ڈرائینگ روم کے سب کشن جگہ پہ رکھے، کالین پہ تھوڑا سا گند نظر آرہا تھا۔ اس کو ہوور کیا۔ روم سپرے مار کر سٹنگ روم کا رُخ کیا۔ یہاں کافی گند تھا۔

سب کچھ سمیٹ کر جھاڑو پکڑا۔ گند اکٹھا کر کے ڈسٹ بن میں پھینکا اور آخر میں فلک شیر کے کمرے کا رُخ کیا۔

کیا یاد کرو گے دشمن آج ہم "تمہاری بیوی کی آمد کی خوشی میں تمہارا کمرہ صاف" کئے دیتے ہیں۔ ورنہ تو میں باہر سے مزید گند لا کر تمہارے بیڈ پہ ڈالتی۔

سب سے پہلے اس نے ساؤنڈ سسٹم کے پاس جا کر اس کو آن کیا۔

دیوار پہ ایک چھوٹی سی ڈیوائس فکس تھی۔اس کا پاس ورڈ اس کو بچوں نے بتایا ہوا تھا،اس نے جلدی سے تال سے تال ملاؤ ڈھونڈ کر لگایا اور اپنے کام سے لگ گئی۔

بیڈ پہ گندا گیلا تولیہ پڑا ہوا تھا۔

اس نے ایک ہاتھ سے ناک بند کر کے ہینگر کی مدد سے تولیہ اٹھایا۔

کتنا گندا آدمی ہے۔تولئے نے بیڈ شیٹ بھی گندی کر دی ہے۔اس نے تولیہ ویسے ہی پکڑے پکڑے لے جا کر باہر لانڈری میں پھینکا۔

فاطمہ کی اس پہ نگاہ پڑی تو پہلے تو حیرت سے اس کو دیکھا کہ آیا یہ کر کیا رہی ہے"

"۔پھر بولی۔

خولہ یہ دھلا" ہوا تولیہ ہے۔میں نے پھیلانے کے لئے پکڑا تھا مگر کسی کام سے" اس کے کمرے میں گئی تو وہیں رہ گیا۔اس کو لائن پہ ڈال دو سوکھ جائے گا۔

"خولہ نے اسی پل ناک چھوڑ دیا۔"

تولیہ ہاتھ میں لے کر لائن پہ ڈال دیا۔

اس کے بعد کمرے میں آئی فلک شیر کی چپل بیڈ کے پاس رکھی تھی اس نے ہینگر کی مدد سے اٹھا کر باری باری دونوں پیر واش روم کے باہر رکھے۔ڈریسنگ ٹیبل پہ ہلکی سی گرد کی تہہ چمک رہی تھی۔ڈسٹر سے سب کچھ صاف کیا۔

ساتھ ساتھ وہ اونچی آواز میں گا بھی رہی تھی۔

جو تیرا حال ہے وہ میرا حال ہے

اس حال سے حال ملاؤ

تال سے تال ملاؤ۔۔

جیسے ہی وہ لہرا کر مڑی سامنے فلک شیر کو کھڑے پایا۔

اس کے ہاتھ سے جھاڑ واڑ کر کہیں گیا ڈسٹر اڑ کر فلک شیر کے سر پہ لینڈ کیا۔گلے سے نکلنے والی چیخ سن کر فاطمہ بھی بھاگی بھاگی وہاں آگئی کہ آکر کون سی قیامت آگئی ہے۔

جیسے ہی ہو اس تھوڑے قائم ہوئے۔ اس نے سب سے پہلے سر پہ دوپٹہ لیا

پھر میوزک بند کیا۔ جھاڑو اٹھایا۔ دونوں ہاتھ جوڑ کر ماہ رخ کے سامنے جاپانیوں

کے انداز میں جھک کر خوش آمدید بولا اور باہر نکل گئ۔

فلک شیر نے گردن موڑ کر اس کو جاتے دیکھا۔ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ یہ موقع

جانے دیتا۔

دکھی آتما" واپس آو تم اپنی خاص چیز یہاں بھول گئ ہو۔"

وہ جانتی تھی کہ ڈسٹر کی بات ہو رہی ہے اس لئے پلٹے بغیر بولی۔

وہ تم رکھ لو جل ککڑ۔۔

جھاڑو اس کی جگہ پہ رکھ کر وہ سیدھی اپنے گھر" جا کر رکی۔"

ماہ رخ کی تیز نظریں یاد کر کے اس کو ہنسی آرہی تھی۔

مریم نے ہنسی کی وجہ پوچھی تو اس کو ساری بات بتانی پڑی۔ آخر میں کہنے لگی۔

ہائے بچارہ اب اپنی ہونے والی بیوی کو صفائیاں دے "گا۔"

"آگے اس نے فلک شیر کی آواز نکالنے کی کوشش کی۔"

دیکھو جانو وہ ”نہ جانے کیوں میرے کمرے میں تھی۔ میں نہیں جانتا ہوں۔“

قسم لے لو اگر مجھے علم ہو۔

اپنی بات پہ خود ہی ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔ جب مریم نے اس کے لئے دعا کی کہ یہ سدا ایسے ہی ہنستی مسکراتی رہے۔

ماہ رخ اس کو پہچان گئی تھی۔ اس کا اسی وقت موڈ خراب ہو گیا تھا۔ اس نے فلک شیر کا کمرہ دیکھنے سے انکار کر دیا۔ اکڑ کر سیٹنگ روم میں بیٹھ گئی۔

فاطمہ نے جو بھی چیز اس کو دی اس نے کھانے سے انکار کر دیا۔ یہ کہہ کر کہ میں نے ناشتہ بہت بھاری کیا تھا۔ اس لئے ٹا کو کھانے کی گنجائش نہیں ہے۔ مینگو سویٹ پہ اس نے سیدھا ہی بول دیا۔

میں پاکستان میں کسی کے گھر میٹھا نہیں کھاتی ہوں۔ یو نو۔۔ یہاں پہ جادو کتنا عام ہے۔ پلیز آپ مائنڈ مت کرنا، مگر آپ کا اور میرا رشتہ ہی ایسا ہے کہ مجھے آپ پہ شک کرنا پڑے گا۔

فاطمہ تو کتنی دیر تک اس کی شکل ہی دیکھتی رہ گئی۔ ”دس پندرہ منٹ میں ہی وہ“
واپس چلی گئی۔

فلک شیر اس کو ”چھوڑ کر واپس آیا تو فاطمہ سر باندھ کر زار و قطار رو رہی تھی۔“

ارے ارے ارے کیا ہو گیا ہے۔ ابھی تو میں رخصت نہیں ہو رہا ہوں۔ پھر تم“
”کیوں رو رہی ہو۔

میں اپنے گھر واپس ”جا رہی ہوں۔ اب تمہیں میری ضرورت نہیں ہے، تم“
شادی کرو۔ اللہ تمہیں آباد رکھے بھائی۔ مگر میں شادی میں شرکت نہیں کروں
گی۔

فلک شیر نے اس کو بٹھایا اور پانی کا گلاس اس کے منہ سے لگاتے ہوئے بولا۔

ایسے کیسے نہیں آو گی۔ تمہیں تو وہاں کڑے پڑنے ہیں۔ ”میں نے اگلوں کی“
ساری شرطیں مان لی ہیں کہ جواب میں بس میری بہن کو چھ تولے کے کڑے
ڈالے جائیں۔

”نہ بھائی میں رہی ایسے کڑوں سے۔ مجھے کچھ نہیں چاہئے ہے۔“

یار کیوں دل چھوٹا کر رہی ہو۔ گھروں میں چھوٹی چھوٹی باتیں ہو ہی جاتی ہیں"

۔"تمہیں ویسے بھی کہاں کوئی لڑکی پسند آتی ہے۔

"وہ روتے ہوئے بولی۔"

ارے اس سے تو اچھا" تھا میں خولہ کو ہی اپنی بھابھی بنا لیتی۔ اتنی پیاری ہے۔"

ہر سلیقہ اس میں ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اخلاق والی بچی ہے گھل مل

کر رہنے والی ہے۔

"فلک شیر منہ بنا کر بولا۔"

ارے ایک نمبر کی روندھو ہے۔ اوپر سے "سپلی والی ہے۔ تم کیا چاہتی ہو کل کو"

میری اولاد بھی ماں کی طرح فیل ہو۔

"جلدی سے فاطمہ نے خولہ کا دفاع کیا"

بکواس نہ کرو۔ تمہاری جو پوزیشن ہولڈر آئی تھی اس نے تمہاری بہن کے ہاتھ کا

بنا میٹھا نہیں کھایا کہ اس میں تاویز ملے ہوں گے،

خولہ تو میری اتنی عزت کرتی ہے جب بھی مریم کی طرف چلی جاؤں اسی ""

وقت بولے گی باجی چائے بنالاوں کا ای کھائیں گی۔ پھر مجھے اتنا اچھا سوٹ بھی

سلائی کر کے دیا تھا، جتنے دن فواد بھائی ہمارے گھر رہے ہیں ہر روز وہ بچی آکر چپ

چاپ میرے ساتھ اتنے کام کر و دیا کرتی تھی کہ فواد بھائی کی دوجہ سے آپ کے

گھر آنا جانا زیادہ ہوا ہے۔ فاطمہ باجی میں آپ کی مدد کر دیتی ہوں۔ ہائے میری

عقل ماری گئی تھی۔ میں نے مریم سے کیوں نا رشتہ مانگ لیا۔

فلک شیر نے یاد کروایا،

"ماہ رخ سے کڑے ملنے ہے۔ مریم باجی سے تو جہیز بھی نہیں ملے گا۔"

ارے کڑے میں نے چاٹنے ہیں۔ جب بھائی ہی اپنا نہ رہے گا "تو کڑے کیا"

کروں گی۔ میرے پاس تو اپنا کافی سونا ہے۔

فلک شیر نے آخری وار کیا۔

اچھا اگر اتنا ہی افسوس ہے تو مانگ کو " پھر اپنی چہیتی کا رشتہ۔ میں ماہ رخ کو انکار "

کر دیتا ہوں۔

فاطمہ نے آنکھیں پھاڑ کر اس کو دیکھا۔۔

سچ کہہ رہے ہو؟

''ہاں جب تم نے ایسے ہی رونا دھونا ہے تو پھر کر لو جو تمہاری مرضی ہے۔''

''فاطمہ اسی وقت اٹھی۔''

''مجھے دو منٹ دے میں ابھی آئی۔''

بھاگی بھاگی اپنے کمرے میں گئی۔الماری میں استری شدہ سوٹ میں سے ایک نکال کر پہنا۔منہ صاف کر کے گہرے رنگ کی لپ اسٹک لگائی۔جوتا پہنا بیگ میں الماری کے اندرونی خانے سے ایک انگوٹھی نکال کر رکھی اور باہر آکر بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لئے مریم کے دروازے پہ پہنچ گئی۔

''فلک شیر کا منہ ایسے بنا ہوا تھا جیسے بزنس میں کوئی بہت بڑا نقصان ہو گیا ہو۔''

''فواد بھائی بھی گھر پہ ہی مل گئے۔''

مریم نے اس کو دیکھ کر پوچھا۔

فاطمہ کدھر جارہی ہو؟" شاپنگ کا پروگرام تو نہیں بن گیا۔ فلک آو تم اندر"

ڈرائینگ روم میں بیٹھو۔ خولہ جلدی سے کچھ کھانے کو لے کر آو۔ تمہارے بھائی

رس ملائی لے کر آئے ہیں وہی لے آو،

دونوں میاں "بیوی ان کو لے کر ڈرائینگ روم میں آگئے۔"

مریم نے فلک شیر کو دیکھ کر پوچھا،

ہیرو کیا بات ہے اتنے خاموش کیوں ہو؟" منہ کیوں بنا ہوا ہے۔"

فاطمہ نے فلک شیر کی کمر میں ایک ہاتھ رسید کیا۔

جس پہ وہ مصنوعی مسکرایا۔

فاطمہ نے صفائی دی۔

مریم اس کو کل سے تھوڑا فلو ہوا" ہے اس لئے تھوڑا ایزی سا ہوا ہے۔ تم مجھے"

یہ بتاؤ تمہیں فلک شیر کا ایسا لگتا ہے؟

مریم نے حیرت سے اس کو دیکھا،

میرا بھائی ہے ظاہر ہے مجھے تو پیارا ہی ہے۔اور جس طرح اس نے میرے شوہر کا خیال کیا جتنا ہمارا اس مشکل وقت میں اس نے ساتھ دیا ہے میرے دل سے اس کے لئے دائمی خوشیوں کی دعا نکلتی ہے۔

اسی وقت سعدیہ اور صبا بھی آگئیں۔ کیونکہ فاطمہ نے ان کو ٹیکسٹ کیا تھا کہ اسی پل مریم کی طرف پہنچو۔

فواد بھائی، مریم، سعدیہ اور صبا۔۔ میرا بھائی آپ کے سامنے ہے۔ میں آپ کے سامنے ہوں۔ ہمارے بارے میں کچھ بھی آپ لوگوں سے چھپا ہوا نہیں ہے۔

مریم، تم میری بہن ہو۔آج میں بڑے مان سے تمہارے پاس آئی ہوں۔ خولہ کو رشتہ میرے فلک شیر کے لئے دے دو پلیز۔۔ میں تم سے کوئی بڑے بڑے وعدے نہیں کروں گی۔ بلکہ دعا ہی دوں گی کہ اللہ ان دونوں کی جوڑی بنادے اور ان کو ہمیشہ خوش رکھے۔ میرا بھائی تھوڑا اجھلا سا ہے اس کو کوئی نک چڑھی نہیں سمجھ سکے گی، اس کے ساتھ خولہ جیسی نرم خو لڑکی ہی چل سکتی ہے۔ جس

میں خاندانی رکھ رکھاؤ ہے۔ جا یسا یہ خود ہے اپنوں کا احساس کرنے والا ویسی ہی وہ بھی ہے۔

مریم نے آنسو بھری نظروں سے فواد کو دیکھا جو بڑے مطمعن انداز میں مسکرا رہے تھے۔ پھر وہ فاطمہ سے بولی۔

فاطمہ میں اپنی بہن کو کڑے تو نہیں دلوا سکتی ہوں۔ ہاں مگر میں وعدہ کرتی" ہوں اس کو" ابا کی جائیداد کا حصہ دلوانے کی پوری کوشش کروں گی۔

ارے جانے دو کڑے۔ "ہمیں بس خولہ چاہیے ہے۔"

"مریم بولی۔"

یہ خولہ کی خوش نصیبی ہے "کہ اس کو زندگی میں فلک شیر کا ساتھ مل رہا ہے۔"

اتنا کہنے کی دیر تھی۔ کمرے میں ہنسی قہقہے بکھر گئے مبارکباد دی گئی۔ سب خواتین ایک دوسرے کے گلے ملی۔

"فلک شیر منہ بسور کر بولا۔"

"اپنی بہن سے تو پوچھ لیں۔"

"فواد بھائی نے خولہ کو آواز دی۔"

وہ اندر ہونے والی میٹنگ سے لاعلم تھی۔ پیالوں میں رس ملائی ڈال کر ان کو ٹرے میں سجا کر لائی تھی۔

اندر آتے ہی بولی۔

صبا" باجی ان سب کے حصے میں دو دو رس گلے آئے ہیں، آخر میں تین بچے" تھے وہ میں نے ایک پیالی میں ڈال لئے ہیں آپ اور میں وہ شیئر کر لیں گے۔

صبا" نے مسکرا کر مان لیا۔"

اس نے باری باری سے کے آگے ٹرے کی۔ جب آخر میں فلک شیر رہ گیا تو اس نے ٹرے اس کے سامنے میز پہ رکھ دی اس کی ایک حرکت پہ کمرہ قہقہوں سے گونجھ گیا۔

اس نے حیرت سے سب کو دیکھا۔

آپ "لوگوں کو کیا ہو گیا ہے ؟"

فواد بھائی اپنی بیساکھی ”کی مدد سے چلتے ہوئے اس کے پاس آئے۔اس کے سر“ پہ ہاتھ رکھ کر بولے۔

میری بیٹی سے میں نے کچھ دن پہلے ایک سوال کیا تھا۔اس دن تمہیں کوئی“ اعتراض نہیں تھا۔”کیا میں امید کروں کہ میری بیٹی کو ہم سب کے متفقہ فیصلے پہ کوئی اعتراض نہیں ہوگا؟

خولہ نے غور سے ”مریم کو دیکھا وہ مسکراتے ہوئے رو رہی تھی۔فاطمہ کا چہرہ“ کھلا ہوا تھا۔سعدیہ بھی آکر اس کے برابر کھڑی ہو گئی۔

خولہ میری جان ہم سب نے فلک شیر کو تمہارے لئے پسند کیا ہے، فاطمہ“ تمہارا ہاتھ مانگنے آئی ہے، ”ہم سب کو اس رشتے کی دل سے خواہش ہے۔تم اپنی رائے بتادو۔

خولہ ”کا دماغ کچھ پل کے لئے بالکل ماؤف ہو گیا۔وہ تو اس بات کو بھول بھی“ چکی تھی۔فلک شیر ماہ رخ کو پسند کرتا تھا۔اس نے اپنی بہن کو دیکھا، پھر فواد بھائی کو دیکھا، دونوں پہ جی بھر کر پیار آگیا۔

سعدیہ باجی نے اس کو اپنے ساتھ بھیچ ’’کر کان میں کہا۔‘‘

میں نے تم دونوں کے رشتے کے لئے وظیفہ پڑھا تھا۔ ’’ہر نماز میں دل سے دعا‘‘

کی ہے۔ پلیز بچکانہ لڑائیوں کو اگنور کر کے فیصلہ کرنا۔

خولہ نے سوچا جہاں اتنے پیار کرنے والے لوگ اس انسان کی اتنی حمایت

کر رہے ہیں تو اس میں کچھ نہ کچھ تو اچھا ہو گا ہی نا۔

اس نے سر جھکا دیا۔

’’جیسے آپ لوگ خوش ہیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔‘‘

فلک شیر ’’بولا۔‘‘

ایک دفعہ پھر کہنا کیا بولا ہے؟

فاطمہ نے خولہ کو فلک شیر کے برابر بٹھایا۔

مریم جا کر اپنا گوٹے والا سرخ دوپٹہ لے آئی۔ ’’جسے خولہ کے اوپر اوڑھایا۔۔‘‘

فاطمہ نے خولہ کو انگوٹھی پہنائی۔ فواد بھائی نے فلک شیر کو پیسوں کی سلامی دی۔

’’فلک شیر بولا۔‘‘

اتنا وقت تو نہیں تھا کہ میں کوئی تحفہ خرید سکتا۔ مگر ''پھر بھی میں بیگم صاحبہ'' کے لئے کچھ بہت خاص چیز لایا ہوں۔ اگر آپ سب کی اجازت ہو تو کیا ان کی خدمت عالیہ میں پیش کر سکتا ہوں۔

''سب یک آواز ہی بولے۔''

ہاں ہاں کیوں نہیں۔۔''''

اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا جیولری باکس نکال کر خولہ کی جانب بڑھایا۔

اس نے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ وہ باکس تھاما۔ سب کے کہنے پہ کھولنے لگی۔

جیسے ہی باکس کھولا۔ خولہ کی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ فلک شیر کے قہقہے فلک شگاف تھے۔

باکس کے اندر ایک عدد زندہ کینچوا موجود تھا۔

سب سے اونچی آواز فاطمہ کی تھی۔

''فلک شیر۔۔''

خولہ نے باکس دور پھینک کر ساتھ بیٹھے فلک شیر کے بازو پہ دو چار مکے دھر ‘‘
دیے۔اس نے ہنستے ہوئے بہت آرام سے اس کا ہاتھ پکڑا اور معصومیت سے بولا
’’۔

دیکھو ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی ہے اور میں ڈومیسٹک ابیوژ کا شکار ‘‘
’’ہو رہا ہوں۔

فواد بھائی ’’ کہنے لگے۔‘‘

میں چاہتا ہوں کہ ہم ان دونوں کا آج ہی نکاح کر دیں، بھائی صاحب کا کوئی علم ‘‘
نہیں ہے کس پل کو دپڑتے ہیں۔’’ نکاح ہوا ہو گا تو کسی قسم کا کوئی ڈر نہیں رہے
گا۔

سب نے ہی اس بات سے اتفاق کیا۔

فلک شیر، فواد بھائی، سعدیہ باجی اور خولہ ’’عصر کی نماز کے بعد ڈاکٹر مصدق ‘‘
کی طرف چلے گئے۔وہاں پہ مولوی صاحب کا انتظام کیا ہوا تھا۔آدھے گھنٹے کے
اندر دونوں کا نکاح ہو گیا۔

خولہ ''نکاح نامے پہ دستک کرتے ہی جو رونا شروع ہوئی تو اس کے آنسووں پہ ''
بندھ باندھنا مشکل ہو گیا۔

آدمی تو نکاح ہوتے ہی کمرے سے نکل گئے۔

سعدیہ نے اس کو خاموشی سے تھاما ہوا تھا۔ خولہ کا وجود کسی پتے کی طرح کانپے جا رہا تھا۔ جب دس منٹ تک اس کو ساتھ لگا کر بیٹھی رہیں اور وہ چپ نہ ہوئی تو سعدیہ نے مدد طلب نظروں سے فلک شیر کو دیکھا جو دروازے کے باہر کمر پہ ہاتھ باندھے کھڑا کب سے اس کو دیکھ رہا تھا۔

فلک شیر نے سعدیہ کو باہر جانے کا اشارہ دیا۔

سعدیہ ''پانی لانے کے بہانے سے وہاں سے اٹھ گئی۔''

اس نے کریم رنگ کا فراک پہنا ہوا تھا۔ جس کے ساتھ سرخ دوپٹہ تھا، اتنے سے وقت میں بھی صبا نے اس کو مہندی لگا دی تھی۔ دونوں ہاتھوں پہ کھل کر رنگ چڑھا ہوا تھا۔ میک اپ بھی بہت پیارا کیا ہوا تھا۔

وہ چپ چاپ آکر اس کے برابر صوفے پہ بیٹھ گیا۔

خولہ نے یہ ”سوچا ضرور تھا کہ سعدیہ باجی نے تو مردانہ پرفیوم نہیں لگایا ہوا تھا“

،ابھی سر اٹھا کر دیکھنا چاہ رہی تھی کہ وہ بول پڑا۔

اصولی طور پہ رونا تو مجھے چاہیے۔ مگر الٹا تم رو رہی ہو۔

”خولہ کے آنسو تھم گئے مگر ہچکیاں ابھی بھی جا رہی تھیں۔۔“

وہ ہچکیوں کے درمیان بولی۔

”مجھے میرے امی ابو یاد آ رہے ہیں۔“

وہ جیب میں سے رومال نکال کر اس کے سامنے کرتے ہوئے بولا۔۔

اچھا ”شکریہ بتانے کا ورنہ میں تب سے یہی سوچ رہا ہوں کیا میری شکل اتنی“

بھیانک ہے کہ مجھے قبول کرتے ہی تم آنسوؤں میں بہہ رہی ہو۔

وہ رومال کے ساتھ بے دردی سے اپنی ناک صاف کرتے ہوئے بولی۔

تمہیں تو میں نے کبھی غور سے دیکھا ہی نہیں ہے۔ ”تمہارے بھیانک شکل“

ہونے کا دکھ تو بعد میں مناؤں گی۔ پہلے اپنی آزادی ختم ہونے کا دکھ منا لوں۔

وہ اس کی جانب تھوڑا جھک کر بیٹھا۔

بیگم صاحبہ اگر میری ناقص یادداشت جواب دے رہی ہے تو پلیز مجھے ''اپنی''

آزادی کے پل تو یاد کروادیں۔ کیونکہ میں نے تو آپ کو ایک گھر میں قید ہی دیکھا

ہے۔

وہ نئے سرے سے رونا شروع ہو گئی۔

میرے اتنے ارادے تھے کہ میں اپنی جائیداد کا حصہ بیچ کر کہیں دوسرے ملک

چلی جاؤں گی۔ یا کوئی کاروبار کرلوں گی۔ مگر میرے نصیب میں یہ شادی ہی

لکھی تھی۔ وہ بھی اس آدمی سے جو ابھی دوپہر میں کسی اور لڑکی کے عشق میں

ڈوبا ہوا تھا۔

دیکھو اب تم مجھ پہ پرسنل اٹیک کر رہی ہو۔ ماہ رخ کا نام لے کر تم میرے دل''

پہ چھریاں نہیں چلا سکتی'' ہو۔

دو موٹی موٹی پانیوں سے بھری لال آنکھیں فلک شیر کی جانب اٹھیں تو وہ اپنی

بات بھول گیا۔

فلک شیر اگر آج کے بعد میرے سامنے کسی اور عورت کے لئے ٹھنڈی آہیں" بھری ناں، تو یاد رکھنا اسی وقت "تمہارے ساتھ ہر تعلق ختم کر کے اپنے بھائی کے گھر چلی جاؤں گی۔ اتنی میں گری پڑی نہیں ہوں کہ تم مجھ سے شادی کرو اور گیت غیر عورتوں کے گاو۔ ابھی تو ہمارے نکاح کو ایک گھنٹہ بھی نہیں ہوا ہے۔

فلک شیر نے اس وقت کان پکڑ لئے۔

میرے باپ کی بھی توبہ ہے۔ اب پلیز یہ رونا بند کرو۔ ہندوں کی کالی ماتا لگ رہی ہو۔

وہ صدمے سے اس کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔

"ہیں؟"

اسی وقت اپنی جگہ سے اٹھ کر "دیوار پہ لگے شیشے کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئ"

۔

اپنے چہرے پہ نگاہ پڑتے ہی اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ لائنر نے اور کاجل نے اس کی آنکھوں کو پورا کالا کیا ہوا تھا۔ ہلکے پیچ رنگ کی لپ اسٹک بھی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔

اپنے آپ کو دیکھ کر ہنستے ہوئے بولی۔

میں تو بھول "بھلیاں کا کردار لگ رہی ہوں۔"

اس نے رومال سے اپنا کاجل صاف کیا، لپ اسٹک بھی ٹھیک کی، کسی حد تک صورتحال پہ قابو پا لینے کے بعد اس کی جانب مڑی تو وہ سینے پہ ہاتھ باندھے بیٹھا اس کو یک ٹک دیکھ رہا تھا۔

خولہ نے نروس ہو کر جلدی سے نظر پھیر لی۔ اس کو سعدیہ باجی کا انتظار تھا جو "پانی لینے گئی تھی۔

کمرے میں ادھر ادھر دیکھتے اس کی نگاہ میز پہ رکھے پانی کے جگ پہ پڑی، اس کے بعد واپس فلک شیر کو دیکھا۔ اس نے بوسکی کا شلوار سوٹ پہنا ہوا تھا۔ ساتھ میں

براؤں رنگ کی لیدر کی پشاوری چپل تھی۔ بال سلیقے سے بنے ہوئے تھے۔ فلک شیر کے دیکھنے میں جب تبدیلی نہیں آئی تو خولہ نے سوچا کمرے سے نکل جانا ہی بہتر ہے۔۔۔

دیکھنے میں جب تبدیلی نہیں آئی تو خولہ نے سوچا کمرے سے نکل جانا ہی بہتر ہے

باہر آئی تو سارا صحن خالی پڑا ہوا تھا۔ ۔۔۔

وہ گھبرائی اور پیچھے مڑ کر فلک شیر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

سب لوگ ”کہاں گئے ہیں؟“

وہ اٹھ کر باہر آتے ہوئے اسی تحمل سے بولا

”گھر چلے گئے ہیں۔“

میرے بغیر کیسے گھر چلے گئے ہیں؟”میں کیسے جاؤں گی؟“

فلک شیر اس کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو، ”کیا میں نظر نہیں آرہا ہوں؟“

اس نے اپنے آرگنزا کے دوپٹے کو دو تین دفعہ اپنے گرد لپیٹ کر باہر کا رخ کیا۔

”فلک شیر خاموشی سے پیچھے چل پڑا۔“

وہ باہر روڈ پہ نکل کر اس کی کار کے برابر کھڑی ہو گئی۔ مہندی والے ہاتھوں سے آدھا چہرہ پتلے سے دوپٹے کے پیچھے چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔

فلک شیر نے پاس آکر اس کے لئے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔

وہ گھبرائے ہوئے انداز میں اس کو دیکھنے لگی۔

کیا میں تمہارے ”ساتھ اکیلی جاؤں گی؟“

”فلک شیر کا جی چاہا سر پیٹ لے۔ مگر مسکراہٹ دبا کر بولا۔“

ڈاکٹر صاحب کا ”خانسامہ ادھر بیٹھا ہوا ہے کہو تو اس کو بلا لاتا ہوں کہ بھائی“ میری بیوی کو میرے ساتھ گھر جاتے ہوئے ڈر لگ رہا ہے، تم کوئی چھری چاقو لے کر ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔

اس کے طنز پہ خولہ نے چپ چاپ گاڑی میں بیٹھنے میں ہی عافیت جانی۔ تاکہ جلد از جلد گھر پہنچا جاسکے۔

فلک شیر نے دروازہ بند کیا اور کلینک میں جا کر کام کرنے والے لڑکے کو ہدایت کی یہ وہ گھر کا دروازہ بند کر لے۔

جیسے ہی وہ اس کے برابر آ کر بیٹھا۔ خولہ نا محسوس انداز میں مزید دور ہو گئی۔

''فلک شیر اس کی اس حرکت پہ سر ہلاتے ہوئے بولا۔''

دیکھ کر ''کہیں مجھ سے دور ہو کر بیٹھنے کے چکر میں گاڑی سے باہر نہ گر جاؤ۔''

''خولہ اب واپس سیدھی ہو کر بیٹھتے ہوئے بولی۔''

''اایسا تو کچھ نہیں ہے۔''

وہ مزید اس کی کلاس لینے کے ارادے سے بولا۔

''آج تم تھوڑا ڈری سی لگ رہی ہو۔''

وہ کار سے باہر گزرنے والے مناظر دیکھتے ہوئے بولی۔

''میں کیوں ڈروں گی۔''

اگر میں غلط نہیں ہوں تو ابھی دو چار دن پہلے تم نے مجھے جن بھوت کا خطاب''

''دیا تھا۔

اب ظاہر ہے جن بھوت کے ساتھ اکیلے سفر کرتے ہوئے تم ڈر بھی رہی ہو۔

اس نے سیٹ پہ ریلیکس ہونے کی کوشش کی۔تاکہ جتا سکے کہ وہ ڈرتی ورتی

بالکل نہیں ہے۔

گھر پیچھے رہ گیا تو اس نے فلک شیر کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

وہ اس کو اگنور کر کے تحمل سے گاڑی چلاتا رہا۔

وہ اس کو بتانے لگی۔

اگر" تم مجھے امپریس کرنے لے لئے کسی کھانے پینے والی جگہ پہ لے کر"

جا رہے ہو تو میں بتادوں۔اس وقت میرا انگزائٹی لیول اتنا ہائی ہے کہ میں نہ کچھ

کھا سکتی ہوں نہ پی سکتی ہوں۔

فلک شیر نے اس کو اک نگاہ دیکھ کر کہنا شروع کیا۔

تم کس قدر ندیدی" اور خوش فہم لڑکی ہو۔میں تو اپنے آفس جا رہا ہوں۔"

خفت سے خولہ کا چہرہ لال ہو گیا۔اندر ہی اندر خود کو کوسا۔منہ کھولنے کی کیا

ضرورت تھی۔یہ آدمی ہمیشہ ایسے ہی بات بہ بات ذلیل کیا کرے گا۔

تھوڑی دیر بعد ایک گیٹ کے سامنے گاڑی رکی۔فلک شیر نے ہارن بجایا۔

گیٹ کھلتا چلا گیا۔وہ گاڑی اندر لے آیا اور ایک لمبے سے ڈرائیو رے کے بعد جا کر پرائیویٹ پارکنگ میں گاڑی روک دی۔وہاں پہلے سے ہی بہت سی گاڑیاں پارک دیکھ کر خولہ نے دل میں دعچا یہاں تو کوئی ذی روح نہیں نظر آرہا پھر یہ گاڑیاں کس کی ہیں؟

ہر طرف ہریالی ہی ہریالی تھی۔بیرونی دیوار کے ساتھ یہ لمبے لمبے درخت اس کے اندر دور دور تک نظر آنے والے گراؤنڈ جو ہری گھاس سے سجے ہوئے تھے

۔

کیاریوں میں مختلف رنگوں کے گلاب کے پھول لگے ہوئے تھے۔

"فلک شیر باہر نکلا اور آکر اس کا دروازہ کھولا۔"

ہم کہاں جارہے ہیں؟

"آو۔۔سرپرائز ہے۔"

وہ چپ چاپ اس کے ساتھ ہولی۔

گاڑی لاک کرنے کے بعد وہ ایک طرف چل پڑا۔ تھوڑی دور جا کر ایک عمارت نظر آئی۔ شام ہو رہی تھی اس لئے اس عمارت کی کھڑکیوں سے اندر جلنے والے قمقمے دور سے ہی دکھائی دے رہے تھے۔

خولہ نے اس پل کو کوسا جب ''اس نے اپنا فون گھر پہ چھوڑنے ارادہ کیا تھا۔''

اب تو وہ سعدیہ باجی یا کسی کو بھی کال نہیں کر سکتی تھی۔

عمارت کے قریب پہنچے تو اس کے اوپر لکھا سائن نظر آیا۔

ٹیرس ہاوس

سیڑھیاں چڑھ کر فلک شیر نے دروازہ کھول کر اس کو اندر جانے کا اشارہ دیا۔۔

وہ گھبرائی سی اندر داخل ہوئی۔ فلک شیر اس نے ساتھ تھا۔

ان دونوں کو دیکھتے ہی ایک لڑکا ان کی جانب آیا۔

اس نے انگلش میں دریافت کیا کہ بکنگ پہ نام کیا ہے۔

فلک شیر نے اس کو بتایا۔

وہ ان دونوں کو لے کر ایک طرف چل پڑا۔

وہ جگہ اتنی مصروف تھی۔ کہ سوڈیڑھ سو میزوں میں شاید ہی کوئی میز خالی ہو۔

وہ اس لڑکے کی ہمراہی میں دوسری منزل پہ آئے۔ کھڑکی کے بالکل سامنے دو کرسیوں والا میز لگا ہوا تھا۔

جس کی جانب اس لڑکے نے اشارہ کیا۔

فلک شیر نے خولہ کی کرسی نکالی وہ چپ چاپ بیٹھ گئی۔

اس لڑکے نے کہا کہ آپ لوگ فیصلہ کر لیں کہ کیا کھانا ہے، میں آکر آرڈر لے لوں گا۔

''خولہ نے فلک شیر کو گھورنا شروع کر دیا۔''

''مینو پڑھنے کے دوران ایک پل کو اوپر دیکھا اور بولا۔''

تمہارا اپھیلا ہوا کاجل اور اوپر سے تمہاری گھوری تمہیں کافی مشکوک بنا رہے''

''ہیں۔ اایسا نہ ہو ارد گرد بیٹھے لوگ شکایت کر دیں کہ ان کے بچے ڈر رہے ہیں۔

خولہ نے چند سیکنڈ کے'' لئے غور کیا، مگر وہاں کوئی بچہ نظر نہ آیا۔''

کھانا صرف اپنے لئے منگوانا۔ مجھے بالکل بھی بھوک نہیں ہے۔

جی بیگم صاحبہ کو آپ کا حکم۔ یہ خادم آپ کی کسی بات پہ انکار کر ہی نہیں سکتا"،،

ہے۔

جیسے ہی لڑکا آرڈر لینے کے لئے آیا۔ فلک شیر نے مینو پہ ایک دو جگہ اشارہ کر دیا۔

وہ آرڈر لے کر واپس چلا گیا۔

خولہ فلک شیر کو اگنور کر کے "کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ سامنے اس قدر،،

دلچسپ منظر تھا کہ اس کا موڈ تھوڑا ٹھیک ہو گیا۔

گہری ہری گھاس کے اوپر ایک مور اپنے پنکھ پوری طرح سے کھول کر ناچ رہا

تھا۔

اس کے تھوڑی دور ایک سفید مور چُگ رہا تھا۔

خولہ "بچوں کی طرح اتنی سی بات پہ ہی خوش ہو گئی۔،،

وہ مور کو دیکھ رہی تھی اور فلک شیر اس کو دیکھ رہا تھا۔

اس نے اپنی جیب سے ایک جیولری باکس نکالا اور اس کو کھول کر خولہ کے

سامنے رکھ دیا۔

وہ ڈر کے پیچھے ہونے لگی تھی مگر باکس میں موجود نازک سے بریسلٹ پہ نگاہ پڑ گئی۔

سروسکی کا بر سلیٹ تھا جس کے درمیان میں بہت خوبصورت کٹ کا پنک ڈائمنڈ لٹک رہا تھا۔ خولہ نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا،

وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔ فلک شیر نے کچھ کہے بغیر اس کا ہاتھ مانگا۔ کتنی دیر تک وہ میز پہ رکھے اس کے ہاتھ کی لمبی سی صاف ستھری ہتھیلی کو دیکھتی رہی۔ جب محسوس ہوا کہ اگر وہ اس کی بات نہیں مانے گی تو وہ ساری رات ایسے ہی ہاتھ بڑھائے بیٹھا رہے گا تو خولہ نے دھیرے سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا

۔۔

فلک شیر نے اس کی کلائی میں بر سلیٹ ڈالی اور اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔

خولہ نے ''کلائی کو اپنے سامنے کر کے جائزہ لیا۔ گفٹ بہت خوبصورت اور'' نازک لگ رہا تھا۔

مروت کے مارے اس کو شکریہ ادا کرنا پڑا۔

جس پہ فلک شیر کے لب پھیلے۔

خولہ کی ”نگاہیں وہیں پہ تھیں۔کیسے چمکتے ہوئے لائن میں دانت تھے، شاعر“

اس کے بیاں

کے لئے کوئی اور انداز اپناتا۔خولہ کو افسوس ہوا وہ شاعر کیوں نہیں تھی۔

وہ مسلسل فلک شیر کی نگاہوں سے پگھل رہی تھی،اس کا بس چلتا اپنے اور اس

کے درمیان کوئی دیوار کھڑی کر دیتی۔

ان کا آرڈر آگیا۔

ایک پلیٹر میں برگر تھے۔ساتھ میں آئس کریم کے بڑے بڑے باول تھے۔

کھانے کی خوشبو اس قدر لذیذ تھی کہ خولہ کی بھوک جاگ گئی۔

فلک شیر نے بیرے کا شکریہ ادا کیا۔مگر کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا۔

چپ چاپ خولہ کو دیکھتا رہا، جس کے گال دہک رہے تھے۔خولہ نے اس کی

جانب دیکھا۔اور ہار مانتے ہوئے اس نے اپنا برگر اٹھایا اور بڑا سا نوالا لیا۔

اس کو یہ تھا کہ وہ کھانا شروع کرے گی تو فلک شیر بھی کھانے لگ جائے گا اور وہ لوگ یہاں سے جا سکیں گے۔ مگر وہ تو اسی طرح خاموشی سے اس کو دیکھنے میں مصروف رہا۔

خولہ نے اپنے برگر کی ایک اور بائٹ لی۔ ''برگر اس قدر مزے دار تھا کہ ملائی'' کی طرح منہ میں پگھل رہا تھا۔

خولہ اس کی جانب تھوڑا سا جھکی اور اس کو آگے ہونے کا اشارہ دیا،

جیسے ہی فلک شیر کا چہرہ اس کے چہرے کے برابر آیا۔ وہ کسی شرارتی بچے کی طرح بولی۔

دیکھو میں تمہیں ایک دو دن کے لئے نہیں بلکہ پوری زندگی کے لئے ملی ہو۔''

میرے ساتھ کوئی ریٹرن ڈیٹ نہیں آئی ہے۔ اس لئے مجھے دیکھنا بند کرو اور کھانا کھاؤ۔ ''یہ چہرہ تم نے ساری عمر دیکھنا ہے۔

اس کے جواب میں وہ دھیمے سے بولا،

''انشاللہ۔۔''

ہاں اب کھانا کھالو۔ مجھے خوش فہمی ہو رہی ہے کہ میں تمہیں ”بیوی کے“

روپ میں پسند آگئی ہوں۔

وہ کچھ کہنے لگا تو خولہ نے فوراً ٹوک دیا۔

آہا۔۔ خبر دار جو کوئی لمبی چھوڑی ہو۔ ابھی کل تم مجھے چورنی کہہ رہے تھے۔

وہ تو تم ہو۔

اگلے ایک گھنٹے تک یہی سلسلہ چلتا رہا۔

وہ لوگ وہاں سے کھانا کھا کر نکلے۔ گاڑی میں بامعنی سی خاموشی تھی۔

فلک شیر نے پوچھا۔

”کافی پیو گی؟“

”اتنا بڑا آئس کریم کپ کھانے کے بعد کافی کی گنجائش نہیں ہے۔“

اس پہ وہ پوچھنے لگا۔

شاپنگ کرو گی؟

”خولہ نے اس کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔“

"طبیعت ٹھیک ہے؟ مجھے گھر جانا ہے۔"

وہ سامنے دیکھتے ہوئے بولا۔

مگر میرا" گھر جانے کا دل نہیں کر رہا ہے۔ پہلی دفعہ تم میرے ساتھ آئی ہو۔"

اور نہ جانے اگلی دفعہ کب تمہیں میرے ساتھ کہیں آنے جانے دیا جائے گا۔ یہ

جو مائیاں ہیں گھر پہ یہ بہت اصولوں والی ہیں۔

"خولہ نے تشویش سے پوچھا۔"

کیا بات ہے؟"طبیعت تو ٹھیک ہے؟ ابھی ہمارا ایسا کوئی تعلق نہیں بنا ہے کہ"

ہم اکیلے گشت کریں۔

وہ سر کو ہلاتے ہوئے بولا۔

"مجھے تم سے یہی امید تھی۔ تم ہمیشہ دشمنوں کا ساتھ ہی دو گی۔"

جو ٹھیک بات کرے گا" میں تو اس کو ہی سپورٹ کروں گی نا۔"

"میں فواد بھائی سے کہہ دوں گا اسی ہفتے ہماری رخصتی رکھی جائے۔"

وہ جلدی سے بولی۔

نہیں اتنی جلدی نہیں۔ ”کم از کم چھ مہینے تک رخصتی نہیں کروانی ہے۔ مجھے“

پیپر دینا ہے۔

پیپر میں خود دلوالوں گا۔ چھ مہینے کے خواب مت دیکھنا۔ اایسا ممکن نہیں ہے۔

وہ یونہی سڑکوں پہ گاڑی گھمارہا تھا۔

”فلک شیر پلیز گھر چلیں۔“

آدھا گھنٹہ مزید باتیں کرلو۔ پھر چلتے ہیں۔

وہ آگے سے بولی۔

”باتیں گھر پہ بھی ہوسکتی ہیں۔“

گھر پہ یوں میرے برابر ”تو نہیں بیٹھو گی نا۔“

فلک شیر صاحب آپ ایسے کیوں ”بول رہے ہیں۔ جیسے ہم دونوں کا سالوں“

پرانا تعلق رہا ہو۔

سالوں پرانا نہ رہا ہو۔ سالوں تک چلنے والا تو ہے نا۔

”یہ تو آنے والا وقت بتائے گا۔“

فلک شیر نے وہیں پہ ٹوک دیا۔

ایسے مت بولو۔۔میں نے اس دن کے لئے بہت پاپڑ بیلے ہیں۔

''خولہ نے چونک کر اس کو دیکھا۔''

ابھی وہ اس سے اس بات کا مطلب پوچھنے والی تھی۔ مگر فلک شیر نے گاڑی روکی تو وہ چپ کر گئی۔ کہ یہ اب کیا کرنے لگا ہے۔

وہاں پہ روڈ کی سائیڈ پہ ایک بچہ گجرے لئے کھڑا تھا،

فلک شیر نے اس کو اشارہ دیکر پاس بلایا۔

او شہزادے گجرے کتنے میں دے رہے ہو؟

سڑک پہ زیادہ رش نہیں تھا۔ جہاں پہ وہ بچہ کھڑا تھا۔ کافی زیادہ سٹال والے کھڑے تھے۔

گوجرانوالہ کی ٹریفک اپنے زوروں پہ تھی۔ ہارن بج رہے تھے۔ موٹر سائیکل، چاند گاڑیاں، رکشے۔ گاڑیاں، ہر قسم کی گاڑی وہاں نظر آرہی تھی۔

وہ بچہ بولا

”بھائی دو سو کی جوڑی ہے۔“

”ایک جوڑی دے دو پیارے۔“

وہ بچہ بولا۔

”بھائی امی کے لئے بھی لے جاؤ۔“

بھائی امی تو ”ہیں نہیں پر میری مائیں بہت سی ہیں۔ چلو سب دے دو۔“

ابھی وہ گجرے لے کر پیمنٹ کر رہا تھا کہ اس کے برابر ایک گاڑی آکر رکی۔ خولہ کی نگاہ جب ڈرائیور پہ پڑی تو اس کو اپنی آنکھوں پہ یقین ہی نہیں آیا۔

بھائی گاڑی سے نکل کر اس کی طرف آرہے تھے۔ ”خولہ کی اوپر کی سانس اوپر“ نیچے کی سانس نیچے رہ گئی۔ بھائی کے چہرہ غصے سے لال ہو رہا تھا۔ خولہ کو موت کا فرشتہ اپنے سامنے دکھنے لگا۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر فلک شیر کے بازو کو جھنجوڑا۔

فلک شیر نے مڑ کر اس کو دیکھا۔

اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑی دیکھ کر اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا۔ تو سیکنڈ کے لئے فلک شیر کو بھی یقین نہیں آیا۔

اس نے جلدی سے گاڑی اندر سے لاک کرنی چاہی۔ مگر اتنی دیر میں خولہ کے بھائی خولہ کا دروازہ کھول کر اس کو بازو سے پکڑ کر نیچے کھینچ رہے تھے۔

فلک شیر پلیز میری بات سنو یہ میرا اور میرے بھائی کا معاملہ ہے۔ پلیز آپ" درمیان میں مت آنا۔" پلیز میری التجا ہے۔ ورنہ یہاں سڑک پہ بہت زیادہ تماشہ ہو جائے گا۔ پلیز تمہیں تمہاری امی کی قسم ہے۔

خولہ ایسے بھائی کے ساتھ کھنچی جا رہی تھی جیسے اس کے وجود میں جان ہی نہ" رہی ہو۔"

فلک شیر نے ان کو آواز لگائی۔ مگر خولہ نے گردن موڑ کر اس کو منت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلا یا۔

اس کے بھائی نے اپنی گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا اور اس کو دھکا دیکر اندر پھینکا۔

اس کے بازو پہ گاڑی کا دروازہ لگا تھا، جس پہ فلک شیر دانت پیس کر رہ گیا۔ اس کا

بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔اس نے خاموشی اختیار رکھی کیونکہ پہلے ہی بہت سے لوگ ان کی جانب متوجہ ہو رہے تھے،ایسے میں اگر وہ گاڑی کے پیچھے جاتا، یا ان کو روکنے کی کوشش کرتا تو مزید جگ ہنسائی ہونی تھی۔

گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے نکلتے وقت وہ اس قدر پچھتاوے کا شکار ہو رہا تھا۔نہ وہ اس کو لے کر باہر جاتا نہ یہ سب ہوتا۔اب نہ جانے اس کا بھائی اسکے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔

اس نے فون پہ مریم کا نمبر ملایا۔

مریم نے فون اٹھاتے ہی بہت خوش آواز میں کہا۔

ہیلو بہنوئی صاحب ”کیسے یاد فرمایا؟“

وہ دو پل کچھ بول نہ سکا۔ مگر بتانا تو تھا نا۔اس لئے ہمت کر کے کہہ دیا۔

”مریم باجی ایک گڑ بڑ ہو گئی ہے۔“

مریم نے تشویش سے پوچھا۔

اللہ خیر کرے کیا ہوا ہے ؟ تم لوگ ابھی گھر ''پہنچو۔ کوئی صدقہ وغیرہ دیا ہی''

نہیں اور گھومنے نکل گئے ہو۔

باجی آپ کے ''بھائی صاحب خولہ کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔''

''مریم چپ کر گئی۔ کافی دیر بعد پوچھا۔۔''

وہ کہاں سے مل گیا تھا؟

فلک شیر نے مختصر سا بتا دیا۔

''مریم بولی تو آواز میں کوئی فکر نہیں تھی۔''

میں جانتی ہوں تم پریشان ہو۔ کیونکہ دیکھنے میں اور اپنی حرکتوں سے میرا بھائی''

جنگلی ہی لگتا ہے، مگر یقین کرو وہ خولہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ تم ''گھر

آجاؤ، میں خود ہی خولہ کی خبر لے لوں گی۔

وہ اپنی غلطی مانتے ہوئے بولا۔۔

جب ان کو میرے اور خولہ کے نکاح کا علم ہو گا۔ وہ اس کو طلاق ''کا مشورہ دیں''

گے۔

مریم نے کہا۔

''ارے طلاق کوئی اایسا آسان کام ہے۔ جو وہ منہ اٹھا کر بہن کی طلاق کروانے بیٹھ جائے گا۔ ابھی تو وہ بہت غصے میں ہو گا۔''۔ ہو سکتا ہے مجھے اس کی کال آجائے، نہیں تو ایک دو دن تک رابطہ ضرور کرے گا۔ تم پلیز فکر مت کرو۔

''آپ کتنی آسانی سے یہ بات کہہ رہی ہیں۔ میں کیسے فکر نہ کروں۔ میری آنکھوں کے سامنے وہ میری بیوی کو کسی جانور کی طرح گھسیٹتے ہوئے لے گیا'' ہے، خولہ کو چوٹ بھی آئی ہے۔ یہ کیسا مرد ہے جس کو اپنی بہن کی تکلیف کا احساس نہیں ہوا۔ میرا دل کر رہا ہے میں اس کے گھر جا کر خولہ کو واپس لے کر آوں۔

نہ نہ پلیز اایسا کچھ مت کرنا۔ اگر تم اس کے پیچھے گئے تو بات بہت زیادہ بڑھ جائے گی، وہ غصے میں کچھ غلط کر دے گا۔ ابھی خدا کے لئے اگر تم خولہ کی خیریت چاہتے ہو تو چپ چاپ گھر آجاؤ۔ میں خود تمہیں بتاؤں گی جب بات کرنی ہو گی۔

"اگر آپ نہیں چاہتی ہیں کہ میں اُدھر جاؤں تو پلیز وہاں رابطہ کر کے اس کی خیریت معلوم کریں۔"

"میں کرتی ہوں پلیز تم گھر آؤ۔"

گھر ہی آرہا ہوں اور کہاں جاؤں گا۔ایک وہ واسطے دے کر میرے ہاتھ باندھ گئی ہے رہی سہی کسر آپ پوری کر رہی ہیں۔میں خود کو بے بس محسوس کر رہا ہوں۔

"فلک شیر میرے بھائی گھر آؤ پھر بات کرتے ہیں۔ابھی میں کال کر کے خولہ کی خبر گیری کرلوں۔"

فلک شیر نے کال کاٹ دی۔

*********

وہ گھر پہنچنے تک سارا راستہ یہی دعا کرتی آئی تھی کہ یااللہ فلک شیر ان کے پیچھے نہ آئے، بھائی گاڑی بہت تیز چلا رہے تھے، راستے میں آنے والی ٹریفک کو گالیوں سے نوازتے گھر پہنچے تو خولہ کو بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ اس کے کمرے تک لائے۔

اس نے ایک دو دفعہ آنسوؤں کے دوران بتایا بھی کہ بھائی میرا ہاتھ چھوڑ دیں مجھے درد ہو رہا ہے۔ مگر اس کے بھائی کے سر پہ جیسے خون سوار تھا۔۔

تم اس حرامزادے کے ساتھ کیا کر رہی تھیں؟""تمہاری اتنی جرات کے تم" دل دہاڑے گل کھلاتی پھر رہی ہو؟ مریم کو ڈوب کر مر جانا چاہیئے میں نے اس پہ اعتبار کر کے تمہیں اس کے پاس چھوڑا اور اس کی ناک کے نیچے تم کسی غیر لڑکے کے ساتھ گلچھڑے اڑاتی پھر رہی ہو۔

اس نے آرام سے بتانے کی کوشش کی مگر بھائی سننے سے انکاری تھا اس لئے اس کو چیخ کر ان کی آواز سے اونچی آواز کر کے باآور کروانا پڑا۔

"بھائی وہ میرا شوہر ہے۔ میرا اس کے ساتھ نکاح ہوا ہے۔"

"بھائی نے سوچے سمجھے بغیر اس کے چہرے پہ ہاتھ جھڑ دیا۔"

میرے سامنے ایسی بکواس اگر دوبارہ کی ناتو جان سے مار دوں گا۔اگرا ایسا کچھ ہوا ہے ناتو میں اس لڑکے کے ساتھ ساتھ مریم اوراس کے شوہر کو بھی مرواوں گا۔ کیونکہ یہ سب ان دونوں کی رضامندی کے بغیر تو ہو ہی نہیں سکتا ہے۔تم دونوں بہنوں نے مل کر میرے سر میں خاک ڈال دی ہے،میں نے تمہیں بتایا تھاناکہ میں نے تمہارارشتہ کیا ہوا ہے۔پھر شادی سے تین ہفتے پہلے یہ گل کیوں کھلایا ہے۔

وہ روتے ہوئے بولی۔

کیونکہ "جہاں آپ نے میرارشتہ کیا تھا۔ان لوگوں کو مجھ سے تو کوئی سروکار" ہی نہیں ہے،مجھے تو کسی نے جھوٹے منہ ملنے تک کی کوشش نہیں کی ہے،وہ لوگ شادی میری جائیداد سے کر رہے تھے۔

بھائی نے اس کو "گھورتے ہوئے جواب دیا،"

کہاں کی نواب زادی ہو تم؟ کس رعایا کی مالک ہو تم؟ میرے اثر و رسوخ کی"

وجہ سے رشتہ ہوا ہے۔ ورنہ تمہاری بہن کب سے تمہارے لئے رشتے ڈھونڈ

رہی" ہے۔ کچھ فائدہ ہوا؟ اب دنیا کے نکمے ترین لڑکے کے ساتھ تمہیں مڑھ

رہی ہے، نہ جس کی شکل ہے نہ عقل ہے۔ اس کو تو بات کرنے کی تمیز نہیں ہے

۔ اس نے سوچ بھی کیسے لیا میں اس کو اپنی بہن کا رشتہ دوں گا۔ میں اس کی لاش

کتوں کے آگے پھینکوا دوں گا۔ اس کا کہیں نام و نشان تک نہیں ملے گا۔

وہ جانتی تھی جب بھائی اپنے دوست کے ہمراہ ہسپتال گئے تھے اور فلک نے ان

کو دروازے سے واپس بھیج دیا تھا ابھی تک بھائی کو اسی بات کا غصہ تھا۔

تم اس کمرے سے باہر نہیں آؤ گی۔ "میں خلا کے پیپر تیار کرواتا ہوں کل ہی"

اس کو نوٹس بھیج دوں گا۔

اس نے کچھ نہیں کہا۔

"بھائی اپنے پیچھے دروازہ بند کر کے وہاں سے چلے گیے۔"

وہ جہاں بیڈ پہ بیٹھی تھی۔ وہیں گٹھڑی سی بن کر لیٹ گئی۔

روتے روتے نہ جانے کتنا وقت گزر گیا۔اسی حالت میں پڑے پڑے اکڑ رہی تھی،جب دروازہ کھول کر اس کا چودہ سالہ بھتیجا اندر آیا۔کمرے میں آتے ہی اس نے بتی بند کر کے سائیڈ لمپ جلا دیا۔سرگوشی میں پوچھا۔

پھوپھو۔۔!

کیا آپ جاگ رہی ہیں؟

"یہ لیں پانی پی لیں۔"

اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

سکندر میری جان یہاں سے جاؤ۔تمہارے ابو غصہ کریں گے۔

"پھوپھو ابھی بابا گھر پہ نہیں ہیں،۔اسلئے آیا ہوں۔یہ فون لے لیں۔میرا اسپیر فون ہے،فلک شیر انکل آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

وہ یک دم اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"فلک شیر کو تمہارا نمبر "مریم نے دیا ہوگا۔"

سکندر نے فون اس کو دیا اور بولا۔

پھوپھو فون سائلنٹ پہ لگا ہوا ہے، بیل آن مت کرنا ورنہ پھر بابا کو ''خبر''

ہو جائے گی۔ میں چلتا ہوں۔ آپ اندر سے دروازہ بند کر لیں۔

خولہ کو'' اپنے وجود میں نئ توانائی دوڑتی محسوس ہوئی۔ اس نے اٹھ کر اسی''

وقت اندر سے دروازہ لاک کیا۔

بیڈ پہ آکر بیٹھی کان سے فون لگایا۔ جیسے ہی فلک شیر کی آواز کانوں میں پڑی اس

کے آنسو پھر سے بہنا شروع ہو گئے۔

وہ بے صبری سے پوچھ رہا تھا۔

''تم ٹھیک ہو؟''

جواب میں وہ روئے جارہی تھی۔

پلیز'' میرے ساتھ اس وقت یہ نہ کرو۔ مجھے بول کر بتاؤ کہ تم ٹھیک ہو؟''

''جواب پھر وہی سسکیاں۔''

خولہ۔۔!"یہ نہ سمجھنا کہ میں تمہارے پیچھے نہیں آؤں گا۔ تمہارا سن کر اور اب"

مریم باجی اور دوسرے لوگوں کی بات سن کر اس وقت یہاں موجود ہوں۔

ورنہ میں اسی وقت تمہارے پیچھے آتا۔

وہ آنسوؤں کے درمیان بولی۔

"ایسا مت کرنا۔ یہاں کبھی مت آنا۔"

تو پھر مجھے بتاؤ اور کیا کروں؟ ہاں۔۔؟"میں ساری رات کا اپنے گھر کے باہر"

گاڑی میں بیٹھا ہوا ہوں۔ مجھے خود اپنے آپ پہ غصہ آرہا ہے۔ مجھے کچھ کرنا چاہیئے

تھا وہ کیسے تمہیں زبردستی اپنے ساتھ لے کر جا سکتے ہیں۔ تم میری بیوی ہو یار۔

وہ روتے ہوئے دھیمے سے بولی۔۔۔

"بھائی کہہ رہے ہیں وہ میری خلا کروا دیں گے۔"

وہ پھٹ پڑا۔۔

واہ کیا خوب کہا ہے۔ یہاں ان کا راج نہیں ہے۔ میں کل ہی پولیس میں رپورٹ

لکھواتا ہوں۔ جب جا کر عدالتوں میں ذلیل ہوں گے تو عقل ٹھکانے آجائے گی،

ویسے کبھی بہن کا حال احوال پوچھا نہیں ہے، الٹے حق جتانے کے وقت بہنیں

یاد آجاتی ہیں۔

"خولہ نے اسی پل منع کر دیا۔"

"پلیز تم رپورٹ مت لکھوانا۔"

وہ کاٹ کھانے کو دوڑا۔۔

تو کیا کروں؟ تمہاری طرح ہاتھوں پہ مہندی لگا کر آنسو بہاوں؟

"خولہ دو منٹ رونا بند کر کے بولی۔"

تم کیوں آپے سے باہر ہو رہے ہو۔ وہ تو میرا بھائی ہے۔ اس کا غصہ ہونا سمجھ میں"

"بھی آتا ہے، تم کیوں اتنا چیخ رہے ہو۔

"مجھے پاگل کتے نے کاٹا ہے اس لئے چیخ رہا ہوں، دماغ کا بھوسا بنا رہی ہو،"

وہ بھی چڑ گئی۔۔

اگر ایسی ہی بات "ہے تو مجھے فون کیوں کیا ہے؟"

وہ اس سے زیادہ روکھے انداز میں بولا۔

میری مت ماری گئی تھی اس لئے "دس لوگوں سے نمبر مانگ کر آدھی رات کو"

ایک تیز چودہ سالہ بچے کی منتیں کر کے تم سے بات کر رہا ہوں لعنت ہے

میرے پہ۔

اتنا ہی پچھتا رہے ہو تو "فون بند کر دو نا۔"

کر رہا ہوں فون بند میری طرف سے تم اور تمہارا بھائی سب بھاڑ میں جاؤ۔۔

وہ اسی وقت بولی۔

"سیم ٹو یو۔"

"دونوں نے ایک ہی وقت میں لائن کاٹ دی۔"

فون بند کر کے ایک طرف پھینکنے کے بعد وہ نئے سرے سے رونا شروع ہو گئی۔

بہت مان تھا سب کو فلک شیر یہ فلک شیر وہ۔۔ دیکھ لو سب لوگ۔۔ وہ مجھے پہلے

ہی دن بول گیا ہے کہ بھاڑ میں جاؤ۔۔

تھوڑے پل رو لینے کے بعد وہ پچھتانے لگی۔

کم از کم اس نے میری خبر لینے کے لئے اتنی کوشش تو کی ہے، میں نے اس کے ساتھ لڑائی شروع کر دی، اب تو وہ اکڑ کا مارا دوبارہ کال بھی نہیں کرے گا۔

ابھی یہ سب سوچ ہی رہی تھی کہ موبائل کی سکرین روشن ہوئی۔ پرائیوٹ نمبر شو ہو رہا تھا۔

اس نے سوچا کسی اور کا فون ہو سکتا ہے۔ اسلئے کال اٹھا تو لی مگر بولی کچھ نہیں۔

"دوسری طرف وہی تھا، جو چھوٹتے ہی بولا۔"

میں نا بہت بڑا گھامڑ ہوں، ایک نمبر کا الو ہوں۔ میں تمہاری خیریت جاننے کے لئے مر رہا تھا۔" اللہ اللہ کر کے تم سے رابطہ ممکن ہوا ہے تو میں نے لڑائی شروع کر دی ہے، میں تم سے لڑنا ہرگز نہیں چاہتا ہوں۔ مجھے تمہاری خیریت مطلوب ہے۔ میں تمہارے لئے بہت زیادہ پریشان ہوں۔ میرا سر پھٹ رہا ہے، یہاں سب مجھے کوئی بھی جذباتی قدم اٹھانے سے منع کر رہے ہیں۔ جان مجھے بتاؤ میں کیا کروں؟

چند سیکنڈ کی خاموشی کے بعد کمرے میں خولہ کی ہنسی گونجی۔۔اپنی غلطی کا

احساس ہوتے ہی اس نے اپنی ہنسی میوٹ کر دی،

مگر دیر تک ہنسے گئی،

اب تمہیں میرے جذبات پہ ہنسی آرہی ہے، یہ بھی ٹھیک ہے۔

وہ ہنسی کو کنڑول کر کے بولی۔

ابھی ”نکاح کو چوبیس گھنٹے بھی نہیں ہوئے ہیں اور جان۔۔“

وہ ایک دفعہ پھر سے ہنسی کی نظر ہو گئی۔

وہ نرمی سے بولا۔۔

”باز آجاؤ۔۔“

وہ اس کے انداز میں بولی۔

”جی جان۔۔“

”دونوں ہنسنے لگے۔“

خولہ میں سب کچھ ٹھیک کرنے کی کوشش ''کروں گا۔مجھے بس ایک دو دن''

دے دو۔یہ خلا ولا تک بات نہیں جانے دوں گا۔سن رہی ہو؟

ہوں۔۔

''خولہ کے منہ سے نکل گیا۔''

''بھائی بہت زیادہ غصے میں ہے۔انہوں نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔''

ہیں؟اس عقل کے دشمن نے تم پہ ہاتھ اٹھایا ہے؟خولہ اگر یہ بات ہے تو میں تھانے بھی نہیں جاؤں گا،میرے ہاتھ میں کچھ بندے ہیں کہ میں ابھی وہاں آکر تمہیں واپس لا سکتا ہوں۔مگر میں یہ سب اس لئے نہیں کر رہا ہوں کہ تمہارا بھائی سامنے ہے،ہار یا جیت میں کئی دفعہ جان سے عزیز رشتے عمر بھر کے لئے چھوٹ جاتے ہیں۔مجھے تھوڑا سا وقت دے دو۔میں یہ معاملہ کسی لڑائی کے بغیر ہی ختم کرنے کی کوشش کروں گا۔

وہ چپ چاپ سن رہی تھی،

تھوڑی دیر بعد وہ بولا۔۔

مجھے گاڑی سے نکل کر اندر ”جانا پڑے گا۔ کیونکہ گاڑی میں گجرے ٹوٹ کر“ بکھرے ہوئے ہیں، ان کی خوشبو میرے زخم پہ مرچیں لگا رہی ہے۔

وہ اس کے برعکس پوچھنے لگی۔۔

”گجرے والے بچے کو پیسے دے دیے تھے۔“

وہ فرمابرداری سے بولا۔۔

”جی بیگم صاحبہ دے دیے تھے۔“

”خولہ کا دماغ تھوڑا پر سکون ہوا تو نیند غالب آنے لگی۔“

وہ بڑبڑائی۔۔

”مجھے پھول بہت پسند ہیں۔“

وہ بولا۔

”جی اچھا، اور کیا پسند ہے۔“

”بارش۔۔“

اور

امرود۔۔

''ہاں یہ تو میں نہیں جانتا تھا۔''

وہ نیند میں مسکرائی۔

تم آج جب میرا کمرہ صاف کر رہی تھیں۔ تو لئے ''کو ہینگر سے ایسے کیوں اٹھایا''

جیسے اس میں اچھوت کی بیماری ہو گی؟

وہ بغیر لحاظ کئے بولی۔

تمہارا کیا'' پتا تم نے اس سے ناک صاف کیا ہوتا یا پیر صاف کئے ہوتے۔۔''

''پھر خیال آنے پہ بولی۔''

''ایک منت تمہیں کیسے پتا کہ میں نے تولیے کو ہینگر سے اٹھایا تھا،''

''سیٹنگ روم کے کیمرے کی فوٹیج دیکھی ہے۔''

تمہارے سٹنگ روم میں کیمرہ لگا ہوا ہے؟

''ہاں۔۔''

وہ کس لئے؟

باہر کیمرہ لگوایا تو ایک بچ گیا تھا وہ وہاں فٹ کر دیا۔

''اچھا۔۔''

''ہاں۔۔''

''فلک شیر۔۔؟''

ہوں؟

''مجھے نیند آرہی ہے۔''

تو سو جاؤ۔۔

''میں کال بند کر دوں؟''

وہ تیزی سے نفی کرتے ہوئے بولا۔۔

''نہیں کال آن رہنے دو۔''

''چلو جی تم کوئی مجنو ہو؟ یا میں کوئی لیلیٰ ہوں؟''

نہ میں مجنو ہوں نہ تم لیلیٰ ہو، میں تمہارا شوہر ہوں، میرے سامنے مجنو کی کیا حیثیت، تمہارے پہ میں دنیا کی کئی لیلائیں وار دوں۔

وہ آنکھیں بند کر کے آرام سے بستر پہ لیٹے لیٹے بولی۔

''یہی ڈائیلا گز مار کر ماہ رخ کو متاثر کیا تھا؟''

''جواب میں وہ ہنسنے لگا۔''

''ایک کام تو کرو۔''

''نہیں میں اس وقت کوئی کام نہیں کروں گی مجھے نیند آرہی ہے۔''

اچھا'' یہ بتاؤ تمہارے پاس جو فون ہے اس پہ انٹرنٹ کی سہولت موجود ہے۔''

خولہ نے اس کی عقل کو سلام پیش کرتے ہوئے'' کہا۔''

اگر ہم وٹس ایپ پہ'' بات کر رہے ہیں تو ظاہری بات ہے فون پہ انٹرنٹ''

موجود ہے۔

''فلک شیر اپنے بیڈ پہ ڈھیر ہوتے ہوئے بولا۔''

''فیس بک کھولو۔''

''خولہ نے منہ بسور کر پوچھا۔''

''اس وقت؟''

فلک شیر نے تصدیق کی۔

''ہاں اس وقت۔''

خولہ نے زبردستی آنکھیں کھول ''کر فون کی سکرین آن کی، براوزر میں فیس''

بک کا پیج کھولا۔

فیس بک کھل گیا ہے۔آگے کیا کرنا ہے؟

میں لوگ ان ''بتاتا ہوں اس اکاونٹ کو کھولو۔''

فلک شیر ''اپنے فیس بک کی تفصیل اس کو بتاتا گیا۔''

جیسے ہی اس نے ساری تفصیل ڈالی۔اکاونٹ کھل گیا۔خولہ نے حیرت سے

پوچھا۔

''یہ تمہارا پرسنل اکاونٹ ہے؟''

ہاں۔۔اب یہاں پہ انباکس میں ماہ ''رخ کی چیٹ ہو گی،وہ پڑھو۔''

وہ سنجیدگی سے نفی کرتے ہوئے بولی۔

فلک شیر مجھے شکی قسم کی بیوی نہیں بننا ہے نہ مجھے تمہاری تفتیش کرنی ہے،"

اسلئے میں چیٹ نہیں پڑھ رہی "ہوں۔

وہ جمائی لیتے ہوئے بولا۔

"خولہ جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ پلیز۔۔پیاری بیوی نہیں ہو۔"

"خولہ کی ایک دفعہ پھر سے ہنسی نکل گئی۔"

اس نے ناچار چیٹ کھولی۔

آخری میسج میں ماہ رخ نے لکھا تھا۔

"میں نے تمہارا اتنا ساتھ دیا ہے۔ مجھے اس بات کا انعام تو ملنا چاہئے ہے۔"

جواب میں فلک شیر نے لکھا تھا۔

ہاں ہاں لاہور کا مینار پاکستان تمہارا ہی "ہے، کل جا کر اس کے اوپر اپنے نام کی"

تختی لگا آو۔

اس نے ایک دفعہ پھر ٹالنے کی کوشش میں کہا۔

"فلک شیر اچھا نہیں لگ رہا یوں کسی کی گفتگو پڑھنا۔"

وہ تکئے میں منہ دیئے لیٹا تھا ویسے ہی بولا۔

"شاباش شروع سے پڑھو۔۔"

خولہ نے "تھوڑا اوپر سکرول کیا تو چیٹ کھلتی چلی گئی، اس نے اتنی لمبی چیٹ کو"

دیکھ کر کہا،

ایک تو تم مجھے اپنی اور کسی لڑکی کی چیٹ پڑھا رہے ہو، اوپر سے یہ بھی شرط ہے

کہ پوری پڑھوں۔ یہ کیا بات ہوئی۔

وہ تھوڑا ڈپٹ کر بولا۔

یہ چیٹ تمہارے دماغ کے بہت سے پردے کھول دے گی۔ "پلیز میری جان"

دل پہ پتھر رکھ کر پڑھ لو۔

"خولہ سیدھی ہو کر بیٹھی اور شروع سے چیٹ پڑھنے لگی۔"

سناؤ آج کل کیا کر رہے ہو؟

کچھ نہیں۔ مزے کر رہا ہوں۔ تم پاکستان کب آ رہی ہو؟

کیوں؟ کیا تمہیں میری بہت زیادہ یاد آ رہی ہے؟

نہیں ”میرے اتنے برے دن ابھی نہیں آئے ہیں۔“

اس نے بہت سے میسج چھوڑ کر دوبارہ پڑھنے شروع کئے۔۔

ماہ رخ کہہ رہی تھی۔

اگر تم اس کو پسند کرتے ہو تو صاف صاف ”فاطمہ چچی کو بولو اس کے گھر رشتہ“ لے کر جائیں۔

آگے فلک شیر نے لکھا تھا۔

میں ”آج ہی سعدیہ سے کہہ رہا تھا کہ میری بہن کی قریب کی نظر بہت کمزور“ ہے۔ تو باجی مریم کو بھی موٹے شیشوں والی قریب کی عینک لگنی چاہیے ہے۔ دونوں ہر دوسرے دن رشتے دیکھنے جا رہی ہوتی ہیں۔ ارے لڑکا تمہارے گھر میں ہے، لڑکی تمہارے گھر میں ہے۔ دونوں کا نکاح کر دو۔ مگر نہیں انہوں نے باہر سے نخرے والے لوگوں کے ہاتھوں ذلیل ہو کر ہی رہنا ہے۔ میری بہن سونے کے کڑوں کے لالچ میں کوئی سر پھری لڑکی لے آئے گی۔

ماہ رخ بولی۔

''میرے پاس ایک آئیڈیا ہے۔اگر تم چاہو تو اس پہ کام کر سکتے ہیں۔''

''جواب میں فلک شیر نے لکھا تھا۔بکواس کرو۔''

میں پاکستان جانے سے پہلے ہی خاندان میں خبر مشہور کر دیتی ہوں کہ میں شادی کرنے جارہی ہوں۔اپنے بارے میں بری بری باتیں مشہور کرواتی ہوں ۔تم میرے ویزے کے لالچ میں پوری دلچسپی دکھانا۔میں فاطمہ چچی کے سامنے ایک نمبر کی بریٹ ہونے کا ناٹک کروں گی۔

''خولہ کے گال دہک رہے تھے۔''

اس نے پھر سے بہت سارے میسج چھوڑ کر آخر کے قریب کچھ رہ جانے والے پڑھے۔

فلک شیر نے لکھا ہوا تھا۔

آج ایک بہت مزے کی بات ہوئی ہے۔

کیا ہوا ہے ؟''خولہ سے بات ہوئی ہو گی۔''

ارے وہ تو مجھے دیکھتے ہی ''اگنور مارنا اپنا شرعی فرض سمجھتی ہے۔''

ماہ رخ نے ہنسی والی ایموجی بھیجی ہوئی تھی، آگے پوچھا تھا پھر کیا ہوا ہے۔

آج فواد بھائی نے ”میرے سے خولہ کے رشتے کی بات کی ہے۔“

ارے واہ بھئی مبارک ”ہو، آخر تمہاری خواہش پوری ہو گئی۔“

فلک شیر نے لکھا تھا۔

مجھے کبھی کبھی بہت افسوس ہوتا ہے کہ مجھ جیسے عقل مند انسان کی دوستی بھی“

”تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکی۔ کم از کم مجھ سے کچھ ذہانت کی باتیں کرنا ہی سیکھ لو۔

”اچھا زیادہ بڑی بڑی مت چھوڑا کرو۔ زہر سے بھی برے لگتے ہو۔“

اب تم پرسنل لے گئی ہو۔

”اچھا سر نہ کھاؤ بتاؤ تم نے کیا جواب دیا۔“

میں نے کہہ دیا جناب عالی جس طرح آپ چور کے گلے میں گھنٹی ڈالنا چاہ رہے“ ہیں۔ سو سال میں بھی کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ اسلئے مجھ پہ چھوڑ دیں میں خود اپنی بہن کو آپ کے گھر لے آوں گا۔ بس ایک بات کا یقین ”دے دیں کہ آپ کی بہن انکار نہیں کر دے۔ میرے سارے بیلے پاپڑ کوڑے میں نہ چلے جائیں۔

خولہ کا دماغ اس نئے انکشافات کو قبول نہیں کر پا رہا تھا، اس نے فون ایک ''

'' طرف رکھا اور لیٹ گئی، مگر اب نیند اڑ گئی تھی۔

لائن کی دوسری جانب سے ہلکی ہلکی سانسوں کی آواز سے علم ہو گیا تھا کہ فلک شیر

سو گیا ہے۔

خولہ کے دل کو نہ جانے کیوں ''سکون نے گھیر لیا۔''

وہ سوچتے ہوئے بولی۔

اگر یہ انسان ''ہمارے رشتے کو یہاں تک لانے کے لئے اتنا دماغ لڑا سکتا ہے تو''

اس موجودہ مصیبت سے نکلنے کی بھی کوئی تدبیر لگا لے گا۔

اس نے فون کو اپنے سینے میں بھینچا اور سو گئی۔

*********

وہ سو رہی تھی جب اس کو بھتیجا باہر سے کمرے کا لاک کھول کر اس کے

کمرے میں آیا۔ ساتھ میں اس کی بھتیجی بھی تھی۔

پھوپھو۔۔ اٹھو۔۔ باہر ''آپ کے ماموں آئے ہیں۔''

اس کی بہن بولی۔۔

پاگل وہ ہمارے ماموں ہیں، ''پھوپھو کے تو ہسبنڈ ہیں۔''

اس نے اٹھ کر اپنے ارد گرد پھیلے اندھیرے کو دیکھ کر بچوں سے پوچھا۔

''کیا وقت ہوا ہے؟''

پونے سات ہو گئے ہیں۔

اس نے حیرت سے پوچھا۔

صبح کے پونے ساتھ ''بجے ہی اٹھا دیا ہے، میں تو پانچ بجے کہیں سوئی ہوں۔''

اس کے بھتیجے نے سر پیٹا۔

صبح کے سات نہیں پھوپھو جان رات کے سات ہو گئے ہیں۔آپ سارا دن سوتی رہی ہیں۔ پلیز اٹھیں باہر بیٹھک میں بہت اہم میٹنگ ہو رہی ہے، چھوٹے پھوپھا جان اور بابا آمنے سامنے ہیں۔

پھوپھا کا نام سنتے ہی وہ بیڈ سے نکل کر ننگے پاؤں باہر بھاگی۔

دور سے ہی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ خولہ آکر کھڑکی کے پاس اوٹ میں رک گئی۔ دل اتنی تیز دھڑک رہا تھا۔ یہ انسان ڈرتا کیوں نہیں ہے؟ معاملہ کچھ ٹھنڈا ہونے دیتا۔ اگلے دن سیدھا گھر پہ ہی پہنچ گیا ہے۔ بھائی اپنے انداز میں دھاڑ رہے تھے۔

مجھے اور میرے دوست کو ہسپتال کے دروازے سے "واپس بھیجنے کے بعد تم" یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہیں اپنے خاندان کا حصہ بناوں گا۔

اگلی آواز فلک شیر کی تھی۔ بھائی صاحب جتنا اونچا بول رہے تھے وہ اتنا ہی تحمل سے کہہ رہا تھا۔

وہ میری غلطی تھی، اور آج میں اپنی اسی غلطی کی معافی مانگنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ میرے اس عمل کے پیچھے میرا آپ کے لئے غصہ تھا کہ آپ نے کبھی اپنی بہنوں کے ساتھ شفقت سے بات نہیں کی ہے، پیار سے سر پہ ہاتھ نہیں رکھا ہے، میں بھی ایک بہن کا بھائی ہوں، میں دن میں دس دفعہ اس کے ساتھ لڑتا ہوں مگر میں تصور بھی نہیں کر سکتا ہوں کہ میری بہن کسی

مشکل میں ہو اور میرے سے رابطہ نہ کرے مجھ سے اپنی تکلیف نہ بانٹے۔ بلکہ میں نے سالوں لگا کر اپنی بہن کے ساتھ اایسا تعلق بنایا ہوا ہے کہ اگر اس کو کوئی کسی قسم کی تنگی آجائے تو وہ بلا جھجک سب سے پہلے میرے پاس آئے۔ بھائی بہن ہونے کا یہ مقصد ہوتا ہے، نہ کہ یہ آپ ہر وقت اندھا رعب ہی ڈالتے رہیں۔ آپ کی بہنیں آپ کے ساتھ بات کرتے ہوئے ڈرتی ہیں، یہ کوئی مردانگی کی نشانی نہیں ہے بھائی۔

میں صلح کا پرچم لے کر آیا ہوں۔ میں نے اپنے لیے زیرو میٹر ہنڈا نکلوائی ہے، میں یہ گاڑی بھائی چارے کے لئے تحفتاً دے رہا ہوں۔ خولہ میری بیوی ہے۔ اگر آپ یہ سوچیں گے کہ میں اس کو چھوڑ دوں گا تو بھائی میرے مجھے تمہارے گھر کے سامنے ٹینٹ بھی لگانا پڑا میں اپنی بیوی کو تو ہر حال میں واپس لے کر جاؤں گا ۔میں چاہتا تو جتنے کی گاڑی لی ہے اتنے پیسے کسی بھی ادارے میں رشوت کے طور پہ دیکر آپ کو عدالتوں کے چکر لگواتا، زبردستی اگر میں خولہ کو یہاں سے لے کر چلا بھی جاتا ہوں۔ اس صورت میں آپ ہمیشہ کے لئے اس پہ گھر کے دروازے

بند کر دیں گے۔ پھر وہ آپ کو یاد کر کے رویا کرے گی۔ کیونکہ بہنیں ایسی ہی نازک ہوتی ہیں بھائی قتل بھی کر دیں تب بھی ان کو معاف کرنے کے لئے تیار رہتی ہیں۔ان کی مٹی ہی ایسی ہے۔

میں اپنی انا ''سب چھوڑ کر آپ کے پاس آیا ہوں۔اب بگیند آپ کے کورٹ'' میں ہے

اس کی بھتیجی باپ کے سامنے جا کھڑی ہوئی،

بابا پھوپھا جان بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ پلیز انہوں نے گھر آکر آپ سے معافی مانگی ہے۔آپ اپنے خاندان کے رکھ رکھاؤ کی لاج رکھیں اور ان کو معاف کر دیں ۔ پھوپھو کو اپنی دعاؤں کی چھاوں میں رخصت کریں۔ وہ آپ کی چھوٹی بہن ہیں، جیسے آپ کو مجھ سے پیار ہے، جیسے آپ میری ہر چھوٹی بڑی فرمائش پوری کرتے ہیں، اگر آج دادا جان زندہ ہوتے تو کیا پھوپھو کو اتنا رونے دیتے؟ بابا پلیز غصہ جانے دیں۔

انہوں نے اپنی بیٹی کی بھرائی آنکھوں کو دیکھا تو دل کو کچھ ہوا، اپنی بیٹی کی آنکھ" میں ان کو ایک آنسو" گوارا نہیں تھا اور بہن کو رات کس بے دردی سے تھپڑ مار دیا تھا۔

وہ ہار مانتے ہوئے بولے۔

جاؤ اپنی پھوپھو" کو بلاو۔۔"

"ان کی بیتی اڑ گئی۔"

پہلے آپ وعدہ کریں آپ پھوپھو کو ڈانٹیں گے نہیں،

کچھ نہیں کہوں گا۔

"خولہ بھتیجے کا ہاتھ تھامے کمرے میں آئی۔"

بھائی نے اس کے قریب آکر جہاں کل تھپڑ مارا تھا اس گال کو شفقت سے چھو" کر" اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔

یہ تمہیں لینے آیا ہے۔ اس کو بولو،" بارہ تاریخ کو سٹار پیلس میں بارات لے کر" آجائے، میں تمہیں اس کے ساتھ رخصت کر دوں گا۔

بچوں نے ہرے کے نعرے مارے۔ بھائی کمرے سے جیسے ہی باہر نکلے۔ فلک شیر گرنے کے انداز میں صوفے پہ بیٹھا اپنے ماتھے سے پسینہ صاف کرتے ہوئے خولہ کے بھتیجے سے بولا۔

"بیٹا پانی تو پلاو، تمہارے باپ نے میرا آدھا خون جلا دیا ہے۔"

خولہ اس کو بالکل نئے "پیدا ہونے والے احساسات کے تحت دیکھ رہی تھی۔"

اس نے اس وقت سفید کلف شدہ سوٹ پہنا تھا، سونے کے باوجود آنکھوں کے گرد ہلکے اور چہرے پہ تھکاوٹ نظر آ رہی تھی۔

دونوں بچے بہت خاموشی سے وہاں سے نو دو گیارہ ہو گئے۔۔

خولہ اس کے پاس آئی۔ "بہت نرمی سے اس کے بالوں کو اپنے ہاتھوں سے" سنوارنے لگی۔ فلک شیر پلک جھپکے بغیر اس کو دیکھے گیا۔

"خولہ نے بال سیٹ کئے اور بولی۔"

دو دن صبر نہیں ہوا۔ "سر پہ کفن باندھ کر پہنچ گئے۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دھیمے سے بولا

”پہلے ہی بہت صبر کر رہا ہوں، مزید کی گنجائش نہیں ہے۔“

”اگر بھائی نہ مانتے تو؟“

تو کیا؟ میں پیچھے ہٹنے کے لئے نہیں آیا تھا، اگر وہ صلح کے لئے راضی نہ ہوتے تو میں جنگ کا اعلان کر دیتا۔

خولہ اس کے چہرے کے ”کھڑے کھڑے نقوش کو بہت توجہ اور شوق سے“ پڑھتے ہوئے بولی۔

مجھے تو کبھی احساس نہیں دیا کہ مجھے پسند کرتے ہو۔ میرے ساتھ تو ہر وقت لڑنے کو تیار رہتے تھے، چورنی اور کیا کیا نام رکھے ہوئے تھے، یہ کیوں نہیں کہا کہ خولہ میں تمہیں پسند کرتا ہوں۔

”فلک شیر کے لب پھیلے۔ وہ کہنے لگا۔“

میں ”باتوں پہ یقین نہیں رکھتا ہوں۔ عمل پہ یقین رکھتا ہوں۔ میں تم سے“ باتیں بگاڑتا، تمہیں اپنی توجہ کا عادی بناتا، اپنی رنگین باتوں سے تمہارے دل میں اپنی جگہ بناتا پھر آخر میں جب میری بہن نہ مانتی تو میں چپ چاپ ایک طرف

ہو جاتا کہ سوری میرے گھر والے میری شادی کہیں اور کر وا رہے ہیں۔ تمہارا دل ٹوٹ جاتا۔ مجھے تمہاری بد عا لگتی۔ جو راستہ میں نے پنایا ہے اس میں کم از کم اگر باجی نہ مانتی تو میرا اپنا دل ہی ٹوٹنا تھا۔ تمہارا دل تو محفوظ رہا ہے۔

خولہ نے جب اس کی اتنی پیاری ”، کھری اور اجلی سوچ سنی تو جھک کر اس کی“ وسیع پیشانی پہ اپنے نرم لب رکھ دیئے۔

شکریہ فلک شیر ۔۔مجھے اتنی عزت دینے کے لئے، میرا اتنا خیال کرنے کے لئے ۔ تم یقیناً میرے اللہ کی عطا ہو۔

فلک شیر نے اس کی کمرے میں ہاتھ ڈال کر اس کو اپنی گود میں بٹھالیا۔ فلک شیر کے ہاتھ اس کی کمر کے گرد تھے، خولہ کی بانہیں فلک شیر کے گلے میں حمائل تھیں۔

دونوں کتنی دیر کچھ بھی کہے بغیر ایک دوسرے کو دیکھتے رہے،

”فلک شیر اپنی تھکی تھکی سی نیم وآنکھوں سے اس کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔“

اتنے غور سے کیا دیکھ رہی ہو؟ کیا میری شکل پسند نہیں آرہی ہے؟

نہیں میں سوچ رہی ہوں کہ انسان کو واقعی میں علم نہیں ہوتا ہے کہ اس کے ‘‘ آنے والے کل میں کیا لکھا ہے، ’’دو ہفتے پہلے میرے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ میری تمہارے ساتھ شادی ہو گی۔

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

’’میرے خیال میں تو تھی نا۔ میں اس پہ کام بھی کر رہا تھا۔‘‘

خولہ نے اس کو بتایا۔

میں نے تمہاری اور ماہ رخ کی ساری چیٹ تو نہیں پڑی مگر بیشتر حصہ پڑھ لیا ہے۔ جس سے میں یہ جان پائی ہوں کہ وہ بچاری سارا ڈرامہ کر رہی تھی، تم لوگوں نے فاطمہ باجی کو ڈرانے کے لئے سارا اسکرپٹ تیار کر کے اس پہ عمل کیا ہے۔ پر کل کو جب فاطمہ باجی کو سچ معلوم پڑا تو تب کیا کرو گے؟

تب تک ہمارے دو تین بچے ہو چکے ہوں گے۔ وہ کچھ نہیں کر سکے گی۔ ویسے بھی ناراض وہ مجھ سے ہو گی۔ تمہیں تو کچھ نہیں کہے گی۔

فلک شیر نے جیب میں سے فون نکال کر اس کی بھیجی پیر کی تصویر اس کے سامنے کی۔ جس کے جواب میں فلک شیر نے مزے دار کھانے کے لئے استعمال ہونے والی ایموجی بھیجی ہوئی تھی۔

میں نے سوچ لیا ہے، میں یہ تصویر بڑی کروا کر اپنے کمرے میں لگاوں گا۔

خولہ نے خوفزدہ نگاہوں سے اس کو دیکھتے ہوئے پوچھا

تم ایسا کیوں کرو گے ؟

تاکہ کل جب میری اولاد مجھ سے پوچھے کہ ابا جی آپ کو ہماری ماں کہاں ملی تھی تو میں ثبوت دکھا کر بتا سکوں۔ بیٹا یہ میرے گھر چوری کرنے آیا کرتی تھی، پہلے اس نے امرود چوری کئے، پھر میرا دل

وہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے پوچھنے لگی،۔

"ناشتہ کرو گے ؟"

ڈنر کا ٹائم ہو رہا ہے۔ "نہیں مجھے ابھی جانا چاہئے یہ نہ ہو اس حال میں دیکھ کر" تمہارا بھائی پھر غصے میں آجائے۔

خولہ اٹھی تو وہ بھی اٹھا گیا۔ ”فلک شیر نے باہر کا رخ کیا تو وہ بھی اس کے پیچھے“ پیچھے آگئی،

گیٹ سے باہر نکلا تو وہ وہیں رک کر اس کو جاتا دیکھنے لگی۔

ہلکے بورے رنگ کی داڑھی مونچھیں، دراز قد، چوڑے شانے ہر وقت چمکتی شرارتی آنکھیں۔ خولہ نے سوچا کس قدر اچانک اس شخص نے میرے دل کی زمین پہ اپنے نام کے جھنڈے گھاڑے ہیں۔

روڈ کی دوسری جانب ایک لڑکا موٹر سائیکل لئے کھڑا تھا، فلک شیر کو آتا دیکھ کر وہ ہینڈل چھوڑ کر پیچھے بیٹھ گیا، فلک شیر نے اگلی سیٹ سنبھال کر کلک ماری، پہلی کک پہ ہی موٹر سائیکل سٹارٹ ہو گئی۔ اس نے خولہ کو ہاتھ ہلایا اور آگے بڑھ گیا

۔

خولہ اس کو جاتا دیکھنے کے لئے گیٹ سے نکل کر سڑک ”پہ آگئی۔“

وہ موٹر سائیکل موڑ کر واپس آگیا۔

اس کے پاس روک کر بولا۔

”کیا چاہتی ہو؟میں واپس نہ جاؤں؟“

”خولہ نے حیرت سے پوچھا،“

”میں نے اایسا کب کہا؟“

وہ تھوڑی خفگی سے بولا۔

تو پھر ” باہر گلی میں کیوں آئی ہو۔“

وہ انکار کرتے ہوئے بولی۔

”ہوا کھانے کے لئے آئی تھی۔“

اس نے کالی عینک کے پیچھے سے اس کو گھورا اور بولا،

خولہ پلیز اندر جاؤ۔ ”تم نے جوتا بھی نہیں پہنا ہوا۔“

وہ بھی اسی کے انداز میں بولی۔

”فلک شیر پلیز واپس جاؤ۔“

وہ سنجیدگی سے بولا

”ایسے نہیں مانو گی؟“

خولہ نے نفی میں گردن ہلائی۔""

اسی پل فلک شیر نے شارق سے کہا۔

"شارق یار نیچے اتر ذرا۔"

شارق نیچے اتر، فلک شیر نے خولہ کو" کہا۔"

"چلو بیٹھو پھر۔۔"

وہ مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے موٹر سائیکل پہ بیٹھ گئی۔ گرنے کے ڈر سے اس نے فلک شیر کی کمر میں بازو ڈال کا اس کو زور سے دبوچ لیا۔

فلک شیر نے موٹر سائیکل آگے بڑھادی۔ وہ اس کے کندھے پہ چہرہ ٹکائے مسلسل مسکرا رہی تھی۔ وہ سائیڈ مرر سے اس کی اس حرکت کو دیکھ کر مسکرادیا

۔

جب رشتے محبت، عزت اور اعتماد کی بنیاد پہ قائم ہوتے ہیں تو ان کے اندر ہر طرح کے طوفان سے لڑنے کی طاقت ہوتی ہے۔ وہ یونہی چھوٹی چھوٹی بات پہ ڈھے نہیں جاتے ہیں۔ زمین بوس نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ زمانے کے سرد و گرم کے

آگے ڈٹے رہتے ہیں۔ عموما عورت سے رشتہ بچانے کا رشتے کے لئے قربانی دینے کا سوال کیا جاتا ہے۔ مگر جب مرد یہ کام کرتا ہے، جب مرد اپنی عورت کے تحفظ کے لئے اپنی انا کو ایک طرف رکھ کر میدان میں اترتا ہے۔ تو اس کے حسن اور مقام میں سو گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ خولہ یہ بات بہت اچھی طرح جان گئی تھی کہ اس کو اایسا مرد عطا کیا گیا ہے کہ جس کے لئے کہا گیا ہے کہ عورت اگر اپنے مرد کے پیر بھی دھو کر پیئے تو کم ہے۔ اس بات کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت عملی طور پر مرد کے پیر دھو کر پیتی ہے، یہ صرف ایک مثال ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت ایسے مرد کو سب رشتوں میں سب سے اوپر رکھتی ہے۔ اس کی دل سے عزت کرتی ہے۔ کبھی اس کو دکھ دینے کا سوچ بھی نہیں سکتی ہے۔ یہی ازدواجی زندگی کا حسن ہے۔ اگر اس رشتے میں سے احساس، پیار اور عزت نکال دی جائے تو باقی کچھ بھی نہیں بچتا ہے۔

"*********"

کچھ سال بعد

فاطمہ کچن سے نکلی اور خولہ ”کو وہیں صوفے پہ بچوں کے بیچ بیٹھ کر فلم دیکھتے“

پا کر ٹوکتے ہوئے بولی۔

خولہ وہ آنے والا ہے۔آتے ہی تمہاری یہ حالت دیکھ کر ” باتیں کرنا شروع“

ہو جائے گا۔

خولہ نے صوفے میں مزید گھستے ہوئے ”بچاری سی شکل بنا کر فاطمہ کو دیکھا،“

فاطمہ باجی میرے میں بالکل ہمت نہیں ہے اس وقت اٹھ کر کپڑے بدلنے کی“

۔آپ فکر نہ کریں میرا شوہر بڑا معصوم ہے میں نے ”ایک دو دفعہ پیار سے اس کو

دیکھنا ہے وہ وہیں موم ہو جائے گا۔

”فاطمہ جانتی تھی کہ یہ حقیقت ہے اسلئے ہنستے ہوئے بولی۔“

اس لڑکی نے اپنے شوہر کو ''مکمل قابو میں کیا ہوا ہے۔فاطمہ واپس کچن میں''
چلی گئی، خولہ کے دن ایسے چل رہے تھے کہ نہ تھکاوٹ اترتی تھی اور نہ نیند
پوری ہوتی تھی۔ابھی بھی وہ مووی دیکھتے دیکھتے اونگنے لگی۔

سوئی ہوئی کو محسوس ہوا کوئی اس کے پیٹ کو چھو کر چیک کر رہا ہے، اس کے بعد
اس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھ کر درجہ حرارت محسوس کیا جارہا تھا۔اس نے وہ ہاتھ
اپنی گرفت میں لے کر کہا۔۔

میں بالکل ٹھیک ہوں۔نہ مجھے بخار ہے نہ میں لیبر میں ہوں۔اسلئے جا کر آرام''
''سے کپڑے بدلو۔پھر کھانا کھاتے ہیں۔

خولہ کو اس کی آواز بہت قریب سے سنائی دی جو اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ اس
کے اوپر جھکا ہوا تھا۔

خولہ۔۔اگر تمہیں بخار نہیں ہے۔لیبر میں بھی نہیں ہو۔تو مجھے صبح والے''
حلیے میں کیوں دکھائی دے رہی ہو؟ بال بکھرے ہوئے ہیں۔تمہارے کپڑوں
سے ''پھوٹے دودھ کی سمل آ رہی ہے۔

وہ آنکھیں کھول کر اس کو دیکھتے ہوئے پیار اور لاڈ سے بولی۔

فلک شیر قسم سے آج میرے میں کوئی کام کرنے کی ہمت نہیں تھی"۔ میرا"

دل کر رہا ہے بس سو جاؤں۔

وہ لٹھ مار انداز میں بولا۔

"اچھا اچھا لیٹی رہو۔"

اس کی جیسے تسلی نہیں ہوئی تھی، جاتے جاتے بھی اس کے ماتھے کو ایک دفعہ"

پھر چیک کیا۔" کمرے میں گیا اور دوسرے پل پھر اس کے سر پہ آکر رکا۔

"خولہ؟"

ہوں؟

کیا تم نے اپنے سپوت کو پیمپر نہیں لگایا تھا۔"اس نے واردات کر کے بیڈ کی"

ساری چادر خراب کر دی ہے۔

"خولہ کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں۔"

ہائے میرے مالک کیا افلاطون اولاد ملی ہے، فلک شیر اس کو پیمپر اتارنا آگیا ہے۔ اس لئے وہ کہیں بھی اتار کر پھینک دیتا ہے، پتا بھی نہیں چلنے دیتا۔ اچھا رکو میں چادر بدلتی ہوں۔

وہ اس کو گھورتے ہوئے بولا،

"تو پڑی رہو۔ بیڈ کی چادر کو میں دیکھ لیتا ہوں۔ ویسے محبت کا ناجائز فائدہ اٹھانا تو کوئی تم سے سیکھے۔"

خولہ نے وہیں پہ واپس حملہ کر دیا۔

"اچھا جی آپ کو ایک چادر بدلنی پڑ گئی تو وہ محبت کا ناجائز فائدہ ہے، ہمارا کیا صاحب جی ایک اولاد آپ کی اندر سوئی ہوئی ہے دوسری دنیا میں تشریف لانے والی ہے، اور الزام پھر بھی ہم پر لگائے جا رہے ہیں۔"

وہ جیسے ہی صوفے سے اٹھی، فرش پہ ایک دم پانی کا سیلاب آگیا۔

وہ ماتھا پیٹتے ہوئے بولی

"دیکھا اسی لئے میں تب سے ہلے جلے بغیر پڑی ہوئی تھی۔"

فلک شیر نے پریشان نظروں سے پانی کو دیکھا اور پوچھا،

گاڑی نکالوں؟" "بے بی بیگ اور تمہاری فائل سب تیار ہے؟"

وہ ٹاکی لینے جاتے ہوئے بولی۔

ارے ابھی کچھ دیر ہے۔ رکو میں شاور" "لے لوں۔"

وہ ٹاکی لے کر آئی پیروں کے بل بیٹھ کر سارا فرش صاف کیا۔ "جیسے ہی درد کی"

شدید لہر نے حملہ کیا فلک شیر نے اس کو اٹھنے میں مدد دی اور اسی طرح تھام کر

کھڑا ہو گیا، یہاں تک کے درد ختم ہو گیا۔

خولہ نے جلدی سے شاور لیا، "فلک شیر نے لباس پہننے میں مدد دی۔ اس"

دوران ایک دفعہ پھر سے درد اٹھا۔ فاطمہ نے گھر سمیٹا۔ بچوں کو صبا کی طرف

بھیج کر بہن بھائی خولہ کو لیے پرائیویٹ اسپتال آ گئے جہاں خولہ نے ڈلیوری

کروانے کا انتظام پہلے سے کیا ہوا تھا۔

رات کے تین بجے اس نے بہت خوبصورت بیٹی کو جنم دیا۔ اس کا دو سالہ بیٹا سارا

ماں کی کاپی تھا، مگر بیٹی کے نین نقش باپ سے مل رہے تھے۔

باپ وارڈ سے باہر بیٹھا تھا مگر بیٹی نے آتے ہی اندر شور ڈال کر باپ پھوپھی اور خالہ کو اپنی آمد کی اطلاع دے دی۔ گٹی مریم نے دی، آزان فلک شیر نے پڑھی۔ ماں بچی کی صحت سلامتی کے لئے وہ خود اپنے ہاتھ سے صدقہ دیتا رہا تھا، ہر ہفتے وہ اپنے بچوں اور بیوی کا صدقہ دیتا تھا۔ اپنی بہن کا صدقہ وہ الگ سے دیتا تھا، اس کا ماننا تھا کہ اللہ نے جو نعمتیں نوازی ہوں قدم قدم پہ ان کے لئے اللہ کے آگے شکر گزار ہونا انسان پہ لازم ہے۔

بیٹی کی پیدائش نارمل ہوئی تھی، اس لئے اسی دن خولہ گھر آگئی۔

پہلی رات اس نے بہت مشکل سے بیٹھ کر بچی کو چند پل فیڈ کروانے کی کوشش کی، وہ خود سے بیٹھ نہیں پا رہی تھی، فلک شیر اس کو پکڑ کر بٹھا رہا تھا۔ واش روم تک جانے میں بھی وہی مدد کرتا رہا۔ اس کا بیٹا حمزہ سونے سے پہلے اپنے سخت ہاتھوں بہن کو اٹھانے کی کوشش میں تھا، مگر فلک شیر اس کو مسلسل منع کرتا رہا ہے بے بی بہت چھوٹی ہے تم اپنے ہتھوڑے جیسے ہاتھوں سے اس کو تھپڑ مارو گے

؛

سعدیہ بچی کے لئے تحفے ہسپتال ''ہی دے آئی تھیں۔البتہ صبا اپنے شوہر اور''
بیٹے کے ساتھ گھر پہ آئے تھے۔ان کا بیٹا خذیفہ پورے چار سال کا ہو چکا تھا۔
دیکھنے میں جتنا معصوم لگتا تھا اصل میں اتنا ہی شرارتی تھا۔یہ بھی اللہ کی قدرت
ہے کہ شادی کے فوری بعد ہی اللہ نے ان کو اولاد کی نعمت سے نواز دیا، وہ لوگ
اپنی زندگی میں بہت خوش اور مگن تھے،

رات کو جب خولہ کو بہت درد محسوس ہوا تو فلک شیر نے بہن کو جا کر ڈسٹرب
کرنے کی بجائے ٹب میں گرم پانی بھر کے اس کو اندر بٹھا دیا۔اس کے بالوں میں
کنگھی کر کے پونی بنا دی۔پھر بیڈ میں لٹا کر ہلدی والا دودھ بنا لایا۔

ہلدی والے دودھ کے ساتھ دوائی لے کر خولہ لیٹ گئی تو ساتھ ہی اس کی بیٹی
اٹھ گئی،

''خولہ واپس اٹھنے لگی تھی مگر فلک شیر نے اشارے سے روک دیا۔''

تم تھوڑی دیر آرام کرو۔''میں سکینہ کی نیپی بدل کر اس کو بوتل سے دودھ پلا''
دوں گا۔

خولہ کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں" پر وہ بہت غور سے اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی"

۔کالے رنگ کی شلوار قمیض میں وہ ہمیشہ کی طرح اس کو تو ساری دنیا سے

خوبصورت لگ رہا تھا۔بہت تجربہ کار ہاتھوں سے اس نے بیٹی کی نیپی بدلی اور اس

کو کمبل میں لپیٹ کر اپنی گود میں لیا۔ایک بازو پہ لٹا کر دوسرے ہاتھ سے اس کو

فیڈر پلا رہا تھا۔

آدھا فیڈر ختم کر کے وہ سو گئی۔فلک شیر نے اس کو کندھے سے لگا کر ڈکار دلایا۔

اور واپس اس کی کاٹ میں لٹا دیا۔

ایک سیکنڈ ضائع کئے بغیر آکر خولہ کے پشت کی جانب لیٹ کر اس کو اپنی بانہوں

کے حصار میں بھر کر اس کی گرون میں سر چھپا کر اس نے گہری سانس کھینچی،

بیوی کے چہرے پہ گردن پہ کندھے پہ جا بجا بوسے دئے،

خولہ اس کی گرفت میں ایک دم ہلکی پھلکی ہو گئی۔اس نے اپنی کمر میں پڑا فلک"

کا" ہاتھ اپنے ہونٹوں تک لا کر چوما۔

وہ اس کے کان کے قریب بولا۔

خولہ ”میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔“

خولہ کا دل بھر آیا۔ اس نے بڑی مشکل سے سائیڈ بدلی اور فلک شیر کی جانب ””

رخ کرے اس کے کو ہاتھوں میں تھام کر اپنے آنسو پیتے ہوئے بولی۔

”میری جان آئی لو یو ٹو۔۔“

فلک شیر نے اس کے لبوں کو مس کیا اور اس کو یونہی نا نہوں میں لئے آنکھیں

موندھ لی۔

یہ الگ نات ہے کہ آدھے گھنٹے بعد اس کی بیٹی نے اٹھتے ہی زور و شور سے رونا“

شروع کر دیا۔ ”اس دفعہ اس نے بچی کو اٹھایا اور اس کے تیمتر اور فیڈر سمیت

فاطمہ کو دے آیا۔

فاطمہ نے بھی خوشی خوشی اپنی بھتیجی کو سیسے سے لگا کر چوما۔

اللہ نے ان کے گھر کو آناد کیا ہوا تھا جس پہ وہ جتنا شکر کرتی کم تھا،

ختم شد

میں امید ”ہی کر سکتی ہوں کہ آپ کو اس کہانی کے کردار کہیں نہ کہیں اپنے“ ساتھ ہنسانے میں کامیاب ہوئے ہوں۔ ان کی کوئی بات دل کو چھو گئی ہو۔ یا کسی بات سے اپنی زندگی کی کوئی جھلک دکھائی دے گئی ہو۔ میں یہ کردار آپ کے لئے لکھتی ہوں۔ اللہ سے آپ سب کے لئے ڈھیروں دعائیں ہیں، اللہ آپ کے لئے دنیا اور آخرت دونوں جگہ آسانی کرے۔

”السلام علیکم“

نیلم ریاست

3.9.2026